قرآن و سنّت کی روشنی میں
حقیقتِ پردہ کی خوبصورت تشریح



احکامِ پردہ

مؤلّف
حضرت علامہ مولانا ابو البشیر محمد صالح نقشبندی مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ

قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

قرآن و سنت کی روشنی میں

حقیقتِ پردہ کی خوبصورت تشریح



احکامِ پردہ

مؤلف

حضرت علامہ مولانا ابو البشیر محمد صالح نقشبندی مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترتیبِ جدید

مولانا محمد عبد الاحد قادری

قادری رضوی کتب خانہ ۔ گنج بخش روڈ ۔ لاہور

Phone
0333-4383766
042-7213575

نام کتاب	**احکام پردہ**
مؤلف	حضرت علامہ ابوبشیر محمد صالح نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ
ترتیب جدید	عبدالاحد قادری
صفحات	192
باراول	2006ء
کمپوزنگ	غلام محمد یٰسین خاں
تحریک	چوہدری محمد ممتاز احمد قادری
ناشر	چوہدری عبدالمجید قادری
قیمت	-/75 روپے

ملنے کا پتہ

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ، لاہور

فون: 042-7213575 , 0333-4383766

حُسنِ ترتیب

نشانِ منزل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بیگم والیٔ بھوپال نے اعلان کرایا کہ کل فلاں میدان میں سبھی مسلمان نماز استسقاء کے لئے جمع ہوں بعد ازاں نماز بارش کے لئے اجتماعی دعا کریں تاکہ قحط سالی ختم ہو اور انسان، حیوان، پرندے وغیرہ سبھی سکون کا سانس لیں۔ یہ اس زمانے کی بات ہے کہ جب پورا ہندوستان مختلف ریاستوں میں بٹا ہوا تھا اور ہر ایک ریاست کا حکمران اپنی قلمرو میں خودمختار تھا، ان کی اپنی کرنسی اور سکے تھے جیسے کہ نواب آف بہاول پور نے ریاست بہاول پور میں اپنا سکہ رائج کر رکھا تھا۔

ملکہ کے اعلان پر مسلم وغیر مسلم شہر سے باہر میدان میں جمع ہو گئے۔ غیر مسلم تو صرف اس کے لئے کہ مسلمانوں کا خدا، دیکھئے کیسے بارش دیتا ہے، حالانکہ وہ تو سب کا خدا ہے پروردگار اور پالنہار، خالق ورازق ہے، مگر وہ اپنے نظریہ کے مطابق تماشہ دیکھنے آئے تھے، کہ اگر بارش نہ ہوئی تو ان کا مذاق اڑائیں گے القصہ مسلمانوں نے نماز استسقاء ادا کی۔ دعا مانگی، مگر بارش تو کجا بادل کا نشان تک دکھائی نہ دیا۔ ہندو، عیسائی، مشرک طعنہ زنی پر اتر آئے ملکہ کی غیرت وحمیت بیدار ہوئی اور حکم دیا کہ اسی میدان میں ایک خیمہ نصب کیا جائے کہ کسی آدمی کی نظر خیمے کے اندر کچھ بھی نہ دیکھ سکے۔

خدام نے خیمہ نصب کر کے اطلاع دی، بیگم والی بھوپال چند خواتین کو بڑے اہتمام اور نہایت احتیاط کے ساتھ پردہ کئے ہوئیں خیمہ میں آ کر نماز ادا کرنے لگیں، بعد از دو رکعت نفل ادائیگی عورتوں کے ساتھ ملکہ نے خیمے کے اندر جس میں کسی آدمی کی نظر جا ہی نہیں سکتی تھی اپنے سر سے یہ کہتے ہوئے دوپٹہ یا چادر کو آہستہ آہستہ سرکانا شروع کیا کہ:

الٰہی! تو جانتا ہے کہ میں نے تیرے حبیب نبی کریم ﷺ کی شریعت پر عمل کرنے میں آج تک کوتاہی نہیں کی اور میں نے پردے کا اس حد تک اہتمام کیا ہے کہ میرے سر کے بالوں پر کسی غیر محرم کی نگاہ نہیں پڑی۔ اگر میں اس عمل میں سچی ہوں تو اپنے دین اسلام کی عزت وعظمت کے لئے بارش عطا فرمادے تا کہ غیر مسلم طعنہ نہ دیں کہ مسلمانوں کا خدا کوئی نہیں۔

بس پھر کیا تھا اس اللہ کی بندی کی فریاد نے قبولیت کا جامہ پہنا، ابھی لوگ اپنے اپنے گھر تک جانے نہ پائے تھے کہ گھنگھور گھٹائیں پرے باندھے اُمڈ آئیں اور خوب بارش ہوئی، یہاں تک کہ ہر طرف مسرت وشادمانی کی لہر دوڑ گئی لوگ نہال ہوئے اور کھیت سر سبز شاداب، وقت کی ایک چھوٹی سی ریاست کی ملکہ نے شرعی پردے کا احترام واہتمام زندگی بھر اس شان سے کیا کہ وہی نیکی ایک دن بارانِ رحمت بن کر لاکھوں انسانوں کے سکون کا سامان ثابت ہوئی اور آج کل مملکت اسلامیہ کے ارباب حل وعقد کس بیبا کی اور بے غیرتی سے اپنی عزت و حرمت کو کھلونا بنائے پھرتے ہیں۔

جب میں کہتا ہوں کہ یا اللہ میرا حال دیکھ
حکم ہوتا ہے کہ اپنا نامۂ اعمال دیکھ

ملکہ زبیدہ رحمہا اللہ تعالیٰ ہارون الرشید کی زوجہ محترمہ ہے۔ وہ ہارون الرشید جس کی حکمرانی کا یہ عالم تھا کہ آج جتنے بھی اسلامی ممالک ہیں ان تمام پر مملکت واحدہ کی طرح حکومت تھی، پوری سلطنت میں ان کا حکم چلتا تھا، وہ چاہتا تو دنیائے اسلام کی عظیم پاکباز خاتون ملکہ زبیدہ کو آجکل کے حکمرانوں کی طرح بلا حجاب ولباس سیر وتفریح کے لیے گھومتا پھرتا مگر ان دانشوروں کے برعکس ملکہ زبیدہ شریعت مصطفےٰ ﷺ اس حد تک پابند تھیں کہ ہارون الرشید از خود بھی اس سے حسن

عمل کی بھیک مانگتا رہا۔ ملکہ زبیدہ پردے کی کس حد تک پابند تھی یہ بات حضرت مولانا محمد صالح نقشبندی مصنف کتاب ہذا کے قلم حقیقت رقم سے ملاحظہ فرمائیے۔

آپ تحریر کرتے ہیں کہ اسلامی شان وشوکت کا آفتاب اس وقت بلندی پر درخشاں تھا جب مسلمان اسلامی آداب و اطوار سے سختی کے ساتھ عمل پیرا تھے اور یہ حیا سوز وحمیت افگن مراسم جو آج یورپ کی مایہ ناز تہذیب میں داخل ہیں اور مشرق کی گمراہ و ناعاقبت اندیش اقوام نے ان کو واجب التقلید سمجھ لیا ہے۔ اس زمانے کے مسلمانوں کی نظر میں یہ مراسم صرف وحوش و بہائم کے لئے ہی زیبا ہیں۔

خلیفہ ہارون الرشید کی بیگم، ملکہ زبیدہ کے متعلق اہل سیر نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ وہ اپنے محل میں سر کے بال کھولے بیٹھی تھیں اتنے میں ایک خادم بے خبری میں کسی کام کے لئے ادھر آیا تو بیگم کو برہنہ سر بیٹھے اس نے دیکھ لیا اور لرز کر جھٹ پیچھے ہٹ گیا۔ زبیدہ نے خادمہ کے ذریعے اس سے پوچھا کہ سچ سچ بتاؤ تم نے ہمارا کون سا حصہ جسم دیکھا ہے؟ اس نے ڈرتے ڈرتے عرض کیا کہ صرف سر کے بال مجھ کو دکھائی دیئے تھے زبیدہ نے مشاطہ کو بلا کر اپنے سر کے بال کٹوا دیئے اور کہا ہم کو اس چیز کا اپنے بدن پر باقی رکھنا گوارا نہیں، جس پر ایک نامحرم کی نظر پڑ چکی ہے۔

ع لاؤ کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کی یہ داستان

امام اہل سنت حضرت سید ابوالبرکات سید احمد قادری اشرفی الوری (ناظم حزب الاحناف لاہور علیہ الرحمہ) اندرون دہلی گیٹ لاہور کے مدرسہ میں بخاری شریف کا سبق پڑھا رہے تھے راقم السطور بھی سماعت کے لئے حاضر تھا۔ بعد از درس پردہ پر گفتگو شروع ہوئی تو آپ نے فرمایا اکابر کا فرمان تھا کہ مسلمان عورتوں کو اپنے کپڑے کسی مرد درزی سے سلوانے نہیں چاہیے تاکہ وہ پیمائش سے محفوظ رہیں نیز فرمایا عورتوں کے کپڑے دھلائی کے لئے دھوبی کو بھی نہیں دینے چاہیے تا

کہ انہیں عورتوں کے قد کاٹ اور باڈی کا علم نہ ہو، اور پردے کا اس طریقہ سے بھی بھرم قائم رہے مگر آج کل تو نوجوان لڑکیاں بیوٹی پارلر میں نہ صرف اپنی زلفیں ہی غیر محرم کے ہاتھوں میں دیتیں ہیں بلکہ ایثار و قربانی سے کام لیتی ہوئیں اپنے آپ کو ہی سپرد کر دیتی ہیں تا کہ ان کا حسن دوبالا ہو۔

(انا للہ و انا الیہ راجعون)

تقدیرِ عورت

بنائی فاطمہ نے قسمت و تقدیر عورت کی — سنائی ام عمارہ نے ہے تفسیر عورت کی
بڑھائی عائشہ نے زینت و تنویر عورت کی — بتائی زینب و کلثوم نے توقیر عورت کی

اگر سمجھو تو عورت گلشن آدم کی شبنم ہے
اگر دیکھو تو عورت باعثِ تزئین عالم ہے

اسی کی تربیت سے مرد میداں مرتضیٰ بھی ہیں — اسی کی گود کے حسنین جیسے باصفا بھی ہیں
اسی سے بوذر و سلمان و خالد باخدا بھی ہیں — اسی کے دودھ کے طارق ہیں قاسم رہنما بھی ہیں

جنہوں نے تاج شاہی کو اٹھایا نوک خنجر سے
جنہوں نے کر دیا چشمہ رواں اک سخت پتھر سے

تمہاری لڑکیوں نے غیرتِ قومی مٹائی ہے — تمہاری عورتوں نے عام کر دی بے حیائی ہے
تمہاری آبرو اغیار کے ہاتھوں میں آئی ہے — تمہاری زندگی تم پر قیامت بن کے چھائی ہے

تمہاری عزت و توقیر بازاروں میں مرتی ہے
جہاں انسانیت دم توڑتی ہے آہ بھری ہے

وہ عورت جس میں مردوں کی طرح تھی جرأت ایماں — وہ عورت جس کے چہرے سے عیاں تھی طلعتِ ایماں
وہ عورت جس نے پائی تھی خدا سے فطرت ایماں — وہ عورت جان دے کر جس نے کی تھی خدمتِ ایماں

اب اس کو بے حیا، بے شرم وعریاں دیکھتے ہیں سب
اب اس کو پردۂ مغرب پہ رقصاں دیکھتے ہیں سب
(تمہارے اسلام اورتم از علامہ نسیم بستوی علیہ الرحمۃ)

طالب علم اور شہزادی:

آستانہ عالیہ سیال شریف براعظم ایشیا میں روحانیت کے عظیم الشان مرکزی حیثیت سے معروف ہے۔ اس آستانہ سے ہزاروں علماء کرام ومشائخ کی ارادت وعقیدت مثالی ہے، لاکھوں معتقدین اس سے وابستہ ہیں۔ حضرت شمس العارفین خواجہ محمد شمس الدین سیالوی چشتی علیہ الرحمۃ کی ذات ستودہ صفات نے شریعت وحقیقت اور معرفت کے آسمان پر بے شمار آفتاب ومہتاب روشن کیئے۔

مشتے نمونہ از خروارے

قبلہ عالم پیر سید مہر علی چشتی قادری گولڑوی علیہ الرحمہ کی شخصیت کو دیکھا جاسکتا ہے اس خاندان نشان میں یکے بعد دیگرے ایسی شخصیات نے جنم لیا جن پر اسلام وسنیت کو ناز ہے ایسی عظیم ہستیوں میں حضرت شیخ الاسلام والمسلمین الحاج الحافظ خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کی ذات والا برکات بھی ہے جس نینیہ کے طلباء وطالبات استفادہ کرتے ہوئے اپنی زندگی کے تاروپود کو درست رکھنے اپنے زمانہ میں ایسے ایسے تاریخی کارنامے سرانجام دیئے جن پر مسلمانان پاک وہند بجا طور پر فخر کرسکتے ہیں۔ آپ کے دیگر تمام بنیادی کارناموں سے صرف نظر کرتے ہوئے یہاں انوار قمر یہ جو آپ کے گرانقدر علمی وروحانی ملفوظات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے اس سے ایک نہایت اہم واقعہ آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی ہوں۔ سعادت حاصل کرتا ممکن ہے خواہشات نفسانیہ کے پجاری، شیطان کے شکاری رہائی کی صورت اختیار کریں، خصوصاً مدارس دیکا عزم فرمائیں۔

حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی فرماتے ہیں:

جہانگیر کے زمانہ میں مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کے علمی مدارس کا دور دورہ تھا مولانا کے شاگردوں کی نیک نیتی اور حسن سیرت اعلیٰ پیمانے کی تھی چنانچہ ایک دفعہ شاہی مستورات حضوری باغ میں تقریب کی تاریخ پر آئیں۔ حضوری باغ شاہی قلعے کے سامنے تھا اور ہر سال ایک تاریخ مقرر پر اس باغ میں رات کے وقت مستورات شاہی محلات سے آتیں اور سیر وتفریح کی صورت میں چند گھنٹوں بعد چلی جاتی تھیں۔ اسی باغ کے اندرونی جانب طلباء کے کمروں کی ایک لائن تھی۔ اس وقت طلباء اور دیگر ہر قسم کے مردوں کو باہر جانے کا حکم ہو گیا اور سب چلے گئے۔ معمول کے مطابق مستورات اندر آ گئیں اور سیر وتفریح کے لئے باغ میں مقررہ وقت گزارا بادشاہ کی ایک لڑکی نیک طینت اور صوفیانہ مزاج رکھتی تھی۔ اس نے جب واپسی میں چند منٹ باقی تھے نماز کی نیت باندھ لی تاکہ کچھ نفل یہاں بھی پڑھ لے۔

واپسی کی نوبت (نقارہ) نماز پڑھتے ہوئے بج گئی لیکن اسے معلوم نہ ہوا اور اس کی دو خاص خادمہ بھی یہ سمجھیں کہ شاید شہزادی واپس چلی گئی ہے اس خیال سے وہ بھی جلدی دوسری مستورات کے ساتھ نکل گئیں نوبت بجتے ہی تمام طلباء اپنے اپنے کمروں میں آ گئے اور گیٹ بند کر دیا گیا کیونکہ رات کو گیٹ بند رہتا تھا۔

لیکن لڑکی نماز سے فارغ ہو کر جب گیٹ پر پہنچی تو اسے بند پایا بہت گھبرائی چونکہ سردی کا موسم اور شاہی مزاج تھا حیرانگی کے عالم میں ٹھٹھری ہوئی محفوظ جگہ کی تلاش میں پھرنے لگی۔ گیٹ کے قریب ہی کمرے میں ایک طالب علم مٹی کے دیئے کی لو میں مطالعہ کر رہا تھا۔ طالب علم اسے سردی سے کانپتا ہوا دیکھ کر سمجھ گیا کہ شاہی محلات کی کوئی حسین وجمیل لڑکی باہر رہ گئی ہے اور اضطراب کے عالم میں ہے۔

(طالب علم) کتابوں والی تر پائی اور چراغ وغیرہ اٹھا کر باہر برآمدہ میں آ گیا اور اشارہ سے لڑکی کو کہا کہ کمرہ تمہارے لئے خالی ہے اور درویشانہ بستر میں سردی سے امن حاصل کرو۔ لڑکی سردی کی وجہ سے فوراً اندر چلی گئی۔ طالب علم چراغ پر مطالعہ کر رہا تھا کہ دل میں شیطانی وسوسہ پیدا ہوا کہ ایک حسین و جمیل لڑکی تنہائی میں تیرے پاس موجود ہے کم از کم اس سے کوئی نہ کوئی بات چیت تو کر لے لیکن دوسری طرف خوفِ خدا کے تحت یہ خیال آیا۔ اگر فعل شنیع کا ارتکاب ہو گیا تو اس کی سزا جہنم ہے اور جہنم کی آگ کون برداشت کرے گا۔

تو پھر دل میں سوچا کہ پہلے انگلی کو دیئے پر رکھ کر اس پر آزمائش کر لی جائے اگر انگلی نے برداشت کر لیا تو پھر مزید کام کروں گا۔ اس خیال سے اپنی انگلی دیئے پر رکھی اور انگلی جلانے لگا۔ اندر سے لڑکی بھی یہ ماجرا دیکھ رہی تھی جب تمام انگلی جل گئی اور درد برداشت سے باہر ہو گیا تو دل میں کہنے لگا کہ یہ عذاب برداشت نہیں ہو گا پھر اس نے دوسری انگلی دیئے پر جلا دی۔ پھر کچھ دیر کے بعد تیسری، چوتھی، پانچویں انگلی جلا دی گویا کہ اس نے موقع پانے کے باوجود بدکاری سے بچنے کے لئے ایک ایک کر کے اپنی انگلیاں جلانا شروع کر دیں۔

یہ تمام ماجرا لڑکی بھی دیکھتی رہی اتنے میں تلاش کرنے والے آدمی بھی پہنچ گئے اور انہوں نے طالب علم سے شہزادی کے متعلق پوچھا تو اس نے اندر اشارہ کیا۔ انہوں نے لڑکی کو سر کے بالوں سے پکڑ کر دو طمانچے لگا دیئے اور برا بھلا کہتے ہوئے نہایت بے دردی کے ساتھ گھر لے گئے۔

شاہی محلات میں کہرام مچ گیا کہ شہزادی طالب علم کے کمرے سے نکالی گئی ہے جس کی وجہ سے والدہ نے بھی اسے ماتھے نہ لگایا۔ صبح جب دربار سجایا گیا تو سب سے پہلے یہ ماجرا جہانگیر کے سامنے پیش ہوا۔

جہانگیر نے لڑکی کو حکم دیا کہ تو اپنی سزا خود تجویز کرے۔ لڑکی نے جواب دیا بتاؤ مجھے کس جرم کی سزا دیتے ہو پہلے جرم ثابت کرو۔ پھر جو چاہو سزا دے دینا۔ بادشاہ نے کہا ثبوت کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ تجھے ایسی حالت میں لایا گیا ہے کہ ہر خاص و عام میں تیری بدکرداری کی شہرت ہو چکی ہے۔

شہزادی نے کہا میں اپنی پاکدامنی عفت اور عصمت حجاب و پردے میں دو ثبوت پیش کر سکتی ہوں۔ اول میری دونوں خادماؤں سے پوچھئے کیا وہ مجھے نماز کی حالت میں چھوڑ کر گئی تھیں یا میں خود آنکھ بچا کر کہیں گئی تھی؟ اگر انہوں نے مجھے اس حالت میں چھوڑا تو پھر میرا کیا قصور ہے؟

دوم اس طالب علم کا شیطانی حملہ سے بچنے کے لئے تمام انگلیوں کا جلا دینا میری اور اس کی پاکدامنی کا بین ثبوت ہے لڑکی کے اس ثبوت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت عقلمند تھی طالب علم کے انگلیاں جلانے والے معاملے کو سمجھ گئی تھی کہ وہ نفس پر قابو پانے کے لئے اپنے آپ کو اس مشقت میں ڈالے ہوئے تھا تا کہ وہ فعل شنیع سے بچ جائے۔

جب طالب علم کو شاہی دربار میں بلا کر انگلیاں جلانے کا حال پوچھا گیا تو طالب علم نے تمام واقعات سچ سچ بیان کر دیئے اور شہزادی کی پاکدامنی روز روشن کی طرح ثابت ہو گئی ان کی ایمانداری پر آفرین کہتے ہوئے بادشاہ نے انہیں معاف کر دیا۔ (سبحان اللہ ایسے طلباء اور نیک طینت لڑکیاں اس وقت موجود تھیں) (خواتین کی بارہ تقریریں، ص 286 تا 289)

اس کتاب کے مصنف حضرت علامہ مولانا ابو البشیر محمد صالح ابن حضرت مولانا مست علی رحمہما اللہ تعالیٰ، میتراں والی ضلع سیالکوٹ میں 1869ء کو پیدا ہوئے اور تقریباً نوے سال اپنی حیات مبارکہ اس دار فانی میں گزار کر راہی بقا ہوئے۔

آپ یتیمی میں پروان چڑھے کیونکہ ساڑھے تین برس کے تھے کہ آپ

کے والد ماجد نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ اپنے بڑے بھائی مولانا محمد صادق صاحب کے ساتھ اپنی والدہ ماجدہ علیہا الرحمۃ کی شفقتوں، محبتوں میں دونوں پلنے بڑھنے لگے۔ حضرت مولانا محمد صالح علیہ الرحمۃ کی والدہ ماجدہ چونکہ ایک جلیل القدر عالم اور عارف ربانی کی نہایت عابدہ، صالحہ، زاہدہ، ساجدہ خاتون تھیں اس لئے انہوں نے آپ کی تعلیم وتربیت میں کسی قسم کی کسر نہ چھوڑی۔ چنانچہ والدہ کی مساعیٔ جمیلہ رنگ لائیں اور آپ علم وعرفان کے اعلیٰ مناصب پر فائز ہو گئے۔

آپ کے والد ماجد کے برادر اکبر مولانا امیر علی علیہ الرحمہ نے جب کہ آپ پانچویں جماعت کے طالب علم تھے، حضرت خواجۂ خواجگان پیر طریقت حضرت شیخ فقیر محمد چوراہی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت کی سعادت سے بہرہ مند کرنے کے لئے حاضر کر دیا۔ حضرت نے قبولیت سے نوازا اور بیعت کا شرف عطا فرمانے کے ساتھ ساتھ ارشاد فرمایا ان کی مزید تربیت کے لئے عارف کامل حضرت خواجہ غلام محی الدین علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں لے جائیں۔ جو حضرت شیخ المشائخ خواجہ محمد خان عالم علیہ الرحمہ باولی شریف کے فرزند ارجمند ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد صالح علیہ الرحمہ کو بیعت ثانی کا شرف ان سے حاصل ہوا اور انہیں سے ہی خرقہ خلافت سے شادکام ہوتے۔

خیال رہے کہ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا مست علی حنفی نقشبندی مجددی قادری چشتی علیہ الرحمہ حضرت شیخ المشائخ خواجہ نور محمد تیراہی، چوراہی علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور سلوک معرفت کی منازل طے کرتے ہوئے اپنے پیرو مرشد اور ان کے سجادہ نشین حضرت خواجہ خواجگاں پیر فقیر محمد چوراہی علیہ الرحمہ سے خرقۂ خلافت واجازت کی نعمت عظمیٰ سے نوازے گئے۔

آپ جدید وقدیم علوم وفنون کے ماہر تھے انگریزی تعلیم کی تکمیل پر آپ نے

1896ء کو لاہور میں گورنمنٹ جاب اختیار فرمائی اور مختلف دفاتر میں اپنی منصبی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوتے رہے۔

آپ کو اپنے مرشد ارشد، شیخ طریقت حضرت خواجہ پیر فقیر محمد چوراہی علیہ الرحمہ سے عشق کی حد تک عقیدت و محبت تھی، جب بھی مرشد گرامی کا ذکر خیر فرماتے تو عالم وجد میں القابات و اوصاف کو لکھنا شروع کر دیتے بطور نمونہ ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت مخدومِ عالم و عالمیاں، مجمع بحرین علم و عرفان محرم اسرار ایزد منان، صاحب سجادہ حضرت غوث العالمین، وارث الانبیاء والمرسلین، جنید زماں، شبلی دوراں، مجدد العصر سیدنا و مولانا ومرشد نا فقیر محمد المعروف بابا جی صاحب لحاظوی مدظلھم العالی و دامت برکاتہم العالیہ الی یوم النشور، پیرو مرشد کے وصال پُرملال پر آپ نے چھتیس اشعار پر مشتمل ایک نہایت ہی پر سوز، ایمان افروز قصیدہ منظوم فرمایا۔

کم از کم دو صدیوں سے چورہ شریف علوم و عرفان کا مرکز چلا آرہا ہے۔ آج بھی روحانیت کے اس دریا سے فیوض و برکات کی نہریں جاری ہیں۔ اس وقت میں دیگر سجادگان سے حرف نظر کرتے ہوئے حصولِ برکت کے لئے صرف ایک عظیم و کبیر شخصیت کا اسم گرامی پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جن کے فیضان سے نہ صرف پاکستان بلکہ بین الاقوامی سطح پر لاکھوں لوگ مستفیض ہورہے ہیں۔ ان کا انداز تربیت نہایت حسین اور روحانی مقناطیس طاقت کا امین ہے۔ شفقت و محبت ان کا طرۂ امتیاز ہے۔ ادب و احترام کے اس دور میں انہیں محافظ کہا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہوگا، مہمان نوازی سے شغف اور لنگر شریف سے عشق کی حد تک لگاؤ ہے۔ اگر میری نگاہِ محبت سے پوچھئے تو برملا کہہ دیتا ہوں کہ ان کا باطن ان کے ظاہر کی طرح نورٌ علیٰ نور ہے۔ آخر اولاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی

نسبت کا شرف رکھتے ہیں جن کے لئے فاضل بریلوی پکار اُٹھے۔

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

وہ ہیں پیر طریقت، رہبر شریعت، خطیب الاسلام، محترم المقام، رفیع الشمام کبیر المشائخ حضرت الحاج صاحبزادہ پیر سید محمد کبیر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ زیب سجادہ آستانہ عالیہ چورہ شریف و بانی خیابان چورہ شریف (ہنجر وال ملتان روڈ لاہور) آپ نے چادر اُڑھو تحریک شروع کر رکھی ہے جو بڑی کامیابی سے پورے پاکستان میں جاری و ساری ہے۔ جس کی برکت سے ہزاروں نوجوان لڑکیوں نے پردہ میں رہنا شروع کر دیا ہے۔

حضرت مولانا محمد صالح نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ لاہور میں ملازمت کے دوران علماء کرام و مشائخ عظام کی زیارت و ملاقات سے بہرہ مند ہوتے رہے اور خداداد قوتِ حفظ واخذ کے باعث آپ علوم دینیہ کی طرف راغب ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں آپ نے جملہ علوم وفنونِ مروجہ میں یدطولیٰ حاصل کرلیا۔ اور پھر آپ نے اپنی تبلیغ دین کو ریفارمشن بنالیا۔ وعظ وتقریر کی بجائے آپ نے قلم کو زینت بخشی اور آپ کے قلم حقیقت رقم سے مسلک حق اہل سنت و جماعت کی حفاظت وصیانت دلائل و براہین سے مرصع ایسی ٹھوس کتابیں ظہور پذیر ہوئیں جن کا جواب نہیں، انداز تحریر نہایت سہل، عبارات میں عجیب روانی بلکہ دلربائی، الفاظ اور جملوں کی دلکشی جیسے تازہ پھولوں کے گلدستے۔ سبحان اللہ ماشاء اللہ، مولانا صرف نام کے صالح نہیں تھے بلکہ ان کی زندگی صالحیت سے عبارت تھی، جن پر ان کی تصانیف شاہد و عادل ہیں۔ وہ صاحبِ کرامت شخصیت تھے، اگر ان کی کسی اور کرامت کا ذکر نہ بھی کریں تو ہرج نہیں مگر ان کی اس کرامت کا ذکر تو لازماً نوک قلم پر آرہا ہے کہ ان کے وصال کے بعد ان کی کتابوں کی اشاعت و

طباعت کا عالم ظہور میں آنا یقیناً بہت بڑی کرامت سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

حضرت علامہ مولانا محمد صالح نقشبندی مجدد علیہ الرحمہ کی تصانیف کی تعداد اہل تحقیق کے نزدیک واضح نہیں البتہ حضرت مولانا محمد علیم الدین نقشبندی مدظلہ نے آپ کی متعدد کتابوں کو نہایت اعلیٰ کاغذ، کتابت، طباعت سے مزین کر کے فری تقسیم کرنے کی طرح ڈالی ہے اللہ تعالیٰ موصوف کو دین و دنیا اور آخرت کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔

مولانا الموصوف رقمطراز ہیں کہ ''آپ نے کثیر تعداد میں تصانیف چھوڑی ہیں فقیر راقم السطور نے ''منہاج القبول فی آداب الرسول، ''تحفۃ الاحباب فی مسئلہ ایصال ثواب'' کے تعارف اور ''ندائے یارسول اللہ مع زیارت قبور کی تقدیم'' میں ۳۴ تصانیف کے نام درج کئے ہیں۔

کتاب ہذا (الاستمداد والتوسل) کے آخر میں مصنف نے چند مزید تصانیف کے نام درج کئے ہیں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ پھر پچیس تصانیف کے نام رقم زمانے کے بعد لکھتے ہیں اس طرح آپ کی ۵۹ تصانیف کے نام معلوم ہو سکے جن میں چند ایک جو مصنف علیہ الرحمہ کی زندگی میں طبع ہوئیں خال خال ملتی ہیں اندازہ ہے کہ باقی جو طبع نہ ہوسکیں زمانہ کی دستبرد کا شکار ہوگئیں۔

(الاستمداد والتوسل، ص ۱۳)

پیش نظر تصنیف لطیف ''احکامِ پردہ'' جو قبل ازیں ''پردہ'' کے نام سے شائع ہوتی رہے۔ آپ کی ان گرانقدر تصانیف میں سے ایک بہت ہی مشہور تصنیف ہے۔ جسے کا مطالعہ ہر مسلمان مرد، عورت کے لئے از حد ضروری ہے۔ یہ ''احکام پردہ'' پر ایسی جامع تصنیف ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے اس مسئلے پر کسی اور کتاب کے مطالعہ کی چنداں ضرورت نہیں رہتی۔ مشہور ہے کہ زمانہ قریب کے

ایک مشہور مصنف سید ابو الاعلیٰ مودودی نے بھی اپنی کتاب ''پردہ'' لکھتے وقت حضرت مولانا محمد صالح نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ کی اس کتاب احکام ''پردہ'' سے استفادہ کیا تھا۔

بہر حال پردہ کے مسائل واحکام پر اس پیار اور محبت سے حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے قلم اُٹھایا ہے کہ اس دور میں پردے کے دشمن بھی پڑھ لیں تو اپنی بہو، بیٹیوں اور بیویوں کو بلا حجاب باہر نہ نکلنے دیں کیا ہی اچھا ہو کہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے ممبران اس کتاب کو حرز جان بنالیں اور کچھ نہیں تو جو خواتین اسمبلی کی بے پردہ زینت بن رہی ہیں ان کی خدمت میں ایک ایک نسخہ فری ارسال کیا جائے۔ عین ممکن ہے ان کی اسلامی غیرت بیدار ہو اور وہ پردے کی مخالفت سے باز آجائیں بلکہ وہ حجابِ اسلامی کو اپنا شعار بنالیں۔ لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ۔

قادری رضوی کتب خانہ کے ناظم و بانی جناب چوہدری عبدالمجید قادری صاحب لائق صد مبارک باد ہیں کہ جنھوں نے تلاشِ بسیار کے بعد ایک ممتاز عالم دین حضرت مولانا محمد صالح نقشبندی علیہ الرحمہ کی تصانیف کو جدید دور کے تقاضہ کے مطابق مارکیٹ میں لانے سعی جمیل فرمارہے ہیں۔ نیز مولانا عبدالاحد قادری زیدہ مجدہ بھی قابل صد مبارک بار ہیں جھنوں نے اس کتاب کو جدید انداز میں سنوارنے کی سعی تبلیغ فرمائی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو مزید کامیابیوں سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

بجاہ رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

محمد منشاء تابش قصوری مرید کے

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور پاکستان

10 شعبان المعظم 2 شنبہ 4 ستمبر 2006ء

پیش لفظ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

حمد:

تمام تعریف اس واہب العطایا کو زیبا ہے۔ جس نے انسان ضعیف البنیان کو جوہر عقل سے ممتاز فرمایا۔ عقل کی بدولت اس کے دل و دماغ کو صحیح احساسات سے متاثر ہونے کی صلاحیت بخشی اور ان احساسات سے اس کو شرم و حیا کے فضائل کا ثمرہ عطا فرمایا۔ جس سے ہر صاحب بصیرت سمجھ سکتا ہے کہ جس انسان میں شرم و حیا نہیں اس میں صحیح احساس نہیں، جس میں صحیح احساس نہیں اس میں عقل نہیں۔ جس میں عقل نہیں وہ انسان نہیں نرا حیوان ہے۔ بلکہ حیوان سے بدتر ہے۔ اُولٰٓئِکَ کَالاَنعَامِ بَل ھُم اَضَلُّ ط (سورۃ انعام) (وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ۔ وہ مالک الملک جس نے ننگی زمین کو موالید ثلاثہ کی کائنات سے ڈھک کر ننگے درختوں کو ہرے ہرے پتوں کا لباس پہنا کر پہاڑوں کو سبزہ و روئیدگی کا خلعت بخش کر حتیٰ کہ اربعہ عناصر کے ایک کُرہ پر دوسرے کُرہ کو اور ان پر آسمانوں کو پردہ پوش بنا کر یہ اشارہ فرمادیا کہ ماہ سے ماہی تک تمام کائنات پر ستر و حجاب کا قانون مؤثر ہے۔

از برائے پردہ داراں درس فراش صنع
بر ہوا افگند شادرواں نو توے ایثر!

اس ستار عیوب کی قدرت کے ہر فعل میں پردہ کی رعایت مرکوز ہے۔ انسان کو پردہ عدم سے نکال کر پردہ رحم میں پرورش دی۔ پھر ایک معیاد مؤجل تک اپنی گوناگوں نعمتوں کے پردہ میں زندگی بخش کر اس کو پردہ خاک میں

مستور دو محجوب کر دیا۔ حتی کہ روز قیامت میں بھی اس کی ستاری ہی اس کے جرائم ومعاصی کی پردہ پوش ہوگی۔

لطف تو خطا کاری مستاں پوشد
شرمندۂ الطاف خطا پوش توام

نعت:

درود نامحدود حضور سرور عالم فخر بنی آدم رسول الثقلین نبی الحرمین بزرگ بعد از خدا انبیاء ومرسلین کے پیشوا صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ جن کی تعلیمات عالیہ سے انسانوں کی اخلاقی عریانی تہذیب وشائستگی کے لباس سے مستور ہوئی جنھوں نے اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ (حیا ایمان سے ہے) (مشکوٰۃ شریف) کا فرمان واجب الاذعان بخش کر فیصلہ فرما دیا کہ حیا اور پردہ وغیرہ لوازم حیاء اور شرطِ مسلمانی ہیں۔ دنیا فحش و بے حیائی کے گڑھے میں گرتی چلی جارہی تھی جو جہنمی آگ سے پُر ہے۔ آپ نے اپنی حیا آموز تعلیمات سے مخلوق کو اس ہلاکت خیز گڑھے میں گرنے سے بچایا۔

راست می فرمود آں بحرِ کرم برشما من ازشما مشفق ترم
من نشستہ برکنارِ آتشے!! بافروغ شعلہ وبس ناخوشے
کہ شما پروانہ وار ازجہلِ خویش پیشِ آتشِ مے کشید ایں جملہ کیش
من ہمی رانم شمارا ہمچو ہست از درافتادن در آتشِ بادو دست

افسوس! اب پھر لوگ اس گڑھے میں گرنے لگے ہیں۔

اے بسرا پردہ یثرب بخواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَدَدَ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِائَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ ط

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقت دعا ہے
امت پہ تُری آکے عجب وقت پڑا ہے

ملت اسلامیہ کے لئے لمحہ فکریہ:

یورپ کا تمدن، یورپ کی تہذیب اور یورپ کی معاشرت ایک فتنہ بار گھٹا بن کر افق عالم پہ چھائی ہوئی ہے اور اکثر ممالک پر اپنے اجتماعی و معاشرتی شرور و مفاسد کا مینہ برسا رہی ہے قرائن سے پایا جاتا ہے کہ اس بارانِ فتن سے عنقریب ایک عالمگیر سیلاب پیدا ہوکر دنیا کی بستی بستی پر احاطہ کرے گا۔ اور دنیا کے امن وامان کے ساتھ اسلامی عفّت وعفاف اور حیاؤ تقویٰ کو بھی بہالے جائے گا۔

یورپ نے عورت کو جو خلاف فطرت آزادی دے رکھی ہے اور اس کے لئے بلا نقاب و بے حجاب باہر چلنا پھرنا تنہا سیر وسفر کرنا اور غیر مردوں کے ساتھ اختلاط وتخلیہ مکالمت و مصاجت اور مصافحہ و معانقہ کرنا جائز کر رکھا ہے۔ آج دیگر اقوام کے دلوں میں بھی اس کی ریس جوش زن ہے۔ چنانچہ ترکی نے کُلّیۃً اور صاف طور پر یہ مراسم اپنی معاشرت میں داخل کر لئے ۔ مصر مدت سے اس منزل کے قریب آرہا ہے ایران بھی اسی راہ پر گامزن ہونے کے لئے غور کر رہا ہے۔ اور افغانستان کے شاہی خاندان نے تو ان مراسم کی شیفتگی پر تخت و تاج تک قربان کردیا۔ یہ تازہ فتنہ ہندوستان میں بھی رنگ لائے بغیر نہ رہا۔ چنانچہ آج بعض اعلیٰ ومتوسط اسلامی طبقات کی یہ حالت ہے کہ جن معزز گھرانوں کی عورتیں کبھی گھر کی دہلیز میں قدم رکھنا بھی شیوۂ حیا کے خلاف سمجھتی تھیں آج ان کی نوجوان بہو بیٹیاں کھلے عام عین بازاروں میں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں۔ جس حریم ناموس میں ایک پانچ سالہ اجنبی لڑکے کی باریابی بھی غیرت کے منافی سمجھی جاتی تھی اس کی عورتیں اب بازاری حجاموں کے ہاتھوں سے یورپین فیشن کے مطابق اپنے بالوں کی قطع و

برید کرانے کی شائق ہوتی جاتی ہیں اور یہ جرأت و بے باکی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ بے پردگی وحجاب افگنی کا جو خیال کبھی عورتوں کے دماغ کے قریب بھی نہ آتا تھا اور صرف بعض شیفتگان مراسم فرنگ کی زبان سے ہی کبھی کبھی اس کا اظہار ہوتا تھا۔ آج خود جماعتِ نسواں نے اس کو اپنا بنائے دعویٰ بنا لیا ہے چنانچہ پچھلے دنوں لاہور میں بہت سی معزز خواتین نے اپنا ایک ڈیپوٹیشن مرتب کر کے وزیر بلدیات پنجاب کے حضور میں فریاد کی کہ ہماری جماعت کو رسم پردہ کی دیرینہ قید سے رہائی ملنی چاہیے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

افسوس! کہ تقلید فرنگ کے شائقین کو کچھ خبر نہیں کہ ہم جس راہ پر چل رہے ہیں، وہ کعبہ کی بجائے تُرکستان کو نہیں بلکہ فرنگستان کو جا رہا ہے۔ وہ تہذیب کی بجائے قومیت کی تباہی اور تخریب پر منتہی ہوتا ہے۔ آج ایشائی اقوام جو یورپ کی تہذیب وتمدن کی دلدادہ ہو رہی ہیں اس سے نہ صرف اپنے اپنے دین و مذہب سے بیگانہ ہو جائیں گی بلکہ ان کی قومیتیں بھی یکسر نیست و نابود ہو جائیں گی۔

یورپ کی سازش:

یورپ چند صدیوں سے ایشائی ممالک پر قابض ہو جانے کا ناپاک ارادہ کر چکا ہے اور ہر تدبیر سے ان کے ٹکڑے ٹکرے کاٹ کر اپنے شکم آز کو پُر کرنے میں مصروف ہے مگر قطعاتِ ارضی پر اس کے قابض ومتصرف ہو جانے سے اقوام کی قومیتیں نہیں مٹتیں۔ توپوں اور بموں سے بڑے بڑے قلعے مسمار ہو گئے۔ بلند و بالا عمارتیں زمین بوس ہو گئیں۔ بندوقوں اور میزائلوں سے ہزاروں، لاکھوں ہستیاں صفحہ ہستی سے ختم ہو گئیں۔ مگر باوجود اس کے اقوام وملل کی ہستی قائم رہی۔ لیکن اب یورپ کا ایشاء پر ایک اور ہنگامہ خیز اور فتنہ انگیز حملہ شروع ہے جو توپوں اور میزائیلوں سے کہیں زیادہ ہلاکت خیز اور تباہ کن ہوگا۔ اس سے اندیشہ ہے کہ

ہر قوم کی قومی ہستی بھی فنا و نابود ہو جائے۔ ایشائی روایات صفحہ روزگار سے قطعی طور پر محو ہو جائیں۔ یہ حملہ یورپین تہذیب اور فرنگستانی عادات و اطوار کا ہے۔ جس کے آگے ایشائی تہذیب سرنگوں ہوتی جا رہی ہے اور ایشائی شعار و اطوار مٹتے جا رہے ہیں۔ یہ حملہ آتشیں اسلحہ اور تیغ وسنان کی حرب وضرب سے کہیں زیادہ کارگر ہے۔ اس کے زور و طاقت کے آگے ایشائی اقوام خود بخود گرتی اور مسخر ہوتی جا رہی ہیں۔ ان کی تہذیب فنا ہوتی جا رہی ہے۔ ان کے قومی خصائص مٹ رہے ہیں۔ ان کی قومیت کے امتیازات نابود ہو رہے ہیں۔ اگر چندے یہی حال رہا۔ تو ان ایشائی اقوام کا لباس و انداز، ان کی بود و ماند، ان کا طور طریق، ان کا طرز زیست، ان کا انداز زندگی سب یورپین نمونے پر ہوگا او وہ اہل یورپ کے مقلدین کی حیثیت میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوں گے۔ ان کا اپنا شاندار ماضی فراموش ہو جائے گا۔ اپنے اسلاف کے قابل فخر کارناموں کی یاد ان کے صفحہ ء اول سے محو ہو جائے گی۔ وہ اپنے کیش و مذہب، اپنے دین و دیانت، اپنے اخلاق و آداب کے ساتھ اپنے قومی وجود کا جنازہ بھی یورپ کی سرحد میں دفن کر دیں گے۔

پہلے مسلمانوں کی حالت:

اسلامی شان و شوکت کا آفتاب اس وقت بلندی پر درخشاں تھا۔ جب مسلمان اسلامی آداب و عادات پر سختی کے ساتھ کاربند تھے۔ اور حیا سوز و حمیت افگن مراسم جو آج یورپ کی مایہ ء ناز تہذیب میں داخل ہیں اور مشرق کی گمراہ و نا عاقبت اندیش اقوام نے ان کو واجب التقلید سمجھ لیا ہے۔ اس زمانے کے مسلمانوں کی نظر میں یہ مراسم صرف وُحُوش و بَہائم کے لئے ہی زیبا تھے۔

خلیفہ ہارون الرشید کی بیگم ملکہ زبیدہ خاتون کے متعلق اہل سیر نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ وہ اپنے محل میں سر کے بال کھولے بیٹھی تھیں۔ اتنے میں ایک

خادم بے خبری میں کسی کام کے لئے ادھر آیا تو بیگم کو برہنہ سر بیٹھے اس نے دیکھ لیا اور لرز کر فوراً پیچھے ہٹ گیا۔ ملکہ زبیدہ نے خادمہ کے ذریعے اس سے پوچھا کہ سچ سچ بتاؤ تم نے ہمارے جسم کا کون سا حصہ دیکھا ہے۔ اس نے ڈرتے ہوئے عرض کیا کہ صرف سر کے بال مجھ کو دکھائی دیئے تھے ملکہ زبیدہ نے مشاط کو بلا کر اپنے سر کے بال کٹو دیئے اور کہا کہ مجھے اس چیز کا اپنے بدن پر باقی رکھنا گوارا نہیں جس پر ایک نامحرم کی نظر پڑ چکی ہے۔

عروج وزوال:

آہ! ایک وہ اسلام کی بلندی کا زمانہ تھا کہ مسلمان حیا وحمیت کے صحیح مسلک پر چلتے تھے۔ حتّٰی کہ اگر ایک غیوّر مسلمان خاتون دیکھتی کہ اس کے سر کے بالوں پر ایک نامحرم کی نظر پڑی چکی ہے تو وہ ان کو بمنزلہ نجاست سمجھ کر ان کے بار سے اپنے سر کو سبکدوش کرنا ضروری سمجھتی تھی اور ایک آج قومی ادبار کا زمانہ ہے۔ کہ ان اقوام کی رسم وعادت کی تقلید کو مایہء فخر ومباہات سمجھا جاتا ہے۔ جن کے نزدیک شرم وحیا کا کوئی مفہوم ہی نہیں ۔ جو اپنی نساء ثیبات وابکار کا (شادی شدہ اور کنواری عورتوں کا) غیر محرم اور اجنبی مردوں کے ساتھ تخلیہ (علیحدگی) میں ملنا بات چیت کرنا، ہاتھ ملانا، خط وکتابت کرنا، ان کے ساتھ ناچنا، شریک سیر ہونا اور ان کے سامنے نہ صرف ہاتھ پاؤں اور چہرہ بلکہ سینہ اور پنڈلی تک برہنہ رکھنا جائز سمجھی جاتی ہیں۔ فَاٰھَا ثُمَّ اٰھَا ثُمَّ اٰھَا!

سبب تالیف:

یہ افسوس ناک والم انگیز حالات ہیں۔ جنہوں نے خاکسار کو ان چند اوراق کے مرتّب کرنے پر آمادہ کیا۔ تاکہ ان شیدایان مراسم فرنگ پر ظاہر کیا

جائے۔ کہ وہ عورت کو ناجائز آزادی دلانے کی سعی میں کس قسم کی خطرناک غلطی میں مبتلا ہیں۔

مخالفین پردہ کی دو قسمیں:

مخالفین پردہ کی جماعت عموماً دو قسم کے لوگوں پر مشتمل ہے۔ ایک وہ فلسفی مزاج جو عورت کا پردہ ازروئے عقل سلیم فطرت انسانی کے خلاف اور مرد کا اسے پردے پر مجبور کرنا، ان کے پیدائشی حقوق میں دست اندازی سمجھتے ہیں۔ اس کتاب کے پہلے حصہ میں ان لوگوں پر ثابت کیا جائے گا کہ پردہ نسواں عقل و دانش اور فلسفہ وحکمت کے معیار سے عین مقتضائے فطرت ہے۔ دوسرے وہ فسوں ساز وفتنہ پرداز لوگ جو عوام المسلین پر اثر ڈالنے کے لئے پردہ کو اسلامی تعلیمات کے خلاف قرار دیتے ہیں اور اپنے دعویٰ کے اثبات کے لئے قرآن وحدیث سے غلط استدلال بلکہ تحریف آیات تک میں دریغ نہیں کرتے۔ دوسرے حصہ میں انہیں لوگوں کے دجل وفریب کی قلعی کھولنا مقصود ہے تاکہ عوام الناس ان لوگوں کے عقائد باطلہ سے دھوکا نہ کھائیں اور ان پر ثابت ہو جائے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں پردے کے بارے میں صحیح احکام کیا ہیں اور اہل غرض نے تعلیمات دینیہ کی عزت واحترام سے خالی القلب ہونے کے باوجود محض لوگوں کو بہکانے کیلئے آج کس طرح قرآن واحادیث کو اپنا آلہء کار بنا رکھا ہے اور وہ ان سے غلط استدلال کر کے اپنے آپ کو گنہگار اور لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔

گو ممکن ہے کہ اس مخلصانہ گزارش سے کسی بندۂ خدا کو ہدایت ہو جائے اور وہ اس غلطی کی وبا سے بچ جائے۔ مگر ہمارا گمان غالب یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی پیش گوئیوں کے مطابق اب وہ دور فتن آ گیا ہے جبکہ نصاریٰ کے تمدن اور معاشرت کا ہفت اقلیم میں سکہ چلنے لگے گا۔ اور اسلامی آداب ومراسم کا نام ونشان

تک مٹنے کے قریب ہو جائے گا۔ ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ ہماری یہ تمام خامہ فرسائی اور یہ دماغ سوزی بے کار ہے۔ آج یورپ کی تقلید کا طوفان اس زور شور سے اٹھا ہے کہ کوئی طاقت اس کی روک تھام سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتی۔ اہل قلم کا زور تحریر یہاں بے بس ہے۔ شاعروں کی شیوا بیانی غیر مؤثر ہے واعظوں کے واعظ بے سود ہیں۔ اسی طرح ہماری یہ چیخ و پکار بھی یقیناً صدا بصرا ہو کر رہ جائے گی۔ پس یہ آواز جو ایک مختصر تالیف کی صورت میں اٹھائی جا رہی ہے۔ ایک مایوس کی آخری آواز سمجھنی چاہیے جو ایک جہاز کو غرق ہوتے دیکھ کر اہل جہاز کو نجات کی کوشش کے لئے پکار رہا ہے تاکہ فردائے قیامت میں وہ ان معتوبین بارگاہ رب العزت میں شامل ہونے پر مجبور نہ ہو۔ جن پر اپنی ملت کو برباد ہوتے دیکھنے اور خاموش ہو رہنے کا الزام عائد ہوگا۔

وَمَاتَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِا للّٰہِ عَلَیہِ تَوَکَّلتُ وَاِلَیہِ اُنِیبُ.

پہلا حصہ، عقلی بحث

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو میں نے آپ کے پردہ کو کیا ہوا
بولیں وہ ہنس کے عقل پہ مردوں کے پڑ گیا

پردہ کی فطرۃً ضرورت:

بے شک تمام نفوس وقلوب کا موزوں ومتناسب اور حسین وجمیل اشیاء کی طرف میلان ایک طبعی امر ہے جو نظام عالم کے خاص اسرار میں سے ہے۔ مگر ہر من بھاتی چیز کی محبت ہمیشہ مفید نہیں ہوتی بلکہ اس آیت کریمہ کے مطابق
وَعَسىٰ اَنْ تُحِبُّوا شَيْئاً وَّهُوَشَرٌّ لَّكُم (سورۃ بقرہ)

ترجمہ: اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو۔

بہت سی چیزیں جو طبعاً مرغوب و پسندیدہ ہوتی ہیں عقل و دانش اور دین و دیانت ان کے مضر وخطرناک ہونے کی شہادت دیتی ہے تو ان کا ترک کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک خوش رنگ سانپ جس کے نقش و نگار دلفریب ہوں دیکھنے میں انتہائی اچھا لگتا ہے لیکن دین و دانش یہ ہرگز اجازت نہیں دیتے کہ اس کو ہاتھ لگائیں کیونکہ اس کو ہاتھ لگانا رنگ موت کا پیغام ہے۔ اسی طرح مرد و عورت کا آپس میں میلان ایک طبعی امر ہے جس پر انسانی معاشرت کے مصالح مبنی ہیں۔ لیکن یہ حد جواز کے اندر رہی مستحسن ہے اور اگر یہ جذبہ حد اعتدال سے بڑھ

جائے اور اس میں میاں بیوی اور غیر مرد و عورت کا امتیاز نہ رہے تو یہی میلان مضر وخطرناک بن جاتا ہے۔ جس کے اسباب و دواعی کی روک تھام واجب ہو جاتی ہے۔

یہ تو ہو نہیں سکتا کہ مرد اور عورتیں بالکل ایک دوسرے سے جدا رہیں اور ایک دوسرے کے سامنے نہ ہونے پائیں کیونکہ اس سے دنیا کا انتظام قائم نہیں رہ سکتا۔ اور اگر آزادانہ و غیر مشروط اختلاط ہو تو ایسے وصف کے مرد و عورت بھی بہت ہی کم ملتے ہیں جو ایک دوسرے کو دیکھیں اور وہ کشش جو قدرت نے تمدنی و معاشری مصالح کی بنا پر ان کے دلوں میں پیدا کی ہے' اپنا اثر نہ دکھائے۔ اس لئے ضرورت ہوئی کہ مردوں اور عورتوں کے اختلاط و مُصاحبت اور ملاقات و مکالمت کے متعلق خاص قانون وضع کیا جائے۔ جس کی بدولت ان شرور و مفاسد کا اندیشہ نہ رہے جو مردوں اور عورتوں کے آزادانہ میل جول میں مُقتضیاتِ طبع کے بے قید اور بے روک ٹوک ہو جانے کے باعث ممکن بلکہ یقینی ہیں۔ اس شرعی قانون کے ماتحت ستر اور پردے کا حکم ہوا ہے۔

کیا پردہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے؟

اسلام نے مردوں اور عورتوں کے بیجا میل جول کو ممنوع قرار دے کر ایک حد تک پردہ قائم کر دیا جو عفت و عصمت کا ضامن، معاشرتی اور تمدنی امن کا کفیل ہے۔ جن مذاہب میں پردہ نہیں ہے ان میں عصمت کی حالت ناگفتہ ہے۔

رات دن ہوتی ہے بے پردگی سی پردہ داری
دیکھو اس قوم کو ہے جس نے اٹھایا پردہ

لیکن یورپین تمدن کے دلدادہ مسلمان جو آوارہ مزاج واقع ہوئے ہیں وہ پردے کے سخت مخالف ہیں وہ پردے کو محض قید اور حبس بے جا کہتے ہیں۔ وہ

عورتوں کے کھلا پھرنے ، گاڑیوں اور بائیسکلوں پر سوار ہوکر باغوں اور یا ٹھنڈی سڑک پر نکلنے اور اپنے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ پکڑ کر چلنے کو پسند کرتے ہیں اور اسی کو تہذیب اور شائستگی سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب تک ہم میں سے پردے کا رواج اور طریقہ دور نہیں ہوگا کبھی بھی ترقی نہیں کرسکتے ہماری پستی اور تنزل کی اصل وجہ یہی پردہ ہے۔

یہ تمام دعاوی محض یورپ کی طرز زندگی پر فریفتہ ہوجانے والوں کے طبع زاد ہیں۔ ورنہ حقیقت میں اسلامی پردہ نہ مانع ترقی ہے۔ نہ اس سے ملت اسلام کے قومی عروج میں کوئی رکاوٹ پیدا ہونے کا احتمال ہے اور نہ وہ خواتین اسلام کی تعلیم وتربیت میں رکاوٹ ہیں جس وقت مسلمان تمام عالم میں عزت و برتری کے واحد مالک تھے۔ وہ ترقیات کی تمام منازل میں دنیا کی تمام بڑی بڑی اقوام سے پیش قدم تھے اسلامی پردہ اس وقت بھی موجود تھا۔ اس زمانہ کی بڑی بڑی عالم و فاضل خواتین کے تذکروں سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ اس وقت مسلم خواتین پروفیسر تھیں۔ وعظ کہتی تھیں۔ تلقین کرتی تھیں اور یہ فرائض پس پردہ انجام پاتے تھے۔ مسلم خواتین برقعہ و نقاب کے ساتھ جنگی مہمات میں حصہ لیتی تھیں ۔ اہل فوج کے لئے آب رسانی کا بندوبست اور مجروحین کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ پیادہ و سوار ہوکر تیغ زنی کرتی تھیں۔ مگر پردہ وحجاب ہر حالت میں لازم سمجھا جاتا تھا جو ان مشاغل سے مانع نہیں ہوسکتا تھا نہ اس وقت کے غیور مردوں کے دل میں کبھی یہ سوال پیدا ہوا کہ پردہ ترقی کا مانع ہے اور نہ خود ان خواتین نے کبھی وفد بنا کر امیر المومنین کے حضور میں یہ درخواست کی کہ ہمیں پردہ سے آزادی ملنی چاہیے۔

بے شک آج مسلمان قوم تنزل کی گہرائی میں گری ہوئی ہے مگر اس کا ذمہ دار پردہ کو قرار دینا غلط ہے۔ بلکہ اس تنزل و ادبار اور اس نحوست و فلاکت کی

اصلی وجہ یہ ہے کہ ہم مسلمانوں نے دین الٰہی پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کے باندھے ہوئے قوانین کی پابندی ترک کردی ۔ جس سے ہم کمزور ناتواں اور اقوام عالم میں ہلکے ہوگئے ۔ اگر پردہ وغیرہ اسلامی مراسم ہماری موجودہ نکبت و ادبار (ذلت و پریشانی) کے باعث ہیں۔ تو قرون سابقہ کے مسلمان کیونکر ترقی کر گئے تھے جو پردہ نسواں کے شدت کے ساتھ پابند تھے۔ جس کا ثبوت زبردست دلائل کے ساتھ آگے چل کر دیں گے۔ سب سے پہلے نو دہی مسلمین سابقین ان احکام کے ساتھ مخاطب ہوئے تھے کہ آنکھیں نیچی رکھو۔ عورتیں جاہلیت کا بناؤ سنگھار نہ کریں۔ گھروں میں رہیں اگر باہر جانا پڑے تو پردہ کر کے شرم وحیا سے چلیں وغیرہ وغیرہ۔ ان اصحاب نے ان احکام پر اس عمدگی سے عمل کیا کہ آج ہم اس کا عشر عشیر بھی بجا نہیں لاتے اور ساتھ ہی دنیا کو ترقی کی بالاترین منزل پر فائز ہو کر دکھا دیا۔

ہمارا تو یہ خیال ہے کہ یہ محض دین فراموشی اور نفس پرستی ہے۔ جو یورپ کی تقلید کی متقاضی ہو رہی ہو۔ فرنگستانی اقوام کی رنگ رلیاں دیکھ کر نفس گمراہ ہوا چاہتا ہے کہ وہ لطف ولذت کی زندگی اختیار کی جائے اور ترقی کا شوق محض بہانہ ہے۔

بے پردہ اقوام کی حالت کا نقشہ:

جن قوموں میں پردہ نہیں ہے یا جو پردے کے پابند نہیں ہیں وہ مردوں اور عورتوں کا کھلم کھلا میل ملاپ جائز سمجھتی ہیں۔ مسلمانوں کو ان کی حالت سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے۔ مرد و عورت خواہ ہندی ہوں یا فرنگستانی ، چینی ہوں یا ایرانی ، ان کا تخلیہ میں ملنا ایسا ہے۔ جیسا کہ آگ اور بارود کا اجتماع۔

بنسبت مرد کے عورت کی خلقت میں نزاکت ہے
ادا ہے ناز ہے غمزہ ہے شوخی ہے شرارت ہے
فروغ حسن عالم تاب پھر اس پر قیامت ہے
ازل سے کشتہ چشم عنایت ہر طبیعت ہے
جواں عورت کھلے منہ جب سر بازار چلتی ہے
رگ صبرو شیکبائی پہ اک تلوار چلتی ہے
نکلنا عورتوں کا آب وتاب و زیب وزینت سے
رواں ہر کوچہ و بازار میں ہونا نزاکت سے
تکَلُّم بھی ادا کرنا تو انداز شرارت سے
یہ سامان دل آویزی نہیں کچھ کم قیامت سے
پھسل جاتا ہے دل آخر کوئی کیسا ہی انساں ہو
یہ وہ جا ہے جہاں ہاروت بھی محبوس زنداں ہو

لہٰذا اگر ہم مسلمانوں کو عورتوں کے پردے کا حکم ارتکاب فواحش سے بچنے کے لئے دیا گیا ہے۔ تو اس سے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ یورپ میں بے پردگی کی وجہ سے وقوع فواحش کا احتمال ہی نہیں یا وہ لوگ ایسے ضابطہ نفس اور خود دار واقع ہوئے ہیں کہ اجنبی مردوں عورتوں کے اختلاط کے باوجود وہ ہر طرح پاکباز و پارسا رہتے ہیں۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ وہ لوگ بھی انسان ہیں۔ ان میں بھی دواعی نفس اور مقتضیات طبع موجود ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کے نزدیک ارتکاب فواحش بلکل معیوب نہیں۔ اس لئے ان کو حظِ نفس کے حصول کے لئے کسی خاص ضابطہ و قانون کی ضرورت نہیں۔ ان کی کنواری لڑکی اختیار رکھتی ہے کہ نوجوان مردوں میں سے جس کو چاہے اپنی شادی کیلئے خود انتخاب کرلے اور جو نوجوان اس کو اپنی

زوجیت کے لئے پسند آئے۔ اس کے ساتھ نکاح سے پہلے جب چاہے اور جس طرح چاہے خلا و ملا میں دن کی روشنی اور رات کی تاریکی میں ملے جلے۔ پھر اگر جذبات محبت کے ہیجان میں کوئی ایسا فعل اس سے وقوع پذیر ہو جائے جو آئندہ چل کر ازدواجی زندگی کے لوازم میں شمار ہونے والا ہے۔ تو یہاں کوئی چشم احتساب اس پر لال پیلا ہونے کی ضرورت نہیں سمجھتی۔ لڑکی کے ماں باپ یہ سب کچھ جانتے ہیں، دیکھتے ہیں یا سنتے ہیں۔ مگر ان باتوں کو اپنی دختر بلند اختر کی سعادت مندی کے خلاف نہیں سمجھتے کیونکہ ایسے امور یورپین معاشرت کے لوازم ہیں۔

یورپ کی نام نہاد تہذیب کی اصل بنیاد:

جو بھولے بھالے مسلمان یورپ کی آزادی نسواں کی تقلید کرنے پر تلے ہوئے ہیں ان کو پہلے مبصرانہ طریق سے پس و پیش پر نظر ڈالنی چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ ہم کون تھے؟ اور یورپین اقوام کون تھیں؟ ہم ابتدائے آفرینش سے دین الٰہی کے حامل، اخلاق عالیہ کے پابند اور روحانیت کی دولت سے بہرہ ور چلے آئے ہیں۔ اقوام عالم نے تہذیب و تمدن ہم سے پائی۔ عمران وحضارت (آباد کاری وشہریت) کے اصول ہم سے حاصل کئے۔ اپنی بے نور روحانیت کو ہماری مشعل ہدایت سے روشن کیا۔ بخلاف اس کے یورپ کی چند صدی بیشتر کی تاریخ جہالت و وحشت کا مرقع ہے جو بہائم وحوش کی زندگی کے نمونے پیش کر رہی ہے۔ جس میں نہ تہذیب و تمدن کا کوئی حصہ نظر آتا ہے نہ اخلاق و روحانیت کی کوئی جھلک دکھائی دیتی ہے۔

آج اگر یورپ موجودات ظاہری پر غور تدبر کر کے عناصر عالم سے کام لینے اور خوش پوشی وخوش خوری کی زندگی بسر کرنے کے قابل ہو گیا تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ وہ کونین کی برکات وسعادت کا ٹھیکے دار بن گیا اور اس میں اخلاق

عالیہ اور انوار روحانیہ بھی پیدا ہو گئے۔ ہر گز نہیں وہ محض مادی دنیا کے جلوؤں کا مظہر ہے اور روحانیت سے بالکل بیگانہ ہے وہ اخلاق عالیہ سے بلکل محروم ہے۔ اس کا قلب و روح اسی سابقہ جہالت بربریت کی صفات سے متصف اور وحشیانہ رذائل سے ملوث ہے۔ جس کو ظاہری و مادی ترقی کے لباس نے ڈھانک رکھا ہے اسکا مادی ٹھاٹھ باٹھ گویا لالہ ونسرین کی ایک پھلواڑی ہے جس کے نیچے ردی اخلاق کی نجاست کا ڈھیر پنہاں ہے۔ اس کی ثروت وتمول (حکومت و دولت) محض ایک نظر فریب ملمع ہے۔ جس کا باطن ایک کھوٹی دھات پر مشتمل ہے۔ لہذا آج اگر یورپ میں عورت کی آزادی بے پردگی اور نامحرم مردوں کے ساتھ اختلاط مروج ہے تو نہ اس لئے کہ یہ کوئی اعلیٰ تہذیب وتمدن کا لازمہ ہے۔ بلکہ یہ اقوام یورپ کی موروثی وقدیمی جہالت اور وحشی پن کی ایک یادگار باقی ہے جو اتنا زمانہ گزرنے کے باوجود آج تک زائل نہیں ہوئی۔ مادی ترقیات کے سیم و زر کے ڈھیر تو لگ گئے مگر ان کے نیچے اخلاقی نجاست کی جو آلائش قدیم سے چلی آئی ہے۔ وہ بدستور موجود ہے۔

بے پردگی کے بے انتہا پُر خطر نتائج میں سے چند تازہ نظائر:

برادران اسلام ہم لوگوں کو اگر اہل یورپ کی تقلید کرنی ہے تو ان کے علوم وفنون میں، ان کے سائنس وفلسفہ میں، ان کی ایجادات و اختر عات میں ان کی صنعت وحرفت میں کر سکتے ہیں۔ باقی ان کے اخلاق و امور اور ان کی طرز زندگی سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے۔ ورنہ یہ امور ہمارے لئے اخلاقی ہلاکت اور روحانی موت کا موجب ہوں گے۔ چنانچہ جن جن اقوام و جماعات میں یورپ کی دیکھا دیکھی عورتوں کی بے پردگی اور آزادی مروّج ہوگئی ہے ان میں مذکورہ قسم کے نتائج نمودار ہونے لگے ہیں۔

(۱) ایک شخص کسی لڑکی کو پڑھانے پر مقرر ہوا۔ باہمی بے حجابی اور تخلیہ (علیحدگی) میں اختلاط کا نتیجہ ہوا کہ استاد اور تلمیذہ میں دوستانہ تعلق ہو گیا اور شادی کی تجویز پختہ ہوگئی۔ لڑکی کی ماں نے اس تجویز کی مخالفت کی تو اس کے چند روز بعد وہ قتل کر دی گئی۔

(۲) ایک لڑکی بے پردگی کی حالت میں کسی ڈاکٹر کی دکان پر چشمہ خریدنے گئی۔ ڈاکٹر امتحان چشم کے بہانے اسے اندر تخلیہ میں لے گیا اور لڑکی کے بیان کے موافق اس سے کسی ناجائز امر کی خواہشات کرنے لگا۔ تو لڑکی شور مچاتی ہوئی بھاگی۔ دکان پر لوگ جمع ہو گئے۔ آخر پولیس نے مداخلت کر کے ڈاکٹر کی جان بچائی۔

(۳) ایک ماسٹر کسی لڑکی کو اس کے گھر پر پڑھانے کے لئے مقرر ہوا۔ عدم پردہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ لڑکی کی ماں ماسٹر پر فریفتہ ہوگئی۔ ایک رقیب اس صحبت میں حارج ہوا تو وہ چند روز بعد قتل کر دیا گیا۔

خیال کیجئے اگر استاذ و تلمیذہ کو خلوت نشینی کا موقع نہ دیا جاتا۔ اگر لڑکی نامحرم ڈاکٹر کی دکان پر تنہا اور بے پردہ نہ جاتی اور اگر ماسٹر اور شاگرد کی ماں میں بے پردگی نہ ہوتی تو یہ ناگوار حوادث ظہور میں آ کر کیوں ایشیائی رگ حمیت میں تہلکہ خیز تڑپ پیدا کرتے؟

شکر کا مقام ہے کہ ابھی مسلمانوں میں اس قسم کے واقعات کا ظہور نہیں ہوا۔ اور یہ وقائع ان غیر مسلم اقوام سے تعلق رکھتے ہیں جن میں پردہ نہیں ہے۔ یا وہ یورپ کی تقلید میں پیش قدمی کر کے پردہ ترک کر چکی ہیں۔ لیکن اگر مسلمانوں نے بھی ان اقوام کی طرح پردہ کو خیر باد کہہ دیا تو ان کو بھی اس قسم کے نتائج سے دوچار ہونا پڑے گا۔

یورپ میں بے پردگی کے نتائج کے چند نمونے:

یورپ میں عورتوں کی بے پردگی سے جو نتائج پیدا ہوتے ہیں وہ مذکورہ واقعات سے کہیں زیادہ ہولناک اور دل ہلا دینے والے ہوتے ہیں۔ لیکن وہاں ان باتوں کی کوئی پروانہیں کی جاتی۔ یورپ کی سرزمین کے لئے واقعات کی یہ ہوا راس آجاتی ہے۔ وہاں ایک عورت سے حرام کا بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو وہ اسے فخریہ گود میں اٹھاتی اور پیار کرسکتی ہے۔ وہاں دومرد وزن علانیہ باغ میں مشغول زنا ہوتے ہیں پولیس اس بے حیائی میں مانع ہوتی ہے تو یہ اہل صحبت اس کو ڈانٹ دیتے ہیں بلکہ اس پر استغاثہ دائر کردیتے ہیں۔ آخر امرائے ملک کی ملامت اور اخبارات کی سرزنش سے پولیس کا ناک میں دم آجاتا ہے۔ وہاں حرام کے بچوں کی پیدائش کی کثرت ہے اور اس تولد حرام پر پھر اس قسم کے اور قبیح نتائج مرتب ہوتے رہتے ہیں۔ مثلاً جب کبھی وہ بچے گمنامی میں پرورش پانے کے بعد بڑے ہوکر شادی کرتے ہیں تو بعد میں شہادات وقرائن سے یہ راز کھلتا ہے کہ بھائی بہن میں یا باپ بیٹی میں ماں بیٹے میں رشتہ زوجیت قائم ہوگیا۔ یہ تمام بے پردگی اور نامحرم عورت ومرد کے اختلاط کو جائز رکھنے کے نتائج ہیں۔ کیا وہ مسلمان جو پردے سے متنفر اور بے پردگی کے حامی ہیں۔ اس قسم کے واقعات کو اپنی قوم میں دیکھنا گوارا کرسکیں گے؟

فائدہ: مصنف کے زمانے میں تو واقعی ایسے بدنما حادثات مسلمانوں میں ظاہر نہیں ہوئے تھے۔ کیونکہ اس وقت مسلمانوں میں اتنی بے پردگی اور بے حیائی نہیں آئی تھی، لیکن جب سے یہ دونوں لعنتیں مسلمانوں نے اختیار کیں۔ مذکورہ واقعات سے بڑھ کر ہر روز ہماری اسلامی مملکت میں رونما ہو رہے ہیں۔ اخبارات پڑھنے والے حضرات سے یہ بات قطعاً پوشیدہ نہیں۔ دیکھئے فاضل مصنف کی دور

رس نگاہ جن بُرے نتائج کو دیکھ رہی تھی ہم ان سے دو چار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے بزرگوں کی ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق دے تاکہ ہم تیرے انجام سے محفوظ رہ سکیں۔ (محمد عبدالاحد قادری)

یورپ کی حوصلہ مندیاں ہند کی بساط سے بڑھ کر ہیں:

بے پردگی کی رنگ رلیاں یورپ ہی کو زیب دیتی ہیں۔ گوری، چٹی صورتیں، چینی اور ہاتھی دانت کی مورتیں جس بساط پر جمع ہوں اور جس راستے پر دوش بدوش چلیں ان کو زیبا ہے۔ لیکن ہندوستان (پاک و بھارت) کی مختلف الاشکال مختلف الالوان گورے، کالے، گندمی، سانولے رنگ کے لوگوں کو یہ حالات راس نہیں آسکتے۔ جب میاں بیوی دونوں ہاتھ میں ہاتھ دے کراور کندھے سے کندھا ملاکر کھلم کھلا چلیں گے تو دیکھنے والے خواہ مخواہ مذاق اڑائیں گے۔ کیونکہ اگر میاں کی رنگت گوری ہے تو بیوی کی کالی اور اگر میاں کی رنگت کالی ہے تو بیوی کی گوری۔ غرضیکہ دیسی لوگ اہل یورپ کی ریس نہیں کر سکتے۔

ہند (پاکستان) یورپ کی ریس کر سکے یہ انہونی بات ہے۔ ہندوستان (پاک و ہند) کی گھٹی میں یہاں تک حیا و شرم کی آمیزش ہے کہ دوشیزہ لڑکیاں اپنے بیاہ شادی کا تذکرہ سن کر منہ چھپا لیتی ہیں یا اُٹھ کر گھر کے کسی دوسرے کمرے میں چلی جاتی ہیں۔ بخلاف اس کے یورپ کی ہمت و حوصلہ کا یہ عالم ہے کہ انگلستان کی سفریجیٹ (حقوق طلب) عورتوں کی ایک لیڈر عظمیٰ اور زعیم کبریٰ جس کے جوش قلب نے زور بازو کا رنگ اختیار کر کے بعض معزز ارکان سلطنت کو گاڑی سے گھسیٹ کر نیچے گرا دیا تھا۔ مدت العمر دوشیزگی میں گزار کر آج آغاز پیری میں اپنے کسی آشنا کے ساتھ درپردہ گلشن عیش کی گل چینی کرتی ہے۔ تو لیڈری کی شان و عظمت اس فعل سے مانع نہیں ہوتی اور نساءِ فرنگ کی رہنمائی اور

پیشوائی کا منصب جلیل اس شناعت وفحش سے باز نہیں رکھ سکتا۔ آخر ایک بچہ پیدا ہوتا ہے تو یہ "پیرانہ سر دوشیزہ" اپنے دوستوں کے سامنے اس کو پیار کرتی اور چومتی چاٹتی ہے اور اس کے تولد کی اسراری داستان کو فخریہ لہجہ میں بیان کرتی ہے۔ ان باتوں کو یورپ ہی گوارہ کر سکتا ہے۔ پاک و ہند کی اقوام عموماً اور مسلمان خصوصاً ان کو گوارا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

کیا پردہ مضر صحت ہے؟

بعض لوگ پردہ کے متعلق اعتراض کیا کرتے ہیں کہ اس سے عورت کی صحت بگڑ جاتی ہے گھر میں مقید و محدود رہنے سے عورتوں کے قوائے جسم مضمحل، رنگ زرد اور دوران خون کمزور ہو جاتا ہے مگر یہ اعتراض بھی محض اسی پروپیگنڈے کی قسم سے ہے جس سے پردۂ نسواں کو بدنام کرنا مقصود ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں یہ حکم نہیں ہے کہ عورتیں پردے کے باعث تنگ و تاریک مکانوں میں پڑی سڑا کریں بلکہ پردہ کا اصل مطلب تو یہ ہے کہ مرد اور عورتیں ایک دوسرے کی شکل وصورت اور بناؤ سنگار کو نہ دیکھیں تا کہ وہ ہوس نفسانیہ کے نتائج سے بچ جائیں۔ اگر قیام صحت کے لئے عورتوں کا باہر چلنا پھرنا ضروری ہے تو اسلام اس کا مانع نہیں وہ برقعہ پہن کر صبح و شام گھر سے باہر نکل کر ہوا خوری کر سکتی ہیں اور اس میں صرف اتنا لازمی ہے کہ وہ اپنے جسم اور زینت کو غیروں کی نظر سے بچائے۔

ہاں اسلام اس بات سے ضرور منع کرتا ہے کہ عورتیں شتر بے مہار بن کر گلی، کوچوں اور بازاروں میں بے حجاب غیروں کے سامنے ماری ماری پھریں۔ پردے کو مضر صحت قرار دینے والے اصحاب اتنا بھی سوچیں کہ کیا بے پردہ پھرنے والی عورتیں بہت صحیح المزاج اور قوی الجسم ہوتی ہیں اور ان کو کبھی کوئی مرض عارض

نہیں ہوتا اور ان کے بطنوں سے جو اولاد پیدا ہوتی اور ان کی آغوش میں پلتی ہے۔ وہ پردہ نشین عورتوں کی اولاد سے زیادہ توانا و بہادر ہوتی ہے؟ دونوں قسم کی عورتوں کے مرض و موت کے تخمینہ کے لئے مردم شماری کے کاغذات موجود ہیں اور دونوں کی اولاد کی قوت و شجاعت کا اندازہ لگانے کے لئے واقعات ہمارے سامنے ہیں ہماری رائے میں تو نتیجہ برعکس ہے۔

روشن خیال لوگوں کے دماغ میں آج کل یہ خبط سمایا ہوا ہے کہ ہماری عورتیں بھی یورپین عورتوں کی طرح کھیل کود، تھیٹروں اور سینماؤں میں مردوں کے دوش بدوش رہیں۔ مقصود اس سے حظ نفس ہے اور بہانہ حفظِ صحت اور تفریح طبع کا ہے۔

دینِ اسلام ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ عورتیں اپنا دل نہ بہلائیں۔ لیکن دل بہلانے کے کئی ڈھنگ ہیں۔ کوئی تو باغ کی سیر سے دل بہلاتا ہے۔ کوئی کھیل کود سے دل خوش کرتا ہے۔ کوئی شکار کو باعث فرحت سمجھتا ہے۔ نئی روشنی والوں کا یہ خیال ہے کہ ہمارے گھر میں تفریح کا سامان موجود نہیں۔ انہیں پوری خوشی جبھی نصیب ہوتی ہے کہ صبح و شام بن ٹھن کر بیویوں کو ساتھ لے کر گھر سے باہر نکلیں اور ٹہلتے ٹہلتے چہل قدمی کرتے ہوئے باغ یا دریا کی طرف چلے جاتیں یا کسی کھیل تماشے میں مشغول ہوں اور حسن خداداد کے کرشمے دیکھیں یا دکھائیں کیا یہ عورتوں کی خیر خواہی ہے یا دشمنی؟

اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو عورتوں کے لئے ہر قسم کے سامان گھر میں موجود ہیں۔ ان کی ورزش ٹھنڈی سڑکوں اور باغوں میں خاک چھاننے کی نسبت گھر کے کام کاج، کھانا پکانے اور گھر کی صفائی وغیرہ میں زیادہ ہو سکتی ہے اور ان کی تفریح کے لئے بال بچوں سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔

کیا پردہ سے تپ دق اور سل ہو جاتی ہے؟

مخالفین پردہ ایک اعتراض یہ کیا کرتے ہیں کہ ہزاروں عورتیں پردہ نشینی کی وجہ سے تپ دق اور سل وغیرہ جیسے مہلک امراض میں مبتلا ہو کر مر جاتی ہیں۔ کیونکہ انہیں تازہ ہوا کھانے اور سیر و تفریح کرنے کا موقع نہیں ملتا؟

جواب: یہ ایک وہم اور غلط خیال ہے کیونکہ جس طرح لاکھوں عورتیں تپ دق اور سل میں مبتلا ہو کر مر جاتی ہیں، اسی طرح لاکھوں مرد بھی ان امراض کا شکار ہو کر دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں حالانکہ ان میں ہزاروں ایسے ہوتے ہیں جن کے گھروں میں کوئی عورت بھی باوجود پردہ نشین ہونے کے ان امراض میں مبتلا نہیں ہوتی کہ یہ کہا جا سکے کہ ان مردوں کو ان عورتوں سے بیماری لگ گئی ہوگی۔ کیا وہ مرد بھی تازہ ہوا کھانے سے محروم ہوتے ہیں؟

کیا پردہ کاروبار میں رکاوٹ ہو سکتا ہے؟

بعض مخالفین پردہ عموماً یہ کہا کرتے ہیں کہ پردہ کاروبار کا مانع ہے۔

جواب: یہ خیال سراسر لغو ہے۔ سنئے، جائے رہائش کے لحاظ سے انسانی زندگی بسر کرنے والے دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک شہری دوسری دیہاتی پھر ان میں حیثیت کی وجہ سے دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ بعض امیر، بعض غریب گویا یہ لوگ چار قسم کے ہوئے۔ شہری امراء، دیہاتی امراء، شہری غرباء اور دیہاتی غرباء۔

شہروں اور گاؤں کے امیروں کا حال تقریباً ملتا جلتا ہے کیونکہ شہری امیر کام کاج کے لئے نوکر وغیرہ رکھ لیتے ہیں اور گاؤں والے کمین لوگوں سے اپنا کام کاج کرا لیتے ہیں یا کہیں نوکر بھی رکھ لیتے ہیں۔ اس لئے امیروں کی عورتیں اکثر اپنی نوکر چاکر عورتوں کی دیکھ بھال میں لگی رہتی ہیں۔ بعض کھانا پکانے اور سینے پرونے میں مشغول رہتی ہیں۔ بعض بچوں کی پرورش میں خود بھی نوکروں کا ہاتھ

بٹاتی ہیں۔ مگر انہیں کسی کام کے لئے باہر جانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ گویا ان کا کوئی کام ایسا نہیں ہوتا جو پردہ میں رکاوٹ ہو۔ ہاں! اگر انہیں گھر سے کہیں باہر جانا پڑے بھی تو وہ چادر یا برقع اوڑھ کر جاسکتی ہیں۔ جس سے پردہ میں کسی طرح کا خلل پیدا نہیں ہوتا۔ رہی غریبوں کی حالت یعنی وہ لوگ جو اپنی عورتوں سے علاوہ گھر کے کام کاج کے روزی کمانے میں بھی مدد لیتے ہیں۔ ان کی دو حالتیں ہوتی ہیں۔ اوّل اپنے گھر کا کام کاج کرنا۔ یہ تو وہ آسانی سے پردہ میں رہ کر کرسکتی ہیں کیونکہ مزدور اور پیشہ ور غریب آدمی علی الصبح اپنے کام پر چلے جاتے ہیں دوپہر یا شام کو واپس گھر آتے ہیں۔ اس لئے ایسی عورتوں کے پردے میں کسی طرح کا خلل نہیں پڑسکتا۔ دوسرے مردوں کا ہاتھ بٹانا اس میں شہری اور دیہاتی عورتوں کی حالت میں کم وبیش فرق ہے۔ کیونکہ دیہاتی عورتیں ایسی مزدوری وغیرہ کرتی ہیں جس کے لئے انہیں کھیتوں، میدانوں یا مجمع عام میں جانا پڑتا ہے۔ بخلاف شہری عورتوں کے کہ وہ عموماً پیسنا، سینا، کشیدہ کاری کرنا یا کسی امیر کے ہاں بچوں کو دودھ پلانے کا کام وغیرہ کرتی ہیں۔ جس کے لئے انہیں کسی امیر کے ہاں محفوظ اور باپردہ گھر میں رہنا پڑتا ہے۔ اس لئے وہ ایک حد تک پردہ رکھ سکتی ہیں۔ لیکن دیہاتی غریب عورتیں علاوہ گھر کے کام کاج کے کھیتی باڑی میں اپنے خاوند کا ہاتھ بٹاتی ہیں۔ مثلاً کپاس چننا، خوشے چھانٹنا، صاف کرنا، کھانا لے جانا وغیرہ۔ اس حالت میں بھی پردہ قائم رہ سکتا ہے۔ اس طرح یہ کہ ایسی عورتیں گھر سے نکلتے وقت چادر اوڑھ کر سیدھی اپنے کھیت میں چلی جائیں لیکن وہاں جا کر اس بات کو ملحوظ رکھیں کہ وہاں کام کاج کرنے والے محرم ہیں تو چادر اتار کر کام کاج میں مشغول ہو جائیں اگر غیر محرم ہیں تو گھونگھٹ نکال کر مردوں سے ایک طرف ہوکر کام کرنا شروع کردیں۔ اس حالت میں صرف ان کے دو پاؤں اور دو ہاتھ ننگے ہوں

گے۔ جن کو کھلا رکھنے میں عقلاً بھی عیب نہیں۔ شریعت نے بھی اس صورت میں اجازت دے رکھی ہے۔

کیا پردہ تعلیم کا مانع ہے؟

مخالفین پردہ کہتے ہیں کہ پردہ تعلیم وتدریس کا مانع ہے؟

جواب: پردہ تعلیم کے لئے ہرگز مانع نہیں۔ ہاں سکولوں اور کالجوں کی تعلیم سے پردے کا کسی قدر مانع ہونا اگر تسلیم کرلیا جائے تو بعید نہیں لیکن یہ تعلیم سرے سے عورتوں کے لئے ضروری ہی نہیں۔ اس تعلیم سے اللہ تعالیٰ مسلمان عورتوں کو محفوظ رکھے تو بہتر ہے۔ جس تعلیم سے لڑکیاں بن ٹھن کر بازاروں اور عام گزرگاہوں میں اوضاع جاہلیت (جاہلیت بے پردگی) کا نمونہ پیش کریں اسے تو دور ہی سے سلام ہے۔ ایسی تعلیم اہل یورپ ہی کو مبارک ہو جس کو حاصل کر کے مرد عورت کہنے لگیں کہ ہم کسی مذہب کے پابند نہیں ہیں۔

یاد رہے کہ اصلی مجرم والدین ہیں جو بڑی کوشش سے اپنے بچوں کو ایسی تعلیم دلاتے ہیں۔

حدیث: طَلَبُ العِلمِ فَرِيضَةٌ عَلىٰ كُلِّ مُسلِمٍو مُسلِمَةٍ ٥

ترجمہ: علم دین حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

کا مصداق اسلامی تعلیم ہے نہ کہ سکولوں اور کالجوں کی تعلیم۔ اور اسلامی تعلیم عورتیں اپنے گھر میں اپنے باپ بھائی خاوند وغیرہ محرموں سے حاصل کرسکتی ہیں۔ باپ کا فرض ہے کہ اپنی بیٹی کو پڑھائے۔ خاوند کا فرض ہے کہ اپنی بیوی کو پڑھائے۔ اگر لوگ اسلامی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے اپنے فرائض کو سر انجام دیں تو عورتیں کس طرح جاہل رہ سکتی ہیں؟ محرم اگر پڑھے ہوئے نہ ہوں تو جاننے والوں سے مسائل پوچھ پوچھ کر اپنی عورتوں کو سکھا سکتے ہیں۔ جس میں کسی

کتاب، قلم، دوات، اور تختی وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔

صحابہ کرامؓ کی عورتیں اپنے خاوندوں سے اور حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات سے مسائل پوچھ کران پر عمل کرتی تھیں۔ یہ نہ تھا کہ ساری عمر لکھنے پڑھنے تاریخ، جغرافیہ یاد کرنے اور دنیا کے اور فنون سے واقفیت حاصل کرنے میں گزار دیں۔ اگر گھر میں ہی تعلیم دینے والا کوئی محرم میسر ہو جائے تو کتابی علم کے حاصل کرنے میں بھی کوء مضائقہ نہیں۔ لیکن اس کے لئے عورتوں کا سکولوں اور کالجوں میں جانا نتائج کے اعتبار سے بہت ہی برا ہے۔ اس کے لئے کوئی اور مستحسن تدبیر ہونی چاہیے۔

انگریزی تعلیم کا زہریلا اثر:

اس پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں کہ غلامانہ ذہنیت کا اصلی منبع کالج و سکول ہیں اور سب گناہوں کی جڑ غلامی ہے۔ پس جو امر غلامی کا جڑ ہوگا وہی سب سیاسیات و معاصی کی علت ہوگا۔ لہذا سکول و کالج تمام اخلاقی رذائل اور دینی کمزوریوں کا سرچشمہ ہوتے ہیں کیوں نہ ہوں جب کہ آج کل سکولوں اور کالجوں میں بجائے تعلیم کے گانا، بجانا، ناچنا اور نقل اتارنا، ڈرامہ کرنا سکھایا جاتا ہے۔ پروفیسر لڑکوں کے سامنے ناچتے اور گاتے ہیں۔ گویا تھیٹر اور سینما وغیرہ جو لوگوں کے اخلاق و اموال کے لئے مہلکات سے ہیں ان کا سرچشمہ سکول و کالج ہیں۔ کیونکہ ان تماشوں میں انگریزی تعلیم یافتہ ہی کام کرنے والے ہوتے ہیں۔ آپ ہی فرمائیے کہ پروفیسروں کا ناچنا، گانا، لڑکوں پر کیا اثر کریگا۔

شاید کوئی آزاد خیال یہ کہے کہ ڈراموں میں اور دیگر تماشوں میں عبرت ہوتی ہے۔ کہیں غربت و امیری کا ڈرامہ ہے اور کہیں ساہوکار اور کسانوں کا ڈرامہ ہے، کہیں عشق بازی کے برے نتائج کا نقشہ کھینچا جا رہا ہے۔ ان ڈراموں میں

غربت کا علاج ساہوکار کے پھندے سے بچنے اور عشق بازی کے برے نتائج سے محفوظ رہنے کے وسائل بتائے جاتے ہیں تو ان میں کیا برائی ہوسکتی ہے؟

جواباً التماس ہے کہ اوّل تو جتنے لوگ ان تماشوں میں حصہ لیتے ہیں وہی ان بلاؤں میں زیادہ مبتلا ہیں۔ خواہ ملازم ہو یا مزدور جو کچھ کماتا ہے ان تماشوں میں خرچ کر دیتا ہے اور گھر میں بال بچے فاقہ کشی کرتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ حالات اور واقعات کو بذریعہ سوانگ (اداکاری) نقل کرنے سے کبھی عبرت حاصل نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ وہ بطور تماشے کے کیا جاتا ہے اور لوگ اس کو تماشا سمجھ کر حفظ نفس کیلئے دیکھتے ہیں۔ لوگوں کا اصل مقصود گانا بجانا، ناچنا، اور سوانگ (اداکاری) دیکھنا ہوتا ہے نہ عبرت حاصل کرنا الغرض تھیٹر سینما وغیرہ باعتبار نتائج کے بھی بہت بری چیزیں ہیں اور باعتبار اصل کے بھی۔

حامیان بے پردگی کا یہ کہنا کہ عورتیں پردہ کی وجہ سے جب کہ خود غلامی کی حالت میں ہیں اپنے لڑکوں کو آزادی کا سبق نہیں دے سکتیں۔ بالکل غلط اور تاریخ اسلام سے ناواقفی کی دلیل ہے۔ پردہ نشین عورتوں نے بڑے بڑے حکمران امام اور اولیاء پیدا کیے ہیں ہاں ایسے نام نہاد اور آزاد پیدا نہیں کیے جو مذہب سے آزاد و متنفر ہوں۔ ایسے آزاد درحقیقت نفس کے غلام، اسیر شہوات اور پرستار حکومت ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کو ایسی آزادی اور تعلیم پر لات مارنی چاہیے۔ جس سے عورتیں بے حیا ہو کر غیر محرموں سے مصافحہ کریں ان کے ساتھ ہنس ہنس کر باتیں کریں۔ ناچنے گانے کو کمال سمجھیں۔ غیر محرموں کے ساتھ سیر و سیاحت کریں اس تہذیب بمنزلہ تعذیب کے سیکھنے کے لئے دسرے ممالک میں جائیں حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ نے عورت کو غیر محرم کے ساتھ حج کی بھی اجازت نہیں دی۔

مسلمانوں کچھ تو ہوش کرو ایسی مہذب مائیں اپنے بچوں کو کس قسم کی

تہذیب اور ادب سکھائیں گی؟

جائے عبرت ہے یہ تیرے واسطے مرد خدا ہوش میں آخواب غفلت سے تجھے کیا ہوگیا

غرض اس طرح کی ترقی کرکے اگر مسلمان بالفرض تمام دنیا کے بادشاہ بھی بن جائیں تو بھی اسلام کی نظر میں یہ سراسر خسارہ اور نامرادی ہی ہے۔

کیا جہالت کا علاج دینی تعلیم ہے یا کالج کی تعلیم:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جہالت کی وجہ سے عورتوں میں تو ہم پرستی اور شرک و بدعت پھیل گئی ہے۔ جواباً التماس ہے کہ یہ بالکل صحیح اور درست ہے لیکن ان امراض کا علاج سکولوں اور کالجوں کی تعلیم نہیں ہے۔

بلکہ اس تعلیم سے اگر جہالت و توہم پرستی کے مرض دور ہو سکتے ہیں تو بے حیائی، خودسری، خود پسندی، اسراف وتبذیر، بے دینی، آوارگی، خودنمائی وغیرہ صدہا ایسے اور امراض پیدا ہونے کا احتمال ہے جو جہالت سے بھی بدتر ہیں۔ لہذا ایسی تعلیم سے ان کا جاہل رہنا ہی بہتر ہے کہ دین و دیانت کی صلاحیت تو باقی رہے گی۔ کیونکہ سکولوں اور کالجوں کی تعلیم سے تو دینی صلاحیت ہی معدودم و مفقود ہو جاتی ہے۔ ایسی تعلیم یافتہ عورتیں مسلمان کہلاتی ہوئیں غیر مسلموں سے شادی کر لیتی ہیں۔ یا کوئی ایسا غیر شرعی کام کر لیتی ہیں جس کی وجہ سے والدین کسی کو منہ دکھانے کے قابل بھی نہیں رہتے۔ لہذا ان امراض کا حتمی علاج دینی تعلیم ہے اور اسی کے لئے کچھ نہ کچھ بندوبست ہونا چاہیے۔

علمائے امت سے شرعی پردہ کی تشریح کی درخواست:

پچھلے دنوں (یعنی مصنفؒ کے زمانہ میں) ایک مشہور اخبار میں مذکورہ بالا عنوان پر ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ جس میں علما سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ پردہ کے باب میں متفقہ فتویٰ شائع کریں اور ساتھ ہی دھمکی دی گئی کہ اگر علماء نے

اس طرف توجہ نہ کی تو رفتارِ زمانہ کچھ کر دکھائے گی جو نہ ہونا چاہیے اور پھر کسی کے بنائے کچھ نہ بن سکے گا۔ اور جس طرح انگریزی تعلیم کو پہلے پہلے علماء نے حرام قرار دے کر مسلمانوں کو ہندوؤں سے پھسڈی کر دیا جس کے متعلق اب رو رہے اور پچھتا رہے ہیں۔ اسی طرح پردہ کے متعلق بھی کفِ افسوس ملنے کے سوا کچھ چارہ نہ رہے گا۔ اور اس کے متعلق صاحب مضمون نے اپنی رائے کا اظہار یوں کیا ہے کہ یورپین طریقہ پر عورتوں کی آزادروی افراط ہے اور ہمارا مروجہ پردہ تفریط۔ اس افراط وتفریط کے درمیان ایک بہترین راستہ خَیرُ الاُمُورِ اَوسَطُھَا کے موجب نکالا جا سکتا ہے۔

جواب: علماء سے کسی متفقہ فتوے کی توقع رکھنا محض فضول ہے۔ کیونکہ علماء دو قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جو آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور دوسرے وہ ہیں جو دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں۔ پس جبکہ ان کے مقصد میں اختلاف ہے تو رائے میں بھی اختلاف لازم ہے۔ اس کے علاوہ بعض کی نظر عمیق ہوتی ہے اور بعض کی سطحی۔ اس لئے بھی ان میں اتفاق قریب قرب ناممکن ہے۔ پھر ایسے لوگ بھی ہیں جو علم دین سے اصلاً واقفیت نہیں رکھتے اور مذہب میں مداخلت کر کے علما کے منصب میں دخیل بنتے ہیں۔ اب علماء اگر اتفاق بھی کر لیں تو ان بہروپیوں کا اختلاف تو بہر حال قائم رہے گا پس جبکہ کسی امر پر اتفاق ناممکن ہے اور عدم اتفاق کی صورت میں عورتوں کا بے پردگی پر اتر آنا لازم ہے۔ تو اب ہمیں بجز فَصَبرٌ جَمِیلٌ (صبر ہی اچھا ہے) پڑھنے کے اور کوئی چارہ نہیں اور ہمیں اس بے پردگی اور اس کے شرمناک نتائج کو دیکھنے کے لئے اسی طرح آمادہ رہنا چاہیے جس طرح ہم انگریزی تعلیم کے خطرناک نتائج دیکھ رہے ہیں۔ معترض صاحب میں اگر ایمان وانصاف کا کوئی حصہ ہوتا تو وہ ان لوگوں کی رائے کی قدر کرتا جو

انگریزی پڑھنے کے مخالف تھے کیونکہ واقعات نے ان کے خیال کی صحت کو روز روشن کی طرح صحیح ثابت کردیا۔ چنانچہ آج جس قدر فتنے اسلام اور مسلمانوں کو تباہ کر رہے ہیں۔ یہ سب انگریزی پڑھنے کی برکات ہیں۔ چنانچہ کسی طرف سے آواز آتی ہے کہ مذہب ہماری پستی اور تباہی کی جڑ ہے اس کو چھوڑ دو۔ کسی طرف سے شور ہوتا ہے کہ سود نہ لینا ہی مسلمانوں کی تباہی کا ذمہ دار ہے اس لئے خوب سود لو، کوئی چلاّ تا ہے کہ پردہ ظلم ہے، وحشت ہے، مانع ترقی ہے اسے اٹھادو، کوئی چیختا ہے کہ خدا نے کم سنی کی شادی کو جائز رکھ کر قوم کو نقصان پہنچایا اسے منسوخ کردو۔ کوئی کہتا ہے کہ شادیوں کے امتیاز نے ہماری قومی منافرت کو بڑھا دیا اور یہ (معاذ اللہ) خدا کی غلطی ہے۔ اس لئے اسے منسوخ کر کے مخلوط شادیوں کو رواج دو۔ کوئی کہتا ہے کہ پرانی فقہ نے ہمیں تباہ کردیا نئی فقہ بناؤ۔ جس میں تمام حرام چیزیں حلال کردی جائیں۔ کوئی کہتا ہے کہ جبریہ تعلیم کے ذریعہ سے اسلام کا خاتمہ کردو وغیرہ وغیرہ۔

الغرض دنیا میں ہر طرف یہ شور ہے اور یہ شور انگریزی خوانوں نے برپا کر رکھا ہے جس میں بعض دنیا پرست محض نام کے مولوی بھی شریک ہوگئے ہیں۔

القصہ یہ تمام واقعات اس کی تصدیق کر رہے ہیں کہ ان بزرگوں کی رائے نہایت صحیح تھی جو انگریزی کو اسلام کے لئے خطرناک سمجھ کر مسلمانوں کو اس سے بچنے کی رائے دیتے تھے۔ لیکن معترض صاحب بجائے ان کی تصویب کے الٹا ان کو بیوقوف بناتا ہے اور یہ بھی اسی انگریزی کا اثر ہے۔ نیز وہ کہتا ہے کہ جس طرح مسلمان آج انگریزی تعلیم کی مخالفت پر رو رہے ہیں۔ یونہی وہ کل پردہء مروجہ کی حمایت پر پچھتائیں گے لیکن ہم کہتے ہیں کہ جو مسلمان انگریزی تعلیم کے مخالف تھے وہ کبھی نہیں پچھتائے اور نہ ہی وہ پچھتائیں گے جو پردہ مروجہ کی حمایت

کرتے ہیں۔ بلکہ جس طرح مخالفین انگریزی آج اپنی رائے کی صحت کو دیکھ کر اپنی رائے کی صحت پر نازاں ہیں۔ یونہی حامیان پردہ بے پردگی کے مفاسد کو دیکھ کر کل اپنی رائے کی صحت پر نازاں ہوں گے جبکہ ہندوستان (پاک بھارت) علانیہ زنا، فسق و فجور کی وجہ سے رشک یورپ ہوگا اور ہندوستان میں نہ کوئی صحیح النسب ملے گا نہ کوئی شریف اوراس سے زیادہ اس وقت خوش ہوں گے جبکہ مرنے کے بعد ان ظالموں کی بغاوتوں کی سزادی جائے گی اور ان کو ان کی تمام نام نہادحریت اور خودساختہ ترقی کا مزہ چکھایا جائے گا۔ الغرض نہ مسلمانوں کوانگریزی تعلیم کی مخالفت پر پچھتانے کی کوئی وجہ ہے اورنہ پردہ مروجہ کی حمایت پر۔

اگر بے دین لوگوں نے انگریزی تعلیم کے باب میں علماء کی مخالفت کی تواپنا ہی نقصان کیا علماء کا کچھ نہیں بگڑا۔ اسی طرح اگر وہ اب پردہ کی مخالفت کریں گے تو بھی اپنا ہی نقصان کریں گے اور علماء کا کچھ نہیں بگڑے گا۔

رہی یہ بات کہ علماء اگرکسی معتدل بات پر متفق ہو جائیں تو اس فتنہ کی روک تھام ہوسکتی ہے سو یہ بھی غلط ہے کیونکہ جن باتوں پر علماء متفق تھے ان میں اہل اہوانے کب ان کا ساتھ دیا۔ اسی طرح اگر وہ پردہ کے باب میں متفق ہوجائیں تو جن کے دماغوں میں حریت کی ہوا بھرچکی ہے اور جن کو آزادی کی چاٹ لگ گئی ہے۔ وہ علمائے کے فتویٰ کوکب مانیں گے۔ ایسی حالت میں علماء کو حق پر قائم رہنا لازم ہے۔ خواہ اہل اہواان کے ساتھ موافقت کریں یا مخالفت۔ علماء صحیح راستہ بتانے کے ذمہ دار ہیں۔ اورلوگوں کے عمل کے ذمہ دارنہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْ بَعْدِمَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ (سورہ بقرہ)

ترجمہ: اور تم کو جو علم حاصل ہو چکا اگر اس کے حاصل ہونے کے بعد بھی تم ان لوگوں کی خواہشوں پر چلے تو اس صورت میں تم بھی نافرمانوں میں شمار ہو گے۔

اب ہم معترض کے اس اعتراض کی حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں جس کو اس نے خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا کہا ہے اور کہتے ہیں کہ معترض کا مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو اگر یورپین لیڈیوں کی طرح پوری مادر پدر آزادی نہیں دی جاتی تو انہیں کم از کم نیم آزاد کر دیا جائے تا کہ مردوں کے دوش بدوش چلنے پھرنے کی گنجائش نکل آئے اور یہ اوسط درجہ کی آزادی ہوگی جس کو خیر الامور کہا جا سکتا ہے۔

اگر صاحب مضمون کا یہی خیال ہے تو اس میں اول یہ سوال ہے کہ یہ تجویز آپ نے قانون شرعی کی بنیاد پر کی ہے یا اپنی ذاتی رائے سے کی ہے؟ اگر آپ نے یہ تجویز کسی قانون کی بنا پر کی ہے تو اس کو صراحۃً پیش کیا جائے اور اگر ذاتی رائے سے کی ہے تو آپ کو کیا حق ہے کہ آپ دین الٰہی میں اپنی رائے دیں اور اگر آپ نے یہ تجویز خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا کے دائرہ کو وسعت دے کر اس سے استنباط کی ہے تو پھر ہمیں منتظر رہنا چاہیئے کہ آپ ایک دن توحید خالص کو افراط اور شرک ہنود کو تفریط قرار دے کر عیسائیوں کی تثلیث خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا قرار دیں گے۔

اے اللہ کے بندو! تم کیوں خدا کے دین کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہو اور تم نے کیوں اس کی تباہی کا بیڑا اٹھا رکھا ہے۔ اگر تم درحقیقت اسلام سے گھبرا گئے ہو اور تم کو خدا کے قوانین بلکل تسلیم نہیں تو صاف صاف اپنے ارتداد کا اعلان کر دو تا کہ دوسرے مسلمان تو تمہارے شر سے بچ جائیں۔ اسلام کا دعویٰ کرنا اور خدا کے دین کو ظلم اور جبر اور خلاف مصلحت بتلا کر اس کی تحریف کرنا بالکل انسانیت کے خلاف ہے۔

پردہ سے شریعت کا مقصود عفت ہے پس جو طریق ایسا اختیار کیا جائے
جس میں عفت پر برا اثر پڑے وہ شرعاً ناجائز ہے خواہ عورتیں کھلے منہ پھیریں یا
برقعہ اوڑھ کر۔ کیونکہ جب کوئی عورت برقعہ اوڑھ کر غیر مردوں کے ساتھ اختلاط
کرے گی اور ان سے بے تکلف باتیں کرے گی اول تو مرد اس کی ذاتی حیثیت کو
(کہ خوب صورت ہے یا بدصورت، جوان ہے یا بوڑھی وغیرہ) خود نظر سے اور
انداز گفتگو سے بھانپ لیں گے۔ اور اگر بالفرض نہ بھانپ سکیں تو وہ ان باتوں
کے معلوم کرنے کی کوشش کریں گے جس سے عفت خطرہ میں پڑ جائے گی۔
دوسرے خود عورتیں برقعہ کی جالی سے مردوں کو دیکھیں گی۔ اور چونکہ عورتوں میں
بھی فطرۃً جذبات شہوانی ہوتے ہیں اس لئے جو مرد انہیں پسند ہوگا اسے پھانسنے
کی وہ خود کوشش کریں گی اور جب وہ عورتیں خود طالب ہوں گی تو ایسی حالت میں
برقعہ کیا کام دے سکتا ہے۔ اس لئے برقعہ کے ساتھ عورتوں اور مردوں کے ساتھ
ربط اور خلط ملط کی اجازت دینا ضرور شرعی مقصد کے خلاف اور وہ بھی بے پردگی
میں داخل ہے ہے اسی وجہ سے جس طرح شارع نے مردوں کو غیر محرم عورتوں کے
دیکھنے سے منع کیا ہے۔ یونہی اس نے عورتوں کو بھی غیر مردوں کو دیکھنے سے روکا ہے

فائدہ:

برصغیر میں خاندان مغلیہ کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر کے سیاسی
انحطاط، اقتصادی زبوں حالی اور معاشرتی زوال سے انگریزوں نے ......
غاصبوں اور قزاقوں کے روپ میں جس انداز سے فائدہ اٹھایا۔ یہاں کے سکون و
امن کے طائر کو اسیر کر کے اس کے پر نوچ لئے۔ صیاد نے دام ہمرنگ زمیں جس
طور سے بچھایا مشرق سے مغرب تک پوری دنیا انگشت بدنداں تھی۔ اس سے
پیشتر کی تاریخ عالم ایسی پست اور عیار ذہنیت کی مثال پیش کرنے سے قاصر تھی۔

مرکزوں شہروں سے بہت دور چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں جو تھوڑا بہت امن چین تھا اسے بھی سمندر پار سے آنے والی رسہ گیر قوم نے سبوتاژ کر کے رکھ دیا۔ عیاری اور مکاری کے اس نخل کی بارآوری کے لئے انگریزوں نے اب ان دروازوں اور سرنگوں کو بند کرنا شروع کر دیا جہاں سے مدافعت کی توقع محسوس کرتے تھے۔ محبِ وطنوں سے زنداں آباد اور آج انگریز کے وارے نیارے تھے۔

برطانیہ کی رونقیں بڑھ گئیں مگر یہاں .... متحدہ ہندوستان میں خام مال سرقہ ہو گیا، افرادی قوت کو یرغمال بنا کر فوج میں بھرتی کر لیا گیا اور افرادی قوت برباد ہو گئی، معیشت تباہ ہو گئی۔ برصغیر کے وسائل نے دم توڑ دیا۔ آج ایک آزاد قوم حکم کی غلام بن گئی۔ چہار سو ظلمت کے راج اور تیرہ بختی یورش نے خیمے گاڑ دیئے اور تمام قوم بے بسی کے بحرِ بے کراں کی اتھاہ گہرائیوں میں غرقاب ہو گئی۔ ظالم نے بری طرح گھائل کر دیا تھا۔ اور اب اذن آہ دفغاں بھی نہ تھا۔ زبوں حالی کے آنسو بہانے اور کف افسوس ملنے کے سواہ چارہ نہ تھا۔ جبر و تعدی کا تختہ مشق بنا بڑی بے چارگی کے عالم میں زیست کے دن کاٹنا مقدر بن گیا تھا۔ چرخ سال خوردہ نے دیدے پھیر لئے تھے .... بے رحمی پر اتر آیا تھا۔ خطہ ارضی تنگ ہو گیا اور اب نہ پائے ماندن نہ جائے رفتن۔

قومیں فاتح ہوں یا مفتوح ان میں ہمیشہ ہی کچھ ایثار منش لوگ ہوتے ہیں جو ڈوبتی نیا کے ناخدا ہوتے اور اسے پار لگاتے ہیں۔ قوم کا غم ان کے لئے سرمایہء حیات ہوا کرتا ہے........ قابل ستائش اور واجب الاحترام ہیں یہ ہستیاں! انہی مقتدر لوگوں کے صادق جذبہ سے ایسی تبدیلیاں آئیں کہ تاریخ کا دھارا موڑ دیا۔ یہ مخلص لوگ اس ظالم و جابر سودیشی قوم سے ٹکرا گئے۔ سروں پر کفن باندھ کر میدان عمل میں نکل آئے۔ ہر محاذ پر بڑے زور کا رن پڑا۔ حق و

باطل کا معرکہ تھا، ظالم اور مظلوم کی آویزش تھی، انسانیت کا خون بہہ رہا تھا جسے (رائیگاں جانا تھا اور نہ گیا.........!

لڑاؤ اور حکومت کرو کے محور کے گرد گھومنے اور اسی اصول بے اصول کے تحت حکمران قوم نے جب یہ سوچا کہ یہاں کے باشندوں خصوصاً مسلمانوں کو دھونس دھاندلی، لالچ اور تحریص اپنے مقصد کے لئے استعمال کرنا ناممکن ہے اتو انہوں نے ذہنی تطہیر کے لئے اپنی مادری زبان .... انگریزی کو......... ایک زہر ہلاہل کو شیریں محلول کی شکل میں پیش کیا اور یہ بھی بتایا کہ یوں ہم باہمی تفادت کو ختم اور سرد جنگ کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر کے خیر سگالی کے جذبات پیدا کر سکتے ہیں۔ ناعاقبت اندیش ضمیر فروش اور ابن الوقت لوگوں کے لئے یہ دعوتِ اغیار گویا نعمت غیر مترقبہ تھی۔ فوراً ہی تمدن، زبان، کلچر اپنانے اور ہاں میں ہاں ملانے کے معاہدے میں شریک ہو گئے اور اس معاہدے سے روگردانی کرنے والے علما کرام کو قابل گردن زدنی قرار دے دیا گیا اور وہی علمائے عظام ہیں جو بھاری اکثریت میں تھے اور جنہوں نے حب الوطنی و قومی بیداری میں راتوں کا چین اور دن کا آرام حرام کرلیا تھا۔ بے لوث لوگ تھے قوم کی سرفرازی کی خاطر عزت، وقار تن، من، دھن ہر چیز داؤ پر لگا دی .... سب کچھ نثار کر دیا۔

آج بھی مٹھی بھر کم فہم اور عقل کے اندھے موجود ہیں جو در پردہ ارض پاک کی بیخ کنی میں مصروف ہیں مگر بظاہر جبہ سائی اور جی حضوری کرتے نہیں تھکتے یہ غیر ملکی گماشتے ہر محبّ وطن کو غدار ثابت کرنے کے درپے ہیں اور یہی لوگ بہی خواہوں کی صورت میں انہی علمائے کرام پر زبان و دشنام دراز کرنے سے باز نہیں آتے اور بعض سادہ لوح لوگوں اور تازہ خون کو ساتھ ملا لیتے ہے۔ غیرت ایمانی کا تقاضا تو یہ ہے کہ حالات کا تجزیہ اپنی مرضی کے بجائے حقیقت پسندانہ کیا جائے تو

واضح ہو جائے گا کہ علمائے کرام کی عظیم اکثریت نے انگریزی زبان سیکھنے کی مخالفت کی تو مقصود انگریز کے کلچر، تمدن اور تہذیب کے اثرات مذمومہ سے ملک و قوم کو محفوظ رکھنا تھا۔

ان شب بیدار، نیک سیرت اور روشن کردار لوگوں کی مساعی جمیلہ سے انگریزوں اور ہندوؤں سے دائمی آزادی کے لئے علیحدہ ریاست کا پروگرام مرتب ہوا تو اس کام کی حرکی قوت مسلم لیگ تھی جسے قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میسر تھی تو انہی حضرات نے دامے درمے سخنے مسلم لیگ اور قائداعظم سے بھرپور تعاون کیا نتیجۃً دنیا کی سب سے بڑی مملکت اسلامیہ کا وجود عالم وجود میں آیا۔ ان علما کرام کی اسی طالع آزما گروپ نے مخالفت کی تضحیک وتحقیر کی، مسلم لیگ اور قائداعظم کے لئے مشکلات پیدا کی گئیں ...... قیام پاکستان کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا آج بھی سامراجی طاقتوں کے آلہ ءکار اور ممدو معاون ہیں۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

(محمد عبدالاحد قادری)

امہات المومنین اور صحابیات کا پردہ:

حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام اور ان کے بعد مسلمانوں سے کہیں منقول نہیں کہ وہ اپنی بیویوں اور رشتہ داروں کو اپنے ساتھ ساتھ لئے پھرتے ہوں اور ان کو مردوں کے مجمع میں شریک کرتے ہوں اور دوست آشناؤں سے ملاقاتیں کراتے ہوں۔ پس اگر شرعی پردہ وہ ہوتا ہے جس کو آج خَیرُ الاُمُورِ اَوسَطُھا کہا جاتا ہے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ یہ حضرات عورتوں کو اس طرح مقید کرتے اور آزاد خیالوں کے خیال کے موافق ان پر ظلم کرتے۔

دیکھو جس جہاد سے واپسی میں واقعہ افک پیش آیا ہے۔ اس میں حضور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھیں مگر آزاد نہیں۔ بلکہ آج کل کی باپردہ عورتوں کی طرح محمل (کجاوہ) میں تھیں۔ اسی طرح جنگ جمل میں بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا محمل میں تھیں۔ اگر اس زمانہ میں آزادانہ پھرنے کی اجازت ہوتی تو محمل کی کیا ضرورت ہوتی اور اس زمانہ میں شہروں میں اور جنگلوں میں مجمعوں میں عام طور پر پھرنا کیوں نہ منقول ہوتا۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو حقیقت شرعی پردہ کی آج بتائی جارہی ہے۔ وہ وہ ہے جس سے نہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واقف تھے۔ نہ صحابہ کرام، نہ تابعین، نہ تبع تابعین اور نہ محققین علماء و فضلاء۔ پھر علماء اس کو شرعی پردہ قرار دے کر اس کے جواز کا فتویٰ کیونکر دے سکتے ہیں۔

ارتکاب گناہ سے اباحتِ گناہ بدتر ہے:

مسلمانو! جرائم ہمیشہ سے ہوتے رہے ہیں۔ چنانچہ لوگ چوری بھی کرتے ہیں، شراب بھی پیتے ہیں، زنا بھی کرتے ہیں۔ سو اگر تم کو بھی جرائم کا شوق ہے تو تم جانو مگر خدا کے لئے قانون الٰہی کو تو نہ بدلو۔ اور جرائم کو خدا کے قانون میں داخل نہ کرو بلکہ جرم کو جرم سمجھو۔ اپنے آپکو گنہگار جانو اور دوسروں کو بے دینی کی دعوت نہ دو۔ ایسا کرنے سے تم مسلمان رہ سکتے ہو اور قانون الٰہی کی تحریف کر کے جرائم کو قانون خداوندی میں داخل کر کے تم مسلمان نہیں رہ سکتے کیونکہ یہ ایک جرم عظیم ہے۔ عورتوں کی بے پردگی بیشک ایک جرم ہے، گناہ ہے، معصیت ہے، سو اگر بعض لوگوں سے یہ معصیت بتقاضائے نفس و شیطان سرزد ہو رہی ہے تو ہوا کرے۔ دوسرے معاصی کی طرح یہ بھی ایک معصیت ہے۔ لیکن اس معصیت کو حدود شرعیہ میں لانے کی کوشش کرنا۔ قرآنی آیات و احادیث کی آڑ لے کر اس کو جواز و اباحت کا لباس پہنانا نہایت ناپاک حرکت ہے اور دین الٰہی

کے ساتھ استہزاء ہے۔ جو اصل معصیت کے ارتکاب سے بھی کہیں بڑھ کر قابل مواخذہ ہے۔ مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیئے۔

نام نہاد تہذیب اور معکوس (الٹی) ترقی:

افسوس! کہ نئی روشنی والوں نے جو درحقیقت منبع ظلمات ہے روحانیت سے بے گانگی اور مادیت کی دلدادگی کا نام ترقی رکھ لیا ہے اور ہر ایک بے حیائی، الحادو ہریت، اتباع طرزمغرب کو تہذیب سمجھ رکھا ہے۔ جو درحقیقت تعذیب (عذاب) ہے۔ اور ہر قسم کی آوارگی وخودسری کو آزادی کا لقب دے رکھا ہے جو دراصل نفس وشیطان کی غلام ہے۔ جو شخص اس طوفان بے تمیزی کے خلاف آواز اٹھاتا ہے۔ اسکو اپنی موہوم ترقی کا مانع سمجھ کر ناداں، بیوقوف، اولڈفیشن اور تنگ خیال وغیر الفاظ سے مخاطب کیا جاتا ہے۔ بے پردگی کے برے نتائج آئے دن پڑھتے اور سنتے ہیں۔ لیکن پھر بھی یہ چاہتے ہیں ہندوستان (پاکستان) یورپ کا نمونہ بن جائے۔

پردہ کو غلامی وتسفل (گراوٹ) کی سب سے نمایاں علامات بتایا جاتا ہے تعلیم اور اعلیٰ قابلیت سے عاری رہنا بھی پردے ہی کا نتیجہ خیال کیا جاتا ہے۔ حالانکہ غلامی کی اصل وجہ بے پردگی، بے حیائی اور موجودہ انگریزی تعلیم ہے۔ کیونکہ بے پردگی کی وجہ سے لوگ فسق فجور میں مبتلا ہوتے ہیں اور اس ابتلا نے حکومت کی بنیادوں کو مضبوط کردیا ہے۔ اس لئے کہ جب لوگ عیش پرستی میں محو ہوتے ہیں تو انہیں آزادی کا خیال بھی نہیں آتا۔ اس لیے حکومت نے فسق وفجور کے جملہ ذرائع کی عام طور پر اجازت دے رکھی ہے۔ شراب، افیون اور چرس وغیرہ مخربات اخلاق واجسام کے ہندوستان (پاک وہند) میں بڑے بڑے کارخانے ہیں بھنگی، چرسی، خود بے کاراور دوسروں کے لئے مصیبت بنے ہوئے

ہیں۔ زنا بالجبر کی جو سزا ہے اس سے زنا کا سدباب نہیں ہوتا اور زنا بالرضا کو تو جرم شمار ہی نہیں کیا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ بدکاری دن بدن بڑھ رہی ہے۔ کیا آپ ایسی ہی ہوا میں عورتوں کے کھلے منہ باہر نکلنے، سکولوں اور کالجوں میں جانے اور باغوں، پارکوں اور بازاروں کی سیر کی اجازت دے رہے ہیں۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

مسلمانو نہیں ہے بے سبب دنیا کو حیرانی کہ اپنی آبرو پر پھر رہا ہے آج کل پانی

ترقی کی خواہش ہر زندہ قوم اور ذی حیات فرد کے دل میں ہوتی ہے اور ہونی چاہیے اپنی حالت کو موجودہ سے بہتر بنانے کا ولولہ اگر دل میں نہ ہو تو برکاتِ زندگی سے اس دل کو محروم کہنا صحیح ہے۔ آج دنیا کی تمام قومیں ترقی ترقی کا غل مچا رہی ہیں اور ہر ایک نے اپنی رسائی فکر سے ایک منزل قرار دی ہے۔ جس کی طرف وہ سب دوڑ رہے ہیں۔ ادنیٰ طبقہ سے اعلیٰ درجہ کے انسانوں تک ہر قوم کے افراد ترقی کی دھن میں لگے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں میں بھی ترقی کی صدا دنیا کی کسی دوسری قوم سے پست نہیں ہے بلکہ شوروشغب تو یہاں بہت زیادہ نظر آتا ہے۔ بہت سے بے کار لوگ جن کے پاس کوئی معقول ذریعہ معاش نہیں ہے یا جس کام کو کرتے ہیں وہ بدقسمتی سے چلتا نہیں۔ اور ہیں خوش خوراک اور خوش پوشاک فیشن ایبل جنٹلمین۔

وہ مجبور ہو کر (مہذب گداگری) لیڈری کے پلیٹ فارم پر جلوہ آرا ہو جاتے ہیں۔ اور دھواں دھار تقریریں کر کے سامعین کو جذبہ ترقی کے بادۂ ناب سے مخمور بنا دیتے ہیں۔ کوئی چندہ کھول لیا جاتا ہے اور قوم کو اس کی فراہمی میں مصروف کر دیا جاتا ہے اور جو شخص ان کے پیش کردہ مقصد کو سمجھنا بھی چاہے تو اس کو بے سروپا الزاموں سے مطعون بنا کر نفرت و لعنت کے نعروں سے خاموش کر

دیا جاتا ہے۔ اس لئے بہت سے آبرو دار نیک دل تہمتوں اور گالیوں کے خوف سے خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔ لیڈر صاحب کی ترقی تو ہوگئی ان کا کام تو بن گیا اور چونکہ وہ بھی قوم کے ایک فرد ہیں اس لئے وہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کی سعی قوم کی ترقی کا رونا رویا کرتے ہیں۔ اور یہ رونا روتے ہوئے ان لیڈروں کو پچاس سال سے زیادہ گزر چکے۔ لیکن اس شور شغب کا کیا ثمرہ ہوا۔ اس بات کو یہ قومی لیڈر ہی کچھ اچھی طرح سے سمجھتے ہوں گے۔

ترقی کی آواز:

جس وقت ہندوستان (پاک وہند) میں ترقی کی آواز اٹھائی گئی تھی۔ یعنی آج سے پچاس سال قبل، اس وقت مسلمانوں کی قوت، شوکت، اثر، اعتبار تمول، دینداری، نیک چلنی باہمی محبت و ہمدردی کیا کیا حال تھا۔ زمین ہند کے کتنے وسیع رقبے ان کے ملک و تصرف میں تھے۔ ہر شہر، قصبے اور گاؤں میں سر بفلک اور فراخ عمارتیں ان کے اقتدار کی شہادتیں دے رہی تھیں۔ دشمن مقابلہ کی ہمتیں نہ رکھتے تھے۔ اور ہندوستان کی قومیں ان کے رعب سے کانپتی تھیں۔ مسافر نوازی، غربا پروری، ناداروں کی دستگیری، ہمسایوں کی اعانت مسلمانوں کا عام شیوہ تھا۔ صدق و دیانت اور حق و انصاف کے لئے مسلمان ضرب المثل تھے۔ امراء، روساء پابند شرع تھے جن لوگوں کی عمر پچاس سال سے زیادہ ہے انہوں نے اپنی آنکھوں سے منظر دیکھے ہیں۔ مگر جب سے اس نام نہاد ترقی کا دور دورہ شروع ہوتا ہے اور ہندوستان (پاک وہند) کو گوشہ گوشہ ترقی کے غلغلوں سے گونج اٹھتا ہے۔ ترقی مآب لیڈروں کی مساعی کا جال ہندوستان بھر میں پھیلتا ہے۔ اس وقت سے مسلمان روز بروز تباہ ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ کروڑوں روپیہ کی جائیدادیں ان کے قبضہ سے نکل کر سالانہ اغیار کے پاس پہنچتی رہتی ہیں۔ ان کے

ذرائع معاش دم بدم کم ہوتے چلے جارہے ہیں۔ ان کا اثر واقتدار دنیا سے اٹھتا جا رہا ہے۔ ان کی نیک صفات ان سے منہ موڑ لیتی ہیں۔ ہمدردی واخوت کی جگہ ان میں حسد وعداوت اور بغض و نفاق کے شرارے بلند ہوتے ہیں اور اس جدید عہد ترقی میں بیسیوں نئے مذہب اور جدید فرقے پیدا ہوکر مسلمانوں کے شیرازہ کو منتشر کردیتے ہیں۔ دین داری کا یہ حال رہ جاتا ہے کہ مدعیان سیادت یعنی لیڈران نماز، روزے اور اسلامی شکل وصورت سے اجنبی اور نابلد ہوجاتے ہیں۔ پنجاہ سالہ ترقی کی صداؤں اور گرماگرم کوششوں کا یہ انجام ہے۔ اب خواہ اس ترقی پر ناز کیجئے یا اس کو امیدوں کا قبلہ گاہ سمجھئے مگر نتیجہ اس کا یہی ہے جو آپ کے سامنے ہے۔

انسان سے غلطی ہونا کچھ عجب نہیں۔ دانا و فرزانہ انسان بسا اوقات خطرناک غلطیوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں لیکن جب دیکھتے ہیں کہ ان کی کوششوں کے نتائج برعکس نکلے اور ان کی تدبیروں سے بجائے نفع نقصان ظاہر ہوا تو وہ اپنے عمل کو روک دیتے ہیں اور اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں اور حصولِ مقصد کے لئے دوسرا طریقہ عمل اختیار کرتے ہیں۔ مگر رنج اس بات کا ہے ہمارے حامیان ترقی اور فدائیان پچاس برس غلطی میں رہ کر بھی بیدار نہ ہوئے۔ قوم تباہ ہوگئی اور ان کی آنکھ نہ کھلی۔ مسلمان مٹ گئے اور انہیں ہوش نہیں آیا۔ دولتیں غیروں کے پاس پہنچ گئیں اور انہیں اب تک اپنی غلطی کا اعتراف نہ ہوا۔ مرعوب ومغلوب قومیں غالب ہوکر چیرہ دستیاں کرنے لگیں اور انہوں نے ظلم وستم کا طوفان بپا کرڈالا مگر ہمارے لیڈروں کی خودرائی میں ذرا فرق نہ آیا۔ انہیں اپنی غلط روی کا احساس نہ ہوا۔ انہوں نے اپنی روش نہ چھوڑی اور ایک لمحہ کے لئے اس پر نظر نہ ڈالی کہ ان کی کوششوں نے ان کے طرزِ عمل نے، ان کی مزعوم (خیالی) ترقی نے مسلمانوں کو کچھ فائدہ نہیں پہنچایا بلکہ ان کی حالت روز بروز بدتر ہوتی چلی گئی اور جب تک یہ لیڈر دین سے

اجنبی اور مذہب سے امتیازات کی حمایت وحفاظت میں اپنی پوری طاقت صرف کر دیتا ہے اور اس میں اس کی بقا و ترقی کا راز مضمر ہے۔ ہندوؤں کو دیکھئے وہ اپنی راہ رسم پر کس مضبوطی سے قائم ہیں انگریزی تعلیم اور یورپ و امریکہ کی سیریں ان کے سروں سے چوٹی کا ایک بال بھی دور نہ کر سکیں ہندوؤں کی چوٹی تو نہ کٹی مگر مسلمانوں کی داڑھی اس جدید ترقی کے استرے سے منڈ گئی۔ ہندوؤں کے دماغ سے گاؤ پرستی کا خیال تک نہ مٹ سکا۔ مگر ہمارے جنٹلمین اپنے فرائض چھوڑ بیٹھے۔ ہندوؤں نے جس قدر اپنے رسم و آئین کی حفاظت کی ہمارے لیڈر اتنا ہی دین کی مخالفت میں سرگرم رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہندو بڑھتے گئے انہیں کامیابی حاصل ہوتی گئی۔ انہوں نے اردو کی جگہ مری ہوئی ہندی کو رائج کر لیا اور ہمارے لیڈر اپنا ہی گھر برباد کرنے کو ترقی سمجھتے رہے۔ کبھی پردہ کی مخالفت پر اصرار ہے۔ کبھی سود کے جواز پر بحث و تکرار ہے۔ علماء کی توہین اور علوم اسلامیہ کے رواج کا بند کر دینا تو لیڈروں کا مقصد اعظم ہے۔ عمریں علماء پر تبرا کرتے گزر گئیں۔ اور روزانہ اخباروں میں برسوں تک اس مبارک اور پاک گروہ کو کوسا ہے۔ یہ ان حضرات کے اصول ترقی ہیں۔ آج کل جبریہ تعلیم کے مدارس جابجا کھل رہے ہیں۔ انہوں نے دینی تعلیم حتیٰ کہ قرآن پاک کی تعلیم بھی لازمی قرار نہیں دی مگر جنٹلمین حضرات جو مسلمانوں کی نیابت کے مدعی تو بن بیٹھے ہیں۔ اور مسلمانوں سے ووٹ حاصل کرنے میں بہت سرگرمی دکھایا کرتے ہیں وہ سب خاموش ہیں ان کے دل میں درد نہیں اٹھتا۔ کہ وہ قرآن پاک کی تعلیم لازمی کئے جانے کے لئے اپنی قوتیں صرف کر دیں۔ نہ اس کے لئے جلسے ہوتے ہیں نہ ریزولیوشن پاس کئے جاتے ہیں۔ ایڈیٹران اخبار اس پر کوئی آواز بلند کرتے ہیں ترقی کے دلدادوں کے لئے یہ مسئلہ قابل التفات ہی نہیں ہے۔ ریلوے نے جدید سٹاف کی وردی میں ہیٹ (چھجے دار

ٹوپی) رکھی ہے۔ صد ہا مسلمان جو اس محکمہ میں ملازم ہیں وہ ٹوپی اوڑھے پھرتے ہیں۔ نہ اس پر کوئی احتجاج کیا گیا نہ ریلوے بورڈ سے استدعا کی گئی کہ وہ مسلمانوں کو اس ٹوپی سے مستثنیٰ کرے۔ یہ ٹوپی مسلمانوں کے لئے ناجائز ہے۔ نہ اس پر کوئی جلسہ کیا گیا۔ نہ کسی اخبار نویس نے کوئی توجہ کی۔ نہ حامیان ترقی کو اس پر کوئی آواز اٹھانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ کسی نے نہ سوچا کہ ہماری وضع میں تغیر کی ابتدا ہو رہی ہے اور آج ایک محکمہ ہیٹ رائج کرتا ہے تو دوسرے محکمے بھی یہی راہ چلیں گے۔ مگر لیڈروں کو کیا وہ تو خود انگریزی وضع کے شیدائی ہیں اور نوجوانوں کو رغبت دیتے ہیں۔ سکھ اپنی دستار کی حفاظت کر سکتے ہیں مگر مسلمان نہیں کر سکتے۔

حامیان ترقی، مزعوم (خیالی ترقی) تو شاید اپنے خیال میں اس کو عین ترقی سمجھتے ہوں گے۔ ان کے خیالوں میں تو خواہ کھانے کی روٹی نہ ہو۔ رہنے کو گھر نہ ہو فیشن ہو۔ تو بس ترقی کی انتہائے معراج کو پہنچ گئے مگر حقیقت شناس جانتے ہیں کہ یہ ترقی نہیں بربادی ہے۔ ترقی یہی ہے کہ ہماری حالت پہلے سے بہتر ہو اور اس میں سب سے اوّل مرتبہ ذاتی و صفاتی افعال کا ہے۔ مسلمان پاکیزہ صفات سے متصف ہوں۔ ان کے افعال بہتر اور عمدہ ہوں۔ شریعت کی زندگی اختیار کریں اسلامی شان اور اسلامی صورت اور اسلامی انداز ان سے ظاہر ہوں تو یہ اصلی ترقی ہے اور جس دن مسلمان ایسے ہو جائیں پھر دنیا انہیں پامال نہیں کر سکتی حسن خلق، حسن صفات، حسن افعال وہ ملک نہیں جو تسخیر (ماتحت) کیا جا سکے۔ انجام کار یہ قوت تمام طاقتوں پر غالب آتی ہے اور ہر فوج کو حُسن صفات کے لشکر کے مقابل ہتھیار رکھ دینے ناگزیر ہوتے ہیں مسلمان اگر واقعی ترقی کے خواہاں ہیں تو مسجدیں آباد کریں۔ دیانت و امانت صدق و راستبازی میں اپنے اسلاف کا نمونہ بنیں۔ زیر دستوں اور ضعیفوں کی ہمدردی اپنی راحت سمجھیں دینداروں سے محبت کریں اور

جنہیں دینداری سے نفرت ہے انہیں اپنے اخلاقی دباؤ سے درست کریں۔ ووٹ دینے کا وقت آئے تو یہ دیکھیں کہ جس کو اپنا نمائندہ بناتے ہیں وہ شریعت کا کتنا پابند ہے۔ اس کو مسجد کی حاضری توہین تو معلوم نہیں ہوتی۔ اگر ایسے اجنبی کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا تو وہ مسلمانوں کی دینی زندگی کی کیا پرواہ کرے گا۔ ترقی کا پہلو دنیوی ہے حامیانِ ترقی جو پلیٹ فارموں پر بڑا زور شور مچایا کرتے ہیں۔ ایک فہرست تو بتائیں کہ انہوں نے اپنے پچاس سالہ عہد میں مسلمانوں کو کتنا دنیوی فائدہ پہنچایا۔ مہربانی کر کے سکولوں، کالجوں لائبریریوں اور کلبوں کے لئے چندے مانگنے کو ترقی کی فہرست میں شمار نہ کرائیں بلکہ یہ بتائیں کہ کتنے اجڑے ہوئے گھر آباد ہو گئے۔ کتنی ضائع شدہ جائیدادیں واپس آگئیں۔ آج سے پچاس سال قبل جو مسلمانوں کی مالی حالت تھی۔ اس عہد ترقی میں ان کی دولت کتنی زیادہ ہوگئی۔ غریب مسلمانوں کی امداد کے لئے آپ نے کیا کیا۔ صدہا نوتعلیم یافتہ نوجوان ٹکریں مارتے پھرتے ہیں اور مدعیانِ ترقی میں سے کوئی انہیں سہارا دینے والا نہیں ہے۔ مسلمانوں ہوشیار ہو جاؤ اور ان لفظی ترقی کی پکار کرنے والوں پر اعتبار نہ کرو جن کے نزدیک ترقی کا معیار یہی ہے کہ سر پر انگریزی ٹوپی رکھ لیں، جانگیہ پہن لیں، عورتوں کے بال کٹوا دیں، انہیں برہنہ پھرائیں اور میراتھن ریس کے نام پر عریاں لباس پہنا کر دوڑ لگوائیں اور اپنی مرضی سے انہیں موقع دیں کہ وہ غیروں کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالیں۔ اس حیا سوز ترقی پر لعنت بھیجو۔ اسلامی آئین و وضع کو اختیار کرو جو اس وضع کے خلاف نظر آئے اس کو سمجھانے کی کوشش کرو۔ اگر تمہارا یہ دستور العمل رہا تو انشاء اللہ تعالیٰ بگڑے ہوئے سنبھل جائیں گے۔ خدا کرے کہ مسلمان اپنے دین کی حمایت و حفاظت کو ترقی سمجھیں اور یہی ان کا نصب العین اور مطمح نظر ہو۔ آمین

پردے کی برکات:

جو عورت اپنی سلیقہ شعاری اور حسن خانہ داری سے میاں کی مرغوب طبع اور منظور نظر ہے اس کا گھر اس کا تخت گاہ ہے اور اس کا لمحہ لمحہ قلمروِ خانہ کے نظم و نسق کے لئے منقسم ہے۔ وہ گھر سے باہر نکلنے اور ادھر ادھر پھرنے کا وقت ہی نہیں پاتی گھر اس کی عمل داری ہے۔ اس کا حصار عافیت ہے۔ اس کا مقام امن ہے وہ یہاں نہ صرف اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے حاضر رہنے پر مجبور ہے بلکہ بیرونی شرور و آفات سے بچنے کے لئے بھی اس کا گھر میں رہنا لازم ہے۔ اس لئے شریعت نے عورت کو پردے میں رہنے کا حکم دیا ہے اور یہ عورتوں کے اعلیٰ درجہ کے اوصاف میں سے ہے۔ اور ان کے لئے بڑے افتخار کا باعث ہے۔ جس قدر وہ ستر و پردہ کی پابندی میں کامل ہوں اتنا ہی زیادہ فخر کر سکتی ہیں۔ جس طرح کہ کسی نفیس شے کو لوگوں کی نظروں سے بچایا کرتے ہیں اور کسی کو نہیں دکھلاتے اور کئی پردوں میں چھپا کر رکھتے ہیں۔ اسی طرح سے پردہ سے بھی مقصود یہ ہے کہ عورتوں کی حفاظت کی جائے۔ انہیں ہر کس و ناکس نہ دیکھ سکے نہ یہ کہ جیسا بعض نادان خیال کرتے ہیں کہ عورت کے ساتھ بدگمانی کرنے کی وجہ سے اس کو پردے میں رہنے پر مجبور کیا جاتا ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو عورتوں پر کسی طرح اعتبار نہ کیا جاتا بلکہ انہیں گھر میں داخل کر کے باہر قفل لگا دیا جاتا۔ اور قفل بھی سر بمہر کر دیا جاتا۔ یہ خیال کرنا بھی بے جا ہے۔ جیسا بعض کم فہم خیال کرتے ہیں کہ عورتوں کو پردہ میں رکھنا انہیں قید میں ڈالنے کی مثل ہے ان پر بڑی تنگی کی جاتی ہے جس سے ان کی آزادی میں خلل پڑتا ہے۔

حالانکہ شریف عورتیں طبع پردے کو پسند کرتی ہیں۔ بچپن سے ان پر حیا و شرم اس قدر غالب ہوتا ہے کہ پردہ مرغوب طبع اور بے پردگی باز خاطر ہوتی ہے

گویا پردہ ان کی فطرت میں داخل ہے۔ انہیں یہاں تک پردہ کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اس سے انس و محبت کرنے لگتی ہیں اور اسے ایسا ہی ضروری خیال کرتی ہیں جیسا اور اپنی طبعی عادات کو حتّٰی کہ جو عورتیں اس میں ذرا کوتاہی کرتی ہیں انہیں شرم دلانے پر آمادہ ہو جاتی ہیں انہیں بے شرم اور بے باک قرار دیتی ہیں۔

علاوہ بریں یہ سمجھ کر کہ پردہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اسے خوشی سے قبول کر کے اللہ تعالیٰ کی عطا اور ثواب کی امیدوار بن جاتی ہیں۔ پس جب یہ حالت ہو تو کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ شریعت محمدیہ نے عورت کو مظلوم و قیدی بنا رکھا ہے ظلم تو تب ہوتا کہ وہ اسے اپنی خوشی سے اختیار نہ کرتی۔ غرض شریعت کے موافق پردہ کرنے میں ظلم کا کوئی ثبوت نہیں مل سکتا۔

حق تو یہ ہے کہ تمام ادیان و شرائع کی نسبت شریعت محمدیہ میں عورت کی بڑی عزت ہے۔ اس لئے اس نے عورت کی کمال حفاظت کی ہے۔ بدکاروں اور بدمعاشوں کی نظروں سے خوب بچایا ہے۔ علاوہ ازیں لفحوائے اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ بعض عورتوں کا شرنفس سے مغلوب ہونا بھی ممکن ہے۔ ایسی صورت میں پردہ ان کے لئے شرور و مفاسد سے پورا پورا بچاؤ ہے اور پردے میں عورت کی نسبت کسی قسم کی خیانت کا مشکل سے خیال ہو سکتا ہے۔ اس کے خاوند کو اپنی نسل کے متعلق پورا اطمینان رہے گا۔ بخلاف اس صورت کے جبکہ عورت بے پردہ ہو کر باہر نکلتی ہو اور غیر مردوں سے ملتی جلتی ہو۔ تو شکوک و شبہات کا پورا پورا امکان ہے۔

اگر تعصب اور نفس پرستی کو چھوڑ کر عقل سلیم سے کام لیا جائے تو بخوبی سمجھ میں آ سکتا ہے کہ عورت کے لئے پردہ نہایت ہی عمدہ احکام میں سے ہے۔ زن و شوہر دونوں کا اس میں سراسر فائدہ ہے۔

باب (۱):

دوسرا حصہ شرعی بحث

ملکہ ثریا کے ایک بیان کا جواب

یورپ کی شرمناک تہذیب اور حیا سوز آزادی کے شیدا جو ساتھ ہی مسلمان کہلانا اور مسلمانوں کی طعن و تشنیع سے بچنا بھی چاہتے ہیں اپنے دعویٰ کو قرآن و حدیث سے ثابت کرنیکی کوشش کیا کرتے ہیں۔ آیات و احادیث کے مطالب و معانی کی نہایت دیدہ دلیری سے کتر بیونت کرنے کے مرتکب ہوتے ہیں چونکہ ان ظاہر لمعانی احکام کی تعمیل کرنا کوئی خالہ جی کا گھر نہیں ہے لہذا ان مباحث میں ان کا تکلف و تصنع نہایت مضحکہ خیز ہوتا ہے۔ ان سے بھی زیادہ عجیب وغریب وہ لوگ واقع ہوئے ہیں۔ جو ان مباحث کی کشمکش اور لوگوں کی تضحیک و تحمیق (مذاق اڑانا اور بیوقوف بنانا) سے پیچھا چھڑانے کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ احکام شرع میں پردہ ثابت نہیں ہوتا۔ موجودہ پردہ بالکل مابعد کی ایجاد ہے۔ چلو قصہ ہی تمام ہوا۔

قبل اس کے کہ ہم پردہ کے متعلق شریعت کے احکام کی تفصیلات بیان کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ منکرین پردہ کے ان عقائد باطلہ کا نمونہ بھی ناظرین کو دکھلا دیں۔ جن میں وہ اپنی مطلب براری کے لئے احکام شرع کی تحریف و تصحیف (تبدیل کرنا اور مٹانا) کیا کرتے ہیں اور اس قسم کے مضامین میں سے ہمارے نزدیک ملکہ افغانستان ثریا بیگم کا وہ بیان یہاں نقل کر دینا زیادہ پر لطف ہوگا جو اپنے مدلل و مسکت جواب سمیت رسالہ اصلاح باغبانپورہ میں ہمارے

مکرم دوست مولانا مرزا محمد نذیر عرشی کے قلم سے شائع ہو چکا ہے یہ بھی واضح رہے کہ یہ مضمون اس وقت لکھا گیا تھا۔ جب غازی امان اللہ خاں تخت کابل پر برسراقتدار اور رفع حجاب آزادی نسواں اور منعِ تعدد ازواج وغیرہ اصلاحات کے لئے پورے زور کے ساتھ ساعی تھے۔ قبائل کی بغاوت کا ابھی کہیں نام ونشان بھی نہ تھا۔ ایسے حالات میں واقعات موجودہ سے جن نتائج ممکنہ کی پیش گوئی اس مضمون میں کی گئی ہے اور وہ جس طرح من وعن پوری ہوئی وہ بھی قابل توجہ ہے وھو ھذہ۔

یہ حقیقت عالم آشکار ہو چکی ہے کہ تخت کابل کے جوان بخت شہریار نے یورپین طرز زندگی کے دلدادہ ہو کر قدیمی اسلامی شعار کو خیر باد کہہ دینے کا تہیہ کر لیا ہے اور ان بعض مختص المذہب مراسم و آداب کو حرف غلط کی طرح مٹا دینے کا عزم مصمم کر لیا ہے جن کو یورپ کی تقلید میں حاصل ہونے والی مادی ترقیات کے لئے حارج سمجھا گیا ہے۔ ترکان انگورہ بھی اس ذہنیت میں ان کا ہم پلہ بلکہ ان سے دو دو قدم آگے ہیں۔ مگر کابل اور انگورہ کی حیثیتوں میں اس قدر فرق ہے کہ موخر الذکر جماعت میں صدیوں تک یورپ کی ہمسائیگی میں رہنے کے باعث مذہب کی طرف سے خاص آزادی و مطلق العنانی سرایت کر چکی ہے اور اگر وہاں کچھ مذہبی تاثرات کے آثار باقی پائے جاتے ہیں تو وہ برائے نام ہیں جن کو مضمحل وہ معدوم (کمزور اور ختم) کرنے کے لئے تھوڑی سی قوت کا مظاہرہ کافی ہے۔ بخلاف اس کے افغانستان آج تک مذہبی استقامت کا گہوارہ رہا ہے۔ وہاں کھلم کھلا اسلامی شعار وآداب کی مخالفت کرنا ایک عظیم الشان مذہبی طاقت کو مقابلہ کے لئے چیلنج دینا ہے۔ جو بڑی سے بڑی حربی قوت کے آگے بھی سرتسلیم خم کرنے والی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے انگورہ آج کل یورپ کی تقلید میں جو کچھ کر رہا ہے۔ وہ علانیہ بلا لحاظ مذہب اور بلا خلاف مخالفت کر رہا ہے۔ مگر کابل جو کچھ کرنا چاہتا ہے اس کو مذہبی تاویل کا رنگ دینے پر مجبور ہے۔

ان دنوں علیا حضرت ملکہ افغانستان ثریا خانم نے پردے کے خلاف کسی نمائندہ اخبار کے سامنے بعض خیالات کا اظہار فرمایا ہے جن کو مذکورہ فرق حیثیت کے ماتحت محض بہ تکلف مذہبی روشنی میں لانے کی کوشش کی ہے۔ مخالفین پردہ جو بزعم خود اسکو دنیوی ترقیات کا مانع سمجھتے ہیں اور ساتھ ہی دنیوی مقاصد کو دینی مصالح پر ترجیح بھی دینا چاہتے ہیں تقاضائے صداقت تو یہ ہے کہ انہیں برملا کہہ دینا چاہیے کہ جو مذہبی رسوم ہمیں دنیوی و مادی ترقی سے روکتی ہیں۔ اگر چہ دین اسلام کی کتنی ہی تائید کیوں نہ کررہی ہوں۔ اس کو ہم ہرگز اختیار نہیں کر سکتے مگر ملکہ ممدوحہ اس طرح صاف گوئی سے اپنا اصلی مافی الضمیر ظاہر نہیں فرماتیں بلکہ جو ارشاد ہے وہ اس انداز میں ہے گویا آپ کو ہر طرح اسلام کا پاس مدنظر ہے۔ چنانچہ فرماتی ہیں:۔

"موجودہ پردے کا آغاز اسلام میں خلیفہ عباس کے عہد میں ایرانی رواج کے زیر اثر ہوا تھا۔ ہسپانیہ کے مسلمانوں نے کبھی پردہ نہیں کیا اور ان کی عورتیں مدارس میں جلسہ ہائے عام میں اور تقریروں وغیرہ میں شامل ہوتی تھیں"۔

اس فقرہ سے بظاہر یہ مترشح ہوتا ہے کہ گویا پردے کے مخالفین اسلام کے اس قدر رشیدا اور احکام اسلام کے اس قدر پابند ہیں کہ وہ کسی غیر اسلامی رواج کو اختیار کرنا گوارا نہیں کر سکتے وہ پردہ کے مخالف اس لئے ہیں کہ یہ ایک غیر اسلامی رسم ہے جو قرون اولیٰ کے بعد بطور بدعت جاری ہوئی اور سابقین اولین میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ یہ طرز استدلال جس قدر بودا ہوا ہے۔ اسی قدر اس میں احکام اسلام کی کھلی ہوئی توہین اور آئمہ دین کے ساتھ صاف استہزا بھی ہے۔

موجودہ پردہ سوائے اس کے اور کیا ہے کہ عورتوں کو گھروں میں اقامت پذیر رہنے اور بلا ضرورت شدید کے گھر سے باہر نہ نکلنے کا حکم ہے اور اس بات کا

پابند رہنا ان کا فرض ہے کہ سینما، تھیٹر وغیرہ تماشے دیکھنے نہ جائیں۔ بازاروں، منڈیوں میں نہ جائیں۔ گلی کوچوں میں کھلے عام نہ پھریں، نامحرم مردوں کے سامنے برافگندہ نقاب (نقاب اٹھائے) نہ آئیں۔ ان پر اپنی زیب و زینت ظاہر نہ ہونے دیں وغیرہ وغیرہ۔ اگر اس قسم کا پردہ تعلیمات اسلام پر مبنی نہیں اور محض ایرانی رواج کے زیر اثر پیدا ہوا ہے تو پھر اس آیت قرانی کے معنی کیا ہوں گے۔

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی ٥

(سورۃ احزاب رکوع ۴)

یعنی اے بیبیو! گھروں میں جمی بیٹھی رہو اور جاہلیت کے زمانہ کے سے بناؤ سنگار نہ بناتی پھرو۔

نیز اس آیت قرآنی کا کیا مطلب ہوگا:۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَاءِ هِنَّ ٥

ترجمہ: تم عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ ہونے دیں۔ مگر جو اس میں بامر مجبوری ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ (معاف ہے) اور اپنے سینوں پر دوپٹوں سے بکل مارے رہیں۔ مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپ دادا پر۔ الخ (سورۃ نور)

اگر وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ اور لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اور وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ کا رواج جو آج مسلمانوں میں جاری ہے اسلامی تعلیمات کا اثر نہیں۔ بلکہ کسی ایرانی فرمانروا کی ایجاد ہے۔ تو کیا عورتوں کو کھلے سینوں اور برہنہ پنڈلیوں کے ساتھ برافگندہ نقاب اغیار و اجانب (بے نقاب، غیروں اور اجنبیوں) کے سامنے آنا اور ان کے کھیل تماشوں میں آزادانہ شامل ہونا جہاں

نامحرم ایکٹر اور حیا باختہ عشق و حسن کے عافیت سوز کردار دکھا دکھا کر ناظرین و ناظرات کو مسحور و مفتون (فتنے میں مبتلا) کرتے ہیں۔ کیا یہ کسی ایسے پیغمبر کی تعلیم میں داخل ہے۔ جو آج تک تمام آئمہ دین کی دسترس علمی سے تو باہر رہی۔ مگر صرف اس زمانے کے یورپ پرست اشخاص کے دلوں پر القا ہوگئی۔

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

اگر عورتوں کا ستر و حجاب اور ان کی خانہ نشینی ایک عجمی رواج ہے۔ جو اسلام میں زبردستی داخل کر دیا گیا تو پھر اس صحیح حدیث کا مطلب کیا ہوگا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

صَلٰوۃُ الْمَرْأَۃِ فِی بَیْتِھَا اَفْضَلُ مِنْ صَلاَتِھَا فِی حُجْرَتِھَا وَ صَلوتُھَا فِیْ مُخْدَعِھَا اَفْضَلُ مِنْ صَلوتِھَا فِیْ بَیْتِھَا (ابوداؤد)

ترجمہ: عورت کا اپنے گھر کے اندر نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور اس کا تہہ خانہ میں نماز پڑھنا گھر کے اندر نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

اگر عورت کی خانہ نشینی ایرانی رواج کے زیر اثر پیدا ہوئی ہے اور وہ احکام اسلام کی رو سے باہر آنے جانے میں قطعاً آزاد ہے تو پھر اس فرمان نبوی ﷺ کی کیا تاویل کی جائے گی۔

اَلْمَرْأَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِذَا اَخْرَجَتْ اَسْتَشْرَفَھَا الشَّیطَانُ (ترمذی).

ترجمہ: عورت تو سراپائے عورت یعنی قابل ستر و حجاب ہے جب باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے موجودہ پردہ کلیۃً اسلامی اصول پر مبنی اور اسلامی تعلیمات کے زیر اثر ہے۔ اس کو غیر اسلامی کہنا محض اتباع اور اسلام پاک کی تحریف اور اس کے ساتھ کمال بے وفائی ہے جس کی تہ میں اپنے دین و مذہب کی تخریب کے بعد

افرنجی معاشرت کی تعمیر کا لائحہ عمل کارفرما ہے۔

اگر ہسپانیہ کی مسلمان عورتوں کا پردہ نہ کرنا صحیح ہے تو کیا ان لوگوں کا یہ طرز عمل اسلام کے کسی مسلمہ اصول پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ خصوصاً ان لوگوں کا طرز عمل جو قرونِ اولیٰ سے صدیوں بعد گزرے ہیں اور جن کے رسم و رواج پر یورپ کا قرب و جوار اثر انداز ہو چکا تھا۔ پھر کہتی ہیں:۔

''اگر پردہ اسلامی فریضہ میں داخل ہوتا تو ایک مسلمان کو پردہ نہ کرنے پر شریعت اسلامیہ کی طرف سے ویسی ہی سزا دی جاتی جیسی کہ دیگر مکروہ افعال کے لئے دی جاتی ہے۔ ابھی تک یہ کبھی سننے میں نہیں آیا کی فلاں مسلمان عورت کو اس لئے سزا دی گئی ہے وہ بے پردہ ہو گئی تھی۔''

حیرت کی بات ہے کہ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ اور وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ وغیرہ وغیرہ کھلے کھلے احکام خداوندی کی موجودگی میں پردہ کے اسلامی فریضہ ہونے میں کونسا شک باقی رہ جاتا ہے۔ جس کے لئے مذکورہ فلسفی استدلال سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ یہ استدلال منطقی شکل میں یوں مرتب کیا جا سکتا ہے کہ

بے پردگی پر کوئی شرعی سزا مقرر نہیں اور جس کام پر شرع سزا نہ ہو وہ مباح ہے پس بے پردگی مباح ہے۔

حالانکہ اس استدلال کا مقدمہ ثانیہ جس پر نتیجہ کا مدار ہے غلط ہے یعنی یہ کلیہ صحیح نہیں کہ جس کام پر شرعی سزا مقرر نہ ہو وہ مباح ہوتا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ خدا کی رحمت سے ناامید ہونا، خدا کے غضب سے نڈر ہونا، کسی صغیرہ گناہ پر اصرار کرنا، جھوٹ بولنا، غیبت کرنا چغلی کھانا، یتیم کا مال کھانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا وغیرہ قسم کے افعال گناہ ہیں یا نہیں۔ اگر گناہ ہیں تو پھر بتایئے کہ ان پر کون سی شرعی سزا مقرر ہے۔ اگر آج تک سننے میں نہیں آیا کہ فلاں مسلمان عورت کو اس

لئے سزا دی گئی کہ وہ بے پردہ پھرتی ہے تو فرمائیے کسی چغل خور کی زبان بھی اسلئے کاٹی گئی کہ وہ لوگوں کی چغلیاں کرتا تھا۔ سب جانتے ہیں کہ زنا کے لئے رجم اور جلدہ کی ہولناک سزائیں مقرر ہیں مگر کسی غیبت گو کو بھی پھانسی پر لٹکتے ہوئے دیکھا ہے کہ جس کا گناہ بفرمان نبوی ﷺ اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا غیبت زنا سے بھی سنگین ہے۔ شریعت میں خاص تمدنی و معاشرتی مصالح کی بنا پر جن جرائم پر سزائیں مقرر ہیں ان کی تعداد سات آٹھ سے زیادہ نہیں۔ ان کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں ایسے افعال اور بھی ہیں جن پر عدالتی سزا تو مقرر نہیں مگر شرع کی زبان میں ان کو گناہ یا جرم کہا گیا ہے۔ کیا کوئی مسلمان یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ چونکہ ان افعال پر کوئی شرعی سزا مقرر نہیں لہذا وہ کام گناہ نہیں بلکہ مباح ہیں۔ پھر عورت کی بے پردگی کو جو قرن ہا قرن سے صحابہ، تابعین، تبع تابعین، آئمہ عظام، علمائے کرام کے نزدیک ایک مستنکر و مکروہ کام اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ محض بایں دلیل مباح بنالینا کہ اس پر عدالتی سزا مرتب نہیں ہوتی۔ کہاں کی دانش مندی ہے؟

جو لوگ بے پردگی کو اس لیے مباح سمجھتے ہیں کہ اس پر کوئی شرعی سزا مقرر نہیں انہیں چاہیے کہ جھوٹ، غیبت، چغلی وغیرہ کے مباح ہونے کا بھی اعلان کر دیں۔ کیونکہ ان جرائم پر بھی کوئی خاص سزا مقرر نہیں اگر وہ کہیں گے کہ ان جرائم پر آخرت میں سزا ہوگی تو عورت کے بے پردگی پر بھی آخرت کی سزا سن لیجئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا

وَ نِسَآءٌ کَاسِیَاتٌ عَارِیَاتٌ مُمِیْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُؤُسُھُنَّ کَاَسْنِمَۃِ الْبُخْتِ الْمَائِلَۃِ لَایَدْخُلْنَ الْجَنَّۃَ وَلَا یَجِدْنَ رِیْحَھَا○ (صحیح مسلم)

ترجمہ: اور (جہنم کے اندر) وہ عورتیں ہوں گی جو بظاہر پوشاک پہنے ہوئے

ہے۔ (مگر ایسی باریک گویا بعض اعضا، سینہ، پنڈلی وغیرہ اس طرح برہنہ رکھ کر) ننگی ننگی ہیں۔ لوگوں کو (سرعام چل پھر کر) اپنے اوپر مائل کرتی ہیں اور خود بھی ان پر جھکی پڑتی ہیں۔ ان کے سرناز سے اونٹوں کے خمدار کوہان کی طرح (جھکے ہوئے) ہیں وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی۔ نہ اس کی خوشبو پاسکیں گی۔

عجائبات نبوت میں سے ایک بات یہ ہے کہ اس حدیث کے آغاز میں حضور نبی کریم ﷺ نے یہ کلمات فرمائے ہیں صِنْفَانِ مِنْ اَھْلِ النَّارِ لَمْ اَرھُما یعنی دو جہنم میں دو ایسی جماعتیں ہوں گی۔ جن کو میں نے نہیں دیکھا۔ یعنی وہ لوگ آپ کے عہد میں نہیں تھے۔ آئندہ زمانے میں پیدا ہونے والے تھے۔ جن میں ایک مذکورہ جماعت ہے جس کے اوصاف یورپ کی عورتوں اور ان کی مقلدات (پیروی کرنے والیوں) پر صادق آتے ہیں جو سر، چہرہ، سینہ، کلائی پنڈلی وغیرہ اعضاء کو اغیار اجانب (غیروں اور اجنبیوں) کے سامنے برہنہ کرنا خلاف حیا نہیں۔ بلکہ داخل فیشن سمجھتی ہیں اور منظر عام پر اپنی خرام ناز سے چلتی ہوئی اہل نظارہ کے قلوب پر غارت گری کرتی ہیں اس سے آگے کہتی ہیں۔

"اور نہ یہ پڑھنے سننے میں آیا کہ خلفائے راشدین کسی اور بزرگ کے زمانہ میں مبلغین کے ذریعے سے یہ کوشش کی گئی کہ وہ گھر گھر پھر کر اس امر کی تبلیغ کریں کہ ہر مسلمان عورت کے لئے پردہ نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ پردہ کرانے کے لئے کوئی باقاعدہ پروپیگنڈہ نہیں کیا گیا"۔

بے شک جو اصحاب پردہ کے مخالف ہیں یہ بات ان کے پڑھنے اور سننے میں نہیں آئی ہوگی کہ عہد نبوت یا خلفائے راشدین کے زمانہ میں پردے کی ترویج کے لئے کبھی کوشش کی گئی ہے۔ اور اس کی وجہ محض یہ ہے کہ ان اصحاب نے کبھی کتب احادیث سیرت کا مطالعہ نہیں فرمایا اور مطالعہ کیوں فرمائیں۔ جبکہ ان

کے ساتھ دلچسپی ہی نہیں۔ جب ان کو کتب احادیث و سیرت کے ساتھ کوئی قلبی لگاؤ نہیں تو حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب کے احوال و اعمال کے متعلق کوئی بات ان کے پڑھنے اور سننے میں کیونکر آئے۔ لیجئے ہم عرض کرتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک سے پہلے اہل عرب کے اخلاقی خصائل شرم و حیا کی پابندیوں سے آزاد تھے۔ رجال ونساء۔ ذکور و اناث کا آزادانہ اختلاط تھا۔ قرابت قریبہ کی کسی عورت سے عشق کرنا اور پھر مجلس میں اس پر فخریہ شعر کہنا معیوب و مکروہ نہیں سمجھا جاتا تھا اسلام نے آتے ہی اخلاق عامہ کی کایا پلٹ دی۔ ان وسائل کا استیصال کر دیا۔ جو ناجائز اختلاطات کے لئے مد ہوتے تھے۔ بازاروں کو شرالاماکن (سب جگہوں سے بری جگہ) قرار دیا۔ مردوں کے ساتھ تشبہ کرنے والی عورتوں کو مستوجب لعنت بتایا گیا۔ گھر سے باہر نکلنے والی عورتوں کے متعلق فرمایا کہ شیطان ان کی تاک میں ہوتا ہے۔ بلکہ عورتوں کو حاجت ضروریہ کے لئے باہر جانے کی ضرورت بھی باقی نہیں رہنے دی۔ اور گھروں میں بیت الخلاء تعمیر کرائے۔ نامحرم مرد و عورت کا ایک کمرہ میں تخلیہ قطعاً حرام قرار دیا۔ عورتوں مردوں سب کے غض بصر کا حکم دیا (نظر نیچی کرنے کا حکم دیا)۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اور ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا دونوں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھی تھیں اتنے میں حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جو نابینا تھے آئے اور آپ کے پاس پہنچے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم دونوں پردے میں ہو جاؤ۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ کیا وہ نابینا نہیں ہیں کہ ہمیں دیکھ سکتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ تم تو نابینا نہیں ہو۔ کیا تم اسے نہیں دیکھتیں؟ اب فرمائیے اس سے بڑھ کر پردے کے لئے کسی اور تبلیغ کی ضرورت ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک

سے جو مبارک قول نکلتا تھا وہ فوراً نقل در نقل صدہا کانوں اور زبانوں کی منزلیں طے کرتا اقصائے ملک تک پہنچ جاتا تھا۔ آپ نے عورت کے لئے غیر مرد پر نظر کرنا ناجائز قرار دیا۔ اور کافہ امت (ساری امت) نے یہ حکم سن لیا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا پروپیگنڈہ ہوگا۔

حضور نبی کریم ﷺ کا زمانہ خیر و برکت کا زمانہ تھا۔ چند سالوں میں عام شرور و مفاسد کا سد باب ہوگیا تھا۔ غیر مردوں کا اختلاط یکسر نابود ہو چکا تھا۔ ہاں رات کے اندھیرے میں عورتوں کو اجازت تھی کہ مسجدوں میں نماز پڑھنے چلی جائیں۔ لیکن آپ ﷺ کی وفات سے تھوڑی مدت بعد جب زمانے کی ہوا کچھ بدلنے لگی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ آج کل عورتوں نے جو رنگ ڈھنگ اختیار کیا ہے۔ اگر رسول اللہ ﷺ دیکھتے تو ان کو مسجدوں میں جانے سے بھی منع فرما دیتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جن سے بڑھ کر نسوانی حیاء و حجاب کے متعلق کوئی اہل الرائے نہیں ہوسکتا تھا۔ عورتوں کے پردے کی تدریجی اصلاح میں کس قدر غور و تدبر رہتا تھا۔ کیا یہ پردے کی تبلیغ کی تجاویز ہیں یا کچھ اور؟

جب خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک عہد میں عورتوں کے لئے اس قدر احتیاط کی ضرورت ہوگئی تھی اور پھر وہ بھی ان عورتوں کے لیے جو کسی تماشہ گاہ میں اور کسی لہو و لعب کے لئے نہیں بلکہ مسجدوں میں نماز پڑھنے کے لئے جائیں تو چاہیے کہ اس چودھویں صدی میں عورتوں کا باہر نکلنا کس قدر خطرناک ہے جو سراسر شر و فساد کا زمانہ ہے اور پھر ایسی عورتوں کے لئے جو مسجدوں میں نماز پڑھنے کے لئے نہیں بلکہ سینما اور تھیٹر دیکھنے کے لئے اور ان کے ذریعے اپنے اوپر اخلاقی تباہی کا دروازہ کھولنے کے لیے بے تاب ہوں امید ہے کہ ان چند معروضات سے علیا حضرت ملکہ کے کلمات پر کسی حد تک روشنی پڑ گئی ہوگی۔

باب (۲):

پردے پر آبرو بیگم صاحبہ کی ایک بصیرت افروز تقریر

تاہم پانچوں انگلیاں یکساں نہیں۔ آج خواتین ملت میں اگر بعض وجود پردہ وغیرہ شعار اسلام کے در پے تخریب ہیں تو ان کے مقابلہ میں بعض مبارک و مسعود ہستیاں ان کی تردید اور شعار اسلام کی تائید میں اپنی قوت بیان اور زور قلم صرف کرنے میں بھی مصروف ہیں چنانچہ پچھلے دنوں مولانا ابوالکلام آزاد کی ہمشیرہ محترمہ آبرو بیگم صاحبہ سیکرٹری لیڈیز کلب بھوپال نے خواتین کے ایک جلسہ میں ایک مدلل اور پرزور تقریر کی۔ جس میں انہوں نے اس بلند آہنگی سے مخالفین پردہ کے دعاوی سخیفہ (بے ہودہ دعوؤں) اور دلائل رکیکہ (حقیر و ذلیل دلیلوں) کا تارو پود بکھیرا ہے کہ اس کو پڑھ کر روح ایمان تازہ ہوجاتی ہے۔ ناظرین و ناظرات (قارئین) کے استفادہ کے لئے اس تقریب کے بعض حصص یہاں نقل کئے جاتے ہیں آپ فرماتی ہیں:

پردے کی صرف ایک آیت:

مخالفین پردہ با آواز بلند اعلان کررہے ہیں کہ قرآن حکیم میں صرف ایک آیت پردہ کے متعلق ہے جس کو ہمارے علمائے سلف نے اپنے مفہوم کی غلطی سے سے غریب صنف نازک پر سخت کردیا۔ ورنہ اسلام نے عورتوں کو ویسی ہی متجاوز آزادی ، بے پردگی، جنس ذکور سے اختلاط اور میل جول کا حکم دیا ہے جیسا کہ غیر قوم میں مستحسن ہے اور مغربی خواتین کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش جاری ہے۔

اس لئے میرا یہ عرض کردینا ضروری ہے کہ قرآن میں متعدد مقامات پر ہمارے پردے کا ذکر ہے اور میری مسلمان بہنیں اور بھائی کسی طرح بھی کلام ربانی کو نظر انداز نہیں کرسکتے پردہ کی اسلامی حقیقت کیا ہے اور پردہ کے شرعی حدود واقعی کیا ہیں۔ تاکہ یہ نافہمی دور ہو جائے کہ قرآن حکم میں صرف ایک آیت ہے حالانکہ متعدد آیتیں ہمارے لئے شمع ہدایت ہیں۔

پردہ قرآنی قانون ہے:

پردہ یا حجاب ایک قرآنی قانون ہے جو امت اسلامیہ کے طبقہ نسواں کو حق تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے اس لئے سپرد کیا گیا ہے کہ اس قانون کے ذریعے سے وہ اپنی قدرتی عزت اور وقار کی واقعی قدرو قیمت اور ان کی اعلیٰ خصوصیات وکمالات اور قیمتی جذبات و سعادات کی حفاظت و تعظیم کرسکیں جو بطور پیدائشی حقوق کے ان کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ملے ہیں۔ آج اسلامی گھرانوں میں زوجین کے تعلقات کی باہمی تعمیریں اعتماد و اطمینان کی جن مضبوط چٹانوں پر قائم ہیں۔ ایسا اعتماد و اطمینان جو ہر قسم کی آلائشوں اور بدگمانیوں سے مصفیٰ اور پاک ہے زیادہ تر وہ اسی الٰہی قانون کے پاکیزہ نتائج ہیں۔

الحاصل چند در چند روحانی، اخلاقی، معاشرتی بلکہ جسمانی وطبعی اغراض و مقاصد کو سامنے رکھ کر کسی مرد وعورت نے نہیں بلکہ مردوں اور عورتوں کے خالق اور بنانے والے نے قانون کا ایک مجموعہ عورتوں کو عطا فرمایا ہے۔ جس کی اجمالی تعبیر پردہ حجاب سے کی جاتی ہے۔ اس وقت یہ موقع نہیں ہے کہ قانون کے عقلی پہلوؤں سے بحث کی جائے۔ اس لئے ان اغراض کی تفصیل سے قطع نظر کرتے ہوئے اس وقت صرف ترتیب کے ساتھ ان قوانین و احکام کو بیان کرتی ہوں۔ جو براہ راست اسلامی مستند کتابوں یعنی قرآن و حدیث اور فقہ سے حاصل کی گئی ہیں۔

عورتیں بھی خدا کی بندیاں ہیں:

میں عورتوں کو صرف یہ بتانا چاہتی ہوں کہ پردہ یا اس قسم کے جتنے اسلامی قوانین ہیں یہ مردوں نے عورتوں پر زبردستی یا ان کو کمزور پا کر عائد نہیں کئے ہیں۔ میں ان کو نسوانی عقل وحمیت، شرافت و بزرگی پر بدترین حملہ سمجھتی ہوں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے احکام وفرامین کے براہِ راست خطاب کے مستحق اپنے کو مرد سمجھتے ہیں۔ کوئی درجہ نہیں کہ کتاب کے اس شرف و امتیاز سے عورتوں کو محروم کیا جائے۔ مرد اگر اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ تو ٹھیک اسی طرح عورتیں بھی اللہ تعالیٰ کی بندیاں ہیں اور مذاہب میں کچھ تفریق و امتیاز کیا گیا ہو تو کیا گیا ہو لیکن قرآن کریم کا اعلان عام ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنِّیۡ لَاۤ اُضِیۡعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنۡکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی بَعۡضُکُمۡ مِّنۡ بَعۡضٍ ۚ (سورہ آل عمران)

ترجمہ: میں تم سے کسی عمل کرنے والے کے عمل اور کام کو برباد نہ کروں گا وہ مرد ہوں یا عورت تم میں سے بعض بعض سے پیدا ہوئے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے:۔

مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی وَ هُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡیِیَنَّهٗ حَیٰوۃً طَیِّبَةً وَّ لَنَجۡزِیَنَّهُمۡ اَجۡرَهُمۡ بِاَحۡسَنِ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ○ (سورۃ نحل)

ترجمہ: جو نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان والے ہوں تو میں انہیں پاکیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھوں گا اور ان کے کاموں کی مزدوری عطا کروں گا۔

انسانی معاشرت کے مختلف مسائل:

قرآن کریم اس قسم کی آیات سے معمور ہے بہر حال اب میں اس مسئلہ کی طرف آپ کو متوجہ کرتی ہوں کہ انسانی زندگی کے اور بہت سے شعبے ہیں اور ہر شعبہ کے متعلق اسلام میں مختلف مسائل ہیں۔ ان میں چند مسائل یہ بھی ہیں:۔

(۱) انسانوں کے باہمی میل جول یا سوسائٹی کا کیا اصول ہونا چاہیے؟

(۲) مردوں اور عورتوں کے لباس کی نوعیت کیا ہونی چاہیے؟

(۳) گھر میں رہنے اور باہر نکلنے میں کن ضوابط کی پابندی کرنی چاہیے؟

ان مسائل یا سوالات کا تعلق صرف عورتوں سے نہیں ہے بلکہ مردوں سے بھی ہے۔ ان کے متعلق تفصیلی احکام شریعت میں موجود ہیں البتہ انہی مسائل کے وہ دفعات جن کا تعلق عورتوں سے ہے ان کی اجمالی تعبیر ادب میں لفظ پردہ حجاب سے کی جاتی ہے۔ لوگ عموماً پردہ کے ان تفصیلی اجزاو قوانین سے کسی ایک جزو یا قانون کو لے کر الجھ پڑتے ہیں۔ ہر ایک کے سامنے چونکہ ناقص مواد ہوتا ہے۔ اس لئے صحیح نتیجہ تک پہنچنے میں دشواری ہوتی ہے۔ ہر دفعہ کے متعلق اسلامی تصریحات کو جدا جدا عنوانوں میں آپ کے سامنے پیش کرتی ہوں۔

فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (سورۃ البقرہ)

ترجمہ: جس کا دل چاہے یقین کرے اور جس کا دل چاہے انکار کرے۔

اجنبی مردوں سے میل جول:

میل جول اور سوسائٹی کا مسئلہ یعنی جس طرح مرد مرد سے اور عورتیں عورتوں سے ملتی جلتی ہیں۔ کیا ٹھیک اسی طرح ان ہی آداب و مراسم کے ضوابط کے ماتحت عورتوں کو اجنبی مردوں سے ملنے کی اجازت ہے یہ سوال یوں بھی کیا جاسکتا ہے کہ ایک ماں جس طرح اپنے بیٹے سے ایک بیٹی اپنے باپ سے ایک

بہن اپنے بھائی سے یا ایک بیوی اپنے شوہر سے ملتی ہے کیا اسی طرح وہ ہر غیر محرم اجنبی مرد سے مل سکتی ہے۔ کسی متعصب تنگ نظر ظالم مرد کا نہیں بلکہ عورتوں کے خالق رحمٰن اور رحیم کے ارشادات و ہدایات کا شرف جس طرح مردوں کو حاصل ہے اسی طرح عورتوں کو بھی ہے۔ ان احکام کی تصریحات ملاحظہ فرمائیے۔

اوّل حکم ہے کہ مردوں کی نگاہ عورتوں سے اور عورتوں کی نگاہ مردوں سے علیحدہ رہے۔

چنانچہ سورۂ نور میں ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ .... الخ

ترجمہ: ایمان والے مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ.

ترجمہ: اور ایمان والی عورتوں سے کہو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

بینائی کے احساس کو باہم ایک دوسرے سے جدا رکھنے کی شرح اس حدیث میں ہے جس میں حضور نبی کریم ﷺ نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ایک نابینا سے اپنی نگاہ کو جدا رکھنے کا حکم دیا ہے۔

ابو داؤد، ترمذی میں اس حدیث کا مشہور جملہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

اَفَعُمْيَاوَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهٖ ○

ترجمہ: کیا تم دونوں عورتیں بھی اندھی ہو کیا تم اسے نہیں دیکھتی ہو۔

یہ ارشاد نبوی ﷺ اس موقع پر ہوا تھا جبکہ حضرت ابن ام مکتوم صحابی نابینا رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ نے بیویوں سے فرمایا تم ہٹ جاؤ۔ بیویوں نے کہا کہ یہ تو اندھا ہے ہمیں کیا دیکھے گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا

کہ تم تو اندھی نہیں ہو۔

(۲) نہ صرف نگاہ کے لیے بلکہ قرآن پاک میں یہ بھی حکم ہے کہ اپنے زیورات کی آواز کو بھی مردوں کے کانوں سے بچاؤ۔

چنانچہ سورۂ نور میں ارشاد ہے۔

وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ ط (سورۃ نور)

ترجمہ: عورتیں اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں جس سے زینت ظاہر ہو جائے یعنی ان کی پازیب وغیرہ کی آواز مردوں کے کان میں نہ پہنچے

(۳) صرف بینائی اور شنوائی کے ہی احساسات نہیں ہیں بلکہ حدیث صحیح میں بتصریح موجود ہے کہ عورتیں اپنی خوشبو کو بھی مردوں کی ناک سے جدا رکھیں۔

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

ایما امرأة ن استعطرت فمرت علیٰ قومٍ یجدوا ریحها زانية

ترجمہ: ہر وہ عورت جس نے عطر ملا ہو وہ مردوں کے پاس سے گزرے تاکہ اس کی خوشبو لوگ سونگھیں تو ایسی عورت زانیہ ہے۔

(۴) جب دور کے احساسات و تاثیرات کے متعلق اتنے احکام ہیں تو ان سے سمجھا جا سکتا ہے کہ باہم اجنبیوں کا ایک دوسرے سے مصافحہ کرنے اور بدن کے چھونے کی اسلام نے کیسی ممانعت کی ہوگی۔ حدیث شریف میں صاف موجود ہے۔

چنانچہ فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے۔

لان یطعن فی راس احدکم بمخیط من حدید خیر لّه من ان یمسّ امراة لا تحلّ لهٗ○

ترجمہ: تم میں سے کسی کے سر میں سوئی چبھوئی جائے تو بہتر ہے اس سے کہ وہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو اسکے لئے حلال نہیں۔

الغرض ان نصوص کا صاف وصریح اقتضایہ ہے کہ اجنبی عورتیں غیر محرم مردوں سے جس حدتک جدارہ سکتی ہیں ان کو جدا رہنا چاہیے اس کا خلاصہ اس روایت میں ہے۔

عن علیؓ انہ کان عند النبی صلی الله علیه وسلم فقال ایّ شیءٍ خیر لِلْمَرأۃِ فسکتموا قال فلما رجعت قلت لفاطمة ای شیءٍ خیر للنساءِ قالت لایرین الرّجال ولا یرونهم فذکرت ذالک للنبیّ فَقَالَ فَاطِمَةُ بِضعَةٌ مِنّی الخ

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ عورت کے لئے سب سے اچھی بات کونسی ہے لوگ چپ رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں گھر آیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سوال کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا

کہ عورتوں کے لئے سب سے بہتر یہ ہے کہ نہ مرد عورتوں کو دیکھیں اور نہ عورتیں مردوں کو دیکھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا فاطمہ (رضی اللہ عنہا) میرے بدن کا ایک حصہ ہے۔

بہر حال اجنبی مردوں اور عورتوں کے باہمی میل جول کے اصل احکام یہی ہیں اور مسلمانوں کی شریف عورتیں جواسلام اور قرآنی قوانین کی پابند ہیں ان کا ابتدائے اسلام سے اس وقت تک ان ہی احکام پر عمل ہورہا ہے جس کی بنیاد نہ کسی ملک کے رواج پر نہ کسی غیرقوم کی تقلید پر قائم ہے بلکہ قرآن وحدیث کے بالکل کھلے ہوئے الفاظ کی اطاعت ہے۔ مثلاً اگر کسی اجنبی عورت سے کوئی چیز مانگنی ہو یا لین دین کا معاملہ ہوتو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعاً فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ ٥

(سورۃ احزاب)

ترجمہ: جب تم کوئی چیز عورتوں سے مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو۔ یہ تمہارے اور ان کے لیے پاک طریقہ ہے۔

عورتوں کو بضرورت مردوں سے گفتگو کرنے کی اجازت ہے لیکن قرآن پاک نے اس میں یہ شرط لگا دی ہے کہ اجنبی مردوں سے نرم اور شیریں لہجہ میں گفتگو مت کرو بلکہ اس میں سختی ہونی چاہیے۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِىْ فِىْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ (سورہ احزاب)

ترجمہ: بات کرنے میں نرمی نہ کرو ورنہ جس کے دل میں بیماری ہے وہ لالچ کرے گا۔

علاج معالجہ کے موقع پر اجازت ہے کہ طبیب عورت کے اس مقام کو دیکھ اور چھو سکتا ہے جہاں مرض ہو مثلاً ہڈی ٹوٹ گئی ہو یا پھوڑا نکلا ہو۔ اسی طرح دینی ضروریات کے لئے قانون میں نرمی پیدا کی گئی ہے۔ مثلاً حج کے موقعہ پر عورتوں کے مجمع کو مردوں سے دور اور الگ رکھا جائے۔

عورتوں کا مسجدوں میں آنا:

مساجد اور عید گاہوں کی جماعت میں حاضر ہونے کی اجازت کے ساتھ حکم تھا عورتیں بچوں کی صف سے بھی پیچھے رہیں

اَخِرُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَخَّرَهُنَّ اللهُ ٥

ترجمہ: عورتوں کو پیچھے رکھو جبکہ خدا نے ان کو پیچھے رکھا مگر یہ حکم بضرورت تھا۔ اس لیے نماز کے متعلق عورتوں کے لیے احادیث میں کا اصل حکم یہ ہے کہ:۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

صَلوٰۃُ الْمَرْأَۃِ فِي بَیْتِھَا اَفْضَلُ مِنْ صَلوٰتِھَا فِي حُجْرَتِھَا وَ صَلوٰتُھا

ترجمہ: عورتوں کی نماز کوٹھڑی میں بہتر ہے بہ نسبت گھر کے صحن کے اور کوٹھڑی درکوٹھڑی کی نماز بہتر ہے کوٹھڑی کی نماز سے۔

اس لئے قرون اوّل ہی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا:

لَوْ یَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَھُنَّ الْمَسَاجِدَ (رواہ المسلم)

ترجمہ: اگر حضور نبی کریم ﷺ ملاحظہ فرماتے ان باتوں کو جو عورتوں نے پیدا کی ہیں تو ان کو مسجدوں میں آنے سے روک دیتے لہٰذا جوان عورتوں کو مسجد میں آنے سے روک دیا گیا۔

بہر حال جو کچھ ہوا۔ ابتدائے اسلام میں ہوا۔ عرب میں ہوا یا قرون اوّل میں ہوا۔ عورت اگرچہ جوان ہے تو اس کو چاہیے کہ اپنے جسم کو اوڑھنی سے اچھی طرح ڈھانک لے اور اپنے بناؤ سنگار اور زیب و زینت کی چیزوں کو ظاہر نہ کرے۔

نوٹ:۔ عورتوں کا مسجد اور قبور کی زیارت کے مسئلہ پر مزید دلائل دیکھنے کا شوق ہو تو امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ جمل النور فی نھی النساء عن زیارۃ القبور کا مطالعہ کریں۔ اس میں تمام شکوک و شبہات اور اعتراضات کے جواب بڑی تحقیق سے ہیں۔

جوان عورتوں کا بیرونی لباس:

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ عَلٰی

جُیُوْ بِھِنَّ ٥ (سورہ نور)

ترجمہ: عورتیں اپنا بناؤ سنگار ظاہر نہ کریں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے۔ اور اپنے گریبانوں کو اوڑھنی سے ڈھانک لیں، کس چیز سے ڈھانک لیں؟

اس کی تصریح بھی قرآن پاک نے کردی ہے کہ جلباب (بڑی چادر سلی ہوئی یا بے سلی) اپنے اوپر ڈال لیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یَاایُّھَا النَّبِیُّ قُل لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنِ یُدْ نِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِھِنَّ. (سورۃ احزاب)

ترجمہ: اے نبی اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر چادر ڈال لیا کریں۔

قرآن مجید کا جلباب یہی ہے جو سل کر اس زمانہ میں برقع[1] ہو گیا ہے اور یہ سلی چادر (برقع) کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ اس کا رواج عہد رسالت میں بھی تھا۔

چنانچہ ابو داؤد میں ہے کہ ”حضرت ام خلا“ ایک عورت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں نقاب ڈال کر آئی۔ اس کا لڑکا شہید ہو گیا تھا۔ لوگوں کو تعجب ہوا کہ اس کا بیٹا مارا گیا ہے اسے اپنے نقاب کی پڑی ہوئی ہے۔ اس نے جواب دیا ”اگر مجھ پر بچہ کی مصیبت آئی ہے تو میری شرم و حیا پر تو مصیبت نہیں آئی ہے۔“

احادیث میں ایسے آثار بکثرت مل سکتے ہیں۔ جن سے عہد نبوت ﷺ میں نقاب اور برقع کا رواج ہونا ثابت ہوسکتا ہے۔

فائدہ:

اس برقع سے پرانا برقع مراد ہے۔ جو سر سے پاؤں تک عورت کو ڈھانپ لیتا ہے مصنف علیہ الرحمۃ کے زمانہ میں موجودہ طرز کے برقعے کا نام و

نشان نہ تھا۔ آج کل کے برقعے پردے کے لئے نہیں ہیں بلکہ یہ تو بطور فیشن پہنے جاتے ہیں۔ ان برقعوں کو پردہ سے کوئی واسطہ نہیں اللہ تعالیٰ اس بے حیائی اور بے شرمی سے مسلمان عورتوں کو محفوظ رکھے۔ آمین۔ (محمد عبدالاحد قادری)

سنگار اور زیب وزینت:

یہ تو جوان عورتوں کے بیرونی لباس کا اصل حکم تھا۔ عورت اس لباس پر کسی حد تک اضافہ کر سکتی ہے اس اضافہ کی اسلام نے کوئی حد مقرر نہیں کی ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ عورت چھپانے کی چیز ہے۔ عورت جس قدر بھی چھپ سکتی ہے۔ اپنے آپ کو چھپائے لیکن ضروریات پر نظر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اس قانون کو نرم کر دیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا اِلَّا مَاظَهَرَ مِنۡهَا. لیکن سنگار میں سے جو خود کھل جائے۔

مطلب یہ ہے کہ عورت زیب وزینت کو جہاں تک ممکن ہو چھپائے۔ لیکن اگر زینت کا کوئی حصہ خود بخود کھل جائے تو مضائقہ نہیں خود بخود کھل جانا ایسی چیز ہے جس کی بنیاد ان کے مشاغل کی نوعیت پر ہے جن میں عورت مصروف ہو مثلاً ایک امیر عورت گھر سے اس لئے نکلتی ہے کہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں چلی جائے اس وقت زیادہ سے زیادہ جس چیز کے کھلنے پر مجبور ہے وہ آنکھ ہو سکتی ہے تاکہ راستہ دیکھتی جائے۔ اسی طرح ایک مزدور عورت بازار سے سودا یا کنویں سے پانی لانے کے لئے گھر سے نکلتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ان کاموں کو صرف آنکھوں کے کھولنے سے وہ انجام نہیں دے سکتی۔ لہٰذا بعض صحابہ مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور فقہائے حنفیہ نے بیرونی لباس کی حد یہ مقرر کی ہے کہ ان حالتوں میں عورت چہرہ اور ہتھیلیوں کو کھلا رکھ سکتی ہے۔

حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے اس میں دونوں پاؤں

کو بھی شریک کرلیا ہے۔ یہ تمام باتیں فقہ کی کتابوں میں موجود ہیں جو مختلف مشاغل کے لحاظ سے اپنی اپنی جگہ پر درست ہیں۔

شرعی لباس

اس حد تک عورتوں کو اجازت کی نوعیت بالکل ایسی ہے جیسا کہ مردوں کے لباس کی کم از کم حد ناف سے گھٹنوں تک مقرر ہے یعنی ہر حالت میں کم از کم اتنا حصہ جسم کا چھپا رہنا ضروری ہے۔ عجیب بات ہے کہ عورتوں کو اس کم از کم لباس کو (جس کی اجازت مجبوری اور ضرورت کی بنا پر ہے) بعض لوگ شرعی لباس قرار دیتے ہیں اور اس پر اضافہ کو غیر مشروع کہتے ہیں۔ گویا اس سے زیادہ لباس پہننا عورتوں کو شرعاً ممنوع ہے میں ان حضرات سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر عورتوں کے لیے شرعی لباس کی حد یہی ہے تو کیا مردوں کا اسلامی لباس ناف سے گھٹنوں تک صرف ایک اونچی دھوتی یا صرف ایک نکر ہے؟ (جو ناف سے لے کر گھٹنوں تک جسم کو چھپالے)

مشاغل کے لحاظ سے ظہور کی حد عورتوں کے لیے جو آخری ہوسکتی تھی۔ فقہاً نے صرف اس کو متعین کردیا ہے اور چونکہ لباس کا یہ کم از کم درجہ ہے۔ اس لئے اس کے پہننے والیاں جو عموماً غیر مستطیع طبقہ کی ہوتی ہیں کمتر درجہ کی عورتیں سمجھی جاتی ہیں۔ عہد نبوت کے بعد تقویٰ اور پارسائی کی بتدریج کمی کو محسوس کر کے متاخرین فقہاء نے اس میں تنگی پیدا کر کے مشورہ دیا ہے۔ وَتُمْنَعُ الشَّابَّةُ وُجُوبًا عَنْ كَشْفِ الْوَجْهِ بَيْنَ الرِّجَالِ ○

ترجمہ: جوان عورت لازمی طور پر مردوں کے سامنے چہرہ کھولنے سے روکی جائے۔

سن رسیدہ عورتوں کا لباس:

یہ تو نوجوان عورتوں کے بیرونی لباس کی حد تھی سن رسیدہ (بوڑھی) عورتوں کے لباس میں قرآن پاک نے وسعت کردی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَایَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْھِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَھُنَّ۔ (سورۃ نور)

ترجمہ: جو عورتیں نسوانی فرائض سے تھک چکی ہیں اور اب نکاح کی امید نہیں رکھتیں تو ان کے لیے مضائقہ نہیں اگر وہ بیرونی لباس اتار دیں۔

اس سے برقعہ یا چادر کے بغیر نکلنے کی اجازت نکلتی ہے مگر ساتھ ہی لباس میں بناؤ سنگار اور زیب و زینت سے احتراز کی سخت تاکید بھی کی گئی ہے۔ اس حکم بالا کے بعد یہ الفاظ ہیں غَیْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِیْنَۃٍ یعنی بناؤ سنگار کر کے اور بن ٹھن کر باہر نہ نکلیں اور صرف یہی نہیں بلکہ بوڑھی عورتوں کو بھی خدا کا مشورہ یہ ہے کہ برقعہ یا چادر نہ اتاریں تو بہتر ہے۔ وَاِنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ یعنی اور اگر وہ عفت اختیار کریں تو ان کے لیے بہتر ہے۔

گھر میں آمد ورفت:

تیسرا سوال گھر میں آمدورفت کا ہے۔ اس سوال کا تعلق عورتوں مردوں دونوں سے ہے گھر میں انسان بے تکلفی کے ساتھ امن اور راحت کی زندگی بسر کرتا ہے۔ جس آزادی سے وہ گھر میں رہ سکتا ہے۔ باہر نہیں رہ سکتا اس لئے گھر میں آنے والوں پر خاص قسم کے قیود وعائد کرنے ضروری ہیں۔

لباس کے ذیل میں کہا جاسکتا ہے کہ اسلامی نقطہ نظر سے عورتوں کے

لباس کی دو قسمیں ہیں خانگی اور بیرونی۔ خانگی لباس میں چونکہ عورتوں کو وسعت دی گئی ہے اس لئے گھر کا وہ حصہ جہاں عورتیں اپنے اس لباس میں آزادی کے ساتھ رہتی ہوں سوائے محرم مردوں کے اور کسی کو اس میں جانے کی اجازت نہیں۔ قرآن پاک میں صاف طور پر یہ تصریح موجود ہے کہ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِھِنَّ اَوْ اٰبَآءِ ھِنَّ اَوْ اٰبَاءِ بُعُوْلَتِھِنَّ اَوْ اَبْنَاءِ ھِنَّ اَوْ اَبْنَاءِ بُعُوْلَتِھِنَّ ٥ (سورہ نور)

ترجمہ: اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر صرف اپنے شوہروں باپ اور اپنے شوہر کے باپ بیٹوں اور شوہروں کے بیٹوں پر۔

اور قرآن مجید ہی نہیں بلکہ احادیث نبویہ میں بھی اس کی تفصیل موجود ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خبردار! عورتوں میں نہ گھسا کرو۔"

یہ تو گھروں میں آنے کے متعلق تھا اس کے بعد ہم کو دیکھنا یہ ہے کہ اسلام نے گھر سے نکلنے کے لئے بھی عورتوں پر کچھ قیود عائد کئے ہیں جس طرح مرد بے روک ٹوک گھر سے باہر جا سکتا ہے اسی طرح عورت کو بھی اجازت ہے؟

عورت کا گھر سے نکلنا:

جہاں تک اسلامی تصریحات کا تعلق ہے عورت کا تعلق گھر سے بہ نسبت مرد کے زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ اسی بنا پر عورت کو اہل البیت گھر والی کہا جاتا ہے۔ گویا گھر کی مالکہ وہی ہے گھر کے اسی خصوصی انتساب کو اس زمانہ میں قید اور گھر کو عورت کا زندان یا قفس کہا جاتا ہے۔

بہر حال عورتوں کے متعلق یہ صاف حدیث طبرانی میں موجود ہے لَیس

لِلنِّسَاءِ نَصِیبٌ فِی الْخُرُوجِ اِلَّا مُضطَرَّۃٌ

اسی کی طرف دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے اَلْمَرْءَۃُ عَوْرَۃٌ اِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّیْطَانُ یعنی عورت چھپانے کی چیز ہے جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانکتا ہے۔

قرآن پاک میں اس قانون کا جہاں ذکر ہے وہاں بجائے عام عورتوں کے امہات المؤمنین کو براہ راست مخاطب فرمایا ہے اور اس لئے بعض لوگ اس قرانی حکم کو صرف امہات المؤمنین کے ساتھ مخصوص سمجھتے ہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ جن الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو ارشاد فرمایا ہے اس سے اس خصوصیت کا پتہ نہیں چلتا۔ وہ الفاظ یہ ہیں:۔

وَقَرْنَ فِی بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ وَ اَطِعْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (سورۃ احزاب)

ترجمہ: گھروں میں ٹھہری رہو اور پہلی جاہلیت کے رواج کے مُطابق بن ٹھن کر نہ نکلا کرو نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

امہات المؤمنین اور عام عورتیں:

اس آیت میں چند باتوں کا حکم ہے:۔

(۱) گھر میں ٹھہرے رہنا۔ (۲) جاہلیت اولیٰ کے سے بناؤ سنگار نہ کرنا (۳) نماز قائم کرنا۔ (۴) زکوٰۃ دینا۔ (۵) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنا۔

ان میں سے آخری چار باتیں امہات کے ساتھ قطعاً مخصوص نہیں۔ کیا زینت جاہلیت سے احتراز، نماز، روزہ، زکوٰۃ کی ادائیگی۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت صرف حضور نبی کریم ﷺ کی بیبیوں کے ساتھ مخصوص ہے؟

کیا تمام مسلمان عورتوں پر اس کی تعمیل واجب نہیں؟ اور جب ایسا نہیں ہے تو ایک سلسلہ کے صرف ایک حکم کو محض امہات کے ساتھ مخصوص کر لینے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں۔ خصوصاً جب کہ احادیث سے عورتوں کا گھر سے بے ضرورت نکلنا اور ممانعت عام ہوتی ہے۔ آخر کس بنیاد پر اس حکم کو ازواج مطہرات کے ساتھ مخصوص کیا جاتا ہے۔ البتہ قرآن ہی سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ احکام ان اعلیٰ اور بلند خیال عورتوں کے لئے دیئے جاتے ہیں جو اپنی زندگی کو تقویٰ اور پرہیز گاری کے ساتھ گزارنے کا ارادہ رکھتی ہیں جیسا کہ اس آیت کے ابتدائی الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ.

ترجمہ: اے نبی کریم ﷺ کی بیبیو! تم معمولی عورتوں کی مانند نہیں ہو اگر تقویٰ کے ساتھ رہنا چاہتی ہو۔

کیا تقویٰ کی ضرورت امہات المومنین کو تھی جملہ مسلم خواتین کو نہیں۔ کیا زینت جاہلیت کے احتراز جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں بناؤ سنگھار کے ساتھ خواتین میلوں تماشوں میں شریک ہوتی تھیں۔ اس سے ممانعت خاص ازواج مطہرات کی ہے۔ جن کے مطہر ہونے کی سند قرآن حکم میں موجود ہے۔ ان کو وسوسۂ شیطان یا اتہام مخالفین کا اندیشہ تھا معاذ اللہ! اور ہم لوگ اس سے پاک ہیں ہم کو کوئی خطرہ نہیں۔ ہمیں ضرورت احتراز نہیں۔ یا قیام نماز اور ادائے زکوٰۃ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت۔ یہ سب حکم ہمارے لئے نہیں بلکہ امہات المومنین کے لئے تھے؟ ایسا ہرگز نہیں بلکہ یہ احکام سب مسلمان عورتوں کیلئے ہیں۔

کس قدر تعجب کی بات ہے۔ اب مسلمان بھی مقدس قرآن کی ویسی

تاویلیں کر رہے ہیں۔ جیسا کہ غیر اقوام نے تورات اور انجیل کے پاک احکام کو بدل ڈالا ہے۔

کیا عورتیں ضرورتاً باہر جا سکتی ہیں:

جس طرح پردہ کے تمام واقعات میں استثنا ہیں اسی طرح اس قانون میں ضرورت و حاجت کے لحاظ سے استثنا کیا گیا ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔

اُذِنَ لَکُنَّ اَنْ تَخرُجنَ حَوَائِجکُنَّ ٥ ترجمہ: تم عورتوں کو اجازت دی گئی ہے کہ ضرورت کے لئے باہر نکل سکتی ہو۔

ضرورت کے وقت مسلمان عورتوں کا یہ طبقہ ہمیشہ باہر نکلتا رہا ہے۔ حج کیلئے تیرہ سال سے انہی گھرانوں کی عورتیں ہر سال مکے میں جاتی ہیں۔ جب بھی ضرورت پیش آتی ہے تو عورتوں نے جنگ کے موقعوں پر مردوں کے علاج معالجہ اور سپاہیوں کی خدمت انجام دی ہے۔ لہذا گھر سے نکلنے کے لئے ہر حال میں ہم پر اپنے جسم کو چھپانے کی ضرورت مذہباً زیادہ ہے۔

رہا سواری کا مسئلہ تو ہ استطاعت پر موقوف ہے۔ جب صاحب استطاعت مرد بھی گھروں سے کسی نہ کسی سواری پر نکلتے ہیں۔ تو عورتوں کو باوجود استطاعت کے محض پردہ کی ضد میں بغیر سواری کے نکلنے پر اصرار کرنا عجیب سی بات ہے۔ یہ ضرور ہے کہ عورتوں کا گھر سے نکلنا چونکہ صرف ضرورت اور مجبوری پر مبنی ہے جس کی تصریح احادیث سے کی گئی ہے اور عورت اپنے تمام اعضا کے لحاظ سے چھپانے کی چیز ہے جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بیان ہوا۔ سواری کا رواج بھی کوئی نیا رواج نہیں ۔ عرب میں اسلام سے پیشتر بھی کپڑے منڈھے ہوئے ہودجوں کا جن کو محمل کہتے ہیں رواج تھا۔ اسلام نے بھی اس رواج کو قائم رکھا۔ احادیث میں کثرت سے اس کا ثبوت ملتا ہے کہ ازواج مطہرات اور دوسری

عورتیں محملوں میں سفر کرتی تھیں۔ پردہ کا قانون جو اپنے مختلف دفعات کے لحاظ سے اس وقت مسلمانوں میں مروج ہے وہ قرآن وحدیث اور فقہ کی رو سے مختلف طبقات اور حالات کے لحاظ سے اسلامی پردہ کہلاتا ہے۔ اور اس پردہ کو ہمارے چند روشن خیال بھائی حارج تعلیم (تعلیم سے روکنے والے) اور مانع ترقی خیال کرتے ہیں۔ اور ان کی یہ آواز برصغیر کے ہر گوشہ میں گونج رہی ہے۔ کہ مسلمانوں کے زوال کا سبب عورتوں کا پردہ ہے (حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے)

چاکِ نقاب سے نعمتوں کا حصول:

ہماری قوم کے اسباب زوال ایسے نہیں ہیں جن کے مفہوم میں اتنی صریح غلطی کے ہم معترف ہوسکیں۔ ظاہر ہے کہ ہماری قوم صدیوں سے قعرِ جہالت میں گرفتار رہی۔ مذہب جس کی پرستش سے مسلمانانِ سلف عروج کمال کو پہنچے تھے۔ اسے ہم نے پس پشت ڈال دیا۔ ذخیرہ علوم وفنون اور تجارت وزراعت سب کچھ کھودیا۔ کیا اب یہ سب گم شدہ نعمتیں ہمارے قومی بھائیوں کو ہمارے صرف نقاب چاک کردینے سے حاصل ہوجائیں گی۔ جن قومی بہنوں نے پردہ قطعی ترک کردیا۔ اپنی قومی اور ملی کون سی خدمات انجام دیں اور مثل خواتین سلف کس کو درس فقہ وحدیث دے رہی ہیں۔ کیونکہ ایک سخت مشکل جس نے مسلمانوں کو پردہ کی طرف راغب کررکھا ہے۔ قانون حکمت میں عورت کے کامل وقار کا فقدان ہے۔ سوسائٹی تمدن ومعاشرت کا زیادہ تر حصہ اس کے مناسب حال نہیں۔ تھیٹر، سینما، رقص وسرود تمدن کا جزو ہے۔ بے عصمتی کا ارتکاب کوئی جرم نہیں ہے۔ بے حجابی کے مرکز، شہر اور قصبہ میں قائم ہیں۔ افواج حکومت کے لئے ان مراکز کا خاص اہتمام وانتظام ہے اور سول میرج ایکٹ جس کی رو سے ایک مومن ومشرکہ اور مشرکہ ومومنہ کا ازدواج بہ آسانی ہوسکتا ہے۔ جو مسلمانوں کے لئے قطعی حرام

ہے۔ جس کی تازہ مثالیں دہلی ، پنجاب اور مدارس میں موجود ہیں۔ خواتین ! کیا ایک مسلمان کی حمیت مذہبی اس کو روا رکھ سکتی ہے کہ ایسے ملک اور ماحول میں رہ کر اپنی شریف خواتین کو ایسی سوسائٹیوں میں شریک کریں جو اسلامی حیا کے خلاف ہیں۔

پردہ میں آزادی:

اسلام نے اس بے حیائی سے عورت کو بچا کر کامل آزادی عطا کی ہے اور ایک مسلمان عورت مواضع زینت کو مستور کر کے اپنے کاروبار اور ضرورتوں کے لئے نکل سکتی ہے۔ اور ہر قسم کے تمدنی و معاشرتی کاموں میں شریک ہوسکتی ہے. لیکن اس کو یہ اجازت نہیں کہ وہ غیر مردوں سے آزادانہ میل جول رکھے، صاحب مقدور خواتین کو قطع نظر کر کے غیر مستطیع خواتین اگر نقاب و برقعہ کے ساتھ مدرسوں میں تعلیم حاصل کرنے پیادہ بھی جاتیں تو اسلامی پردہ کے ہرگز خلاف نہیں۔ جو جاہل مسلمانوں کا گروہ اس طریقہ کے خلاف ہے اور مانع تعلیم و ہنر ہے ہم اس پردہ کو اسلام کی توہین اور مردوں کی زیادتی سے تعبیر کرتی ہیں۔ مسلمانوں کا ہر طبقہ خواہ وہ امراء ہوں یا غرباء تعلیم حاصل کرنے کے لئے ہر طرح مذہباً آزاد ہے۔ ہر مسلمان عورت کو شرعی پردہ کے ساتھ زیور ہنر سے اپنے کو ایسا مزین کر لینا فرض ہے کہ وہ بوقت ضرورت شرافت عصمت کے ساتھ اپنی اور اپنے بچوں کی پرورش کر سکے۔ میں اس کے تسلیم کرنے سے قاصر ہوں کہ پردہ حارج تعلیم ہے کیونکہ تجربہ اور مشاہدہ بالکل اس کے خلاف ہے۔ ہم پردہ کے ساتھ دائرہ نسوانیت کے اندر شوہر کی ہر معاونت اور قومی بلکہ ملکی خدمت بھی انجام دے سکتی ہیں۔ اس کی تائید مثال میں علیا حضرت بیگم صاحبہ بھوپال کی ذات بھی موجود ہے۔

ضروریات البتہ اس کی ہے کہ ہماری صاحب مقدور بہنیں مسلمان

خواتین کو جو بوجہ کم استطاعت ہونے کے برقعہ کے ساتھ تحصیل علم کریں یا وہ مصیبت زدہ خواتین جن کے شوہر نان نفقہ نہیں دیتے۔ اگر پردہ کے ساتھ محنت و مشقت کریں تو ان کو ہماری صنف کی سوسائٹی نگاہ تذلیل سے نہ دیکھے بلکہ اپنے مذہبی احکام کے بموجب اپنی مجالس میں ان کا احترام رکھا جائے۔ کیونکہ مستورات اسلام کا اصلی پردہ مواضع زینت کا مستور رکھنا ہے، ڈولی، موٹر، گاڑی، بگھی لازمات سے نہیں ہے۔ اس کی پابندی استطاعت اور حالت کی ضرورت پر مبنی ہے۔

زہے نصیب جو دنیا بشر کو جنت ہو — زہے نصیب جو ہو ساتھ نیک بیوی کا!
وہ زن علوم کی شوقی ہو جس کے دامن میں — وہ زن پسند ہو جس کو علوم کا گہنا
رخ صبح پہ ہو جس کے غازہ اخلاص — سیاہ آنکھوں میں جس کے ہو شرم کا سرما
اگرچہ لاکھ مخالف ہوا ہو طوفانی — چراغ عفت و عصمت کبھی نہ ہو ٹھنڈا
کبھی کسی کی برائی کی، آرزو نہ کرے — حسد کے زنگ سے ہو صاف آئینہ دل کا
خدا بڑھائے جو دولت گھٹے غرور اس کا — خدا بڑھائے جو کلفت کرے وہ شکر خدا
شگفتہ دیکھ کے شوہر کو باغ باغ رہے — ملول دیکھ کے شوہر کو ہو ملول سدا
اگر ہو صاحب اولاد تو یہ لازم ہے — خیال بچوں کی تعلیم کا ہو حد سے سوا

جو درس گاہ کو جائیں تو پہنیں کپڑے صاف
جب آئیں گھر میں پائیں غذا بھی پاکیزا

❀❀❀

باب (۳):

منہ ہاتھ اور پاؤں وغیرہ کے پوشیدہ رکھنے کے دلائل

نئی روشنی کے نونہال اور ان کے ہم خیال دنیا پرست مولوی عام جلسوں میں یہ کہتے ہوئے سنے گئے ہیں کہ علمائے متقدمین نے پردہ کی حقیقت کے سمجھنے میں بڑی فاش غلطی کی ہے کیونکہ انہوں نے منہ، ہاتھ اور پاؤں وغیرہ کو بھی پردے میں داخل کرلیا ہے۔ حالانکہ پردہ محض جسم کا ہے۔ چنانچہ اس دعویٰ کو قران اور احادیث سے ثابت کرنیکی کوشش کی گئی ہے۔ بنا بریں اس غلط فہمی اور خانہ ساز قرانی آیات واحادیث کی تفسیر کا شرح وبسط کے ساتھ قلع قمع کیا جاتا ہے۔ تاکہ انصاف پسند اصحاب ان اوراق کو پڑھ کر حق کی داد دیں اور غلط کار لوگ راہ راست پر آجائیں اور دوزخ کا ایندھن بننے سے بچ جائیں۔

لفظ عورت اور زینت کے مقامات کی تشریح:

پیشتر اس کے کہ ہم پردہ کے وجوب پر دلائل شرعیہ کے لحاظ سے روشنی ڈالیں یہ مناسب ہے کہ لفظ عورۃ اور زینت کی تحقیق لغوی کرلی جائے تاکہ قارئین کرام سمجھ سکیں کہ عورت کو عورت کس غرض سے کہا جاتا ہے۔

لفظ عورت کی لغوی تحقیق:

(۱) منتہی الارب میں ہے کہ عورت بالفتح اندام شرم و مردم و مابینَ السُّرۃِ الرکبتہ و رہر چہ از دین آں شرم آید۔ ترجمہ: عربی زبان میں عورت انسان کے اس حصہ کو کہتے ہیں جس کے دیکھنے سے شرم و عار لاحق ہو اور اس کا بے پردہ کرنا اور

دیکھنا دکھانا موجب ننگ و عار ہو۔

(۲) مفردات امام راغب میں السعورۃ سوءَ الانسان و ذٰلک کنایۃ واصلھا من العار و ذٰلک لما یلحق فی ظھورہ من العار ای المذمۃ و لذلک سمی النساء عورۃ

ترجمہ: عورت انسان کی شرم گاہ کا نام ہے اور یہ مشتق ہے عار سے۔ اس لیے کہ اس کے ظاہر کرنے سے انسان کو شرم لاحق ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے عربی میں عورت کا نام عورت رکھا گیا۔

پس جب عورت کو عورت اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ از سر تا پا پوشیدہ رکھنے کی چیز ہے تو انصاف سے فرمائیے کہ اس کا چہرہ اور دست و پا کا کھلا رہنا کیونکر گوارا ہوسکتا ہے۔ حالانکہ یہ بات اَظۡھَر مِنَ الشَّمۡس ہے کہ بہ نسبت باقی تمام جسم کے عورت کا چہرہ زیادہ تر موجب فتنہ و فساد ہوتا ہے۔ اسی لئے شعرا بھی چہرہ ہی کو زیادہ تر اشعار میں باندھتے ہیں۔ مثلاً اس کا چاند سا چہرہ ہے۔ اس کے رخسار گلاب کے پھول ہیں۔ اس کے ابرو تلوار ہیں۔ اس کے لب تیغ آب دار ہیں وغیرہ لہذا عرفاً بھی ثابت ہے کہ چہرہ بالخصوص وَاجِبُ السَّتر ہے۔

لفظ زینت کی لغوی تحقیق:

زینت لغت میں اسباب آرائش یعنی زیور لباس وغیرہ کو کہتے ہیں چنانچہ مفردات امام راغب میں علامہ امام راغب اس کو تین اقسام پر منقسم کرتے ہیں۔

وَالزِّیۡنَۃُ بِالۡقَوۡلِ الۡمُجۡمَلِ ثَلاثٌ زِیۡنَۃٌ نَفۡسِیَّۃٌ کَالۡعِلۡمِ وَالۡاِعۡتِقَادِ وَالۡحَسَنَۃِ وَزِیۡنَۃِ بَدۡنِیَّۃٌ کَالۡقُوَّۃِ وَطُوۡلِ الۡقَامَۃِ وَزِیۡنَۃٌ خَارِجِیَّۃٌ کَالۡمَالِ وَالۡجَاہِ.

ترجمہ: زینت نفسیہ، زینت بدنیہ کے لئے علم و اعتقاد حسن کی ضرورت ہے۔

زینت بدینہ کے لئے حسن و جمال و خدوخال وقوۃ وقد موزوں لازمی ہے۔ زینت خارجیہ کے لئے مال وجاہ کی احتیاج ہے۔

قرآن مجید میں لفظ زینت باختلاف صیغ مختلف معنوں کے لئے مستعمل ہوا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یٰبَنِیٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ ○ (سورۃ الاعراف)

اس کے اسباب نزول میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں عورتیں برہنہ جسم طواف کرتی تھیں تو حکم ہوا کہ ہر مسجد کے قریب تم کپڑے پہن کر آیا کرو۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایام جہالت میں مرد کو دن کو برہنہ طواف کرتے تھے اور رات کو عورتیں طواف کرتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَاَمَرَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنْ یَّلْبَسُوْا ثِیَابَهُمْ وَلَا یَتَعَرَّوْا ○

تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اپنے کپڑے پہن کر طواف کرو برہنہ نہ رہو۔

ان کے لئے یہ ہدایت نازل ہوئی۔ بہرکیف خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ کا شان نزول اس امر کو بتا رہا ہے کہ زینت سے مراد یہاں کپڑے پہننا ہے جس سے عورت مستور ہو سکے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اَلزِّیْنَةُ زِیْنَتَانِ زِیْنَةٌ ظَاهِرَةٌ وَزِیْنَةٌ بَاطِنَةٌ لَا یَرَاهَا اِلَّا الزَّوْجُ فَاَمَّا الزِّیْنَةُ الظَّاهِرَةَ فَالثِّیَابُ وَاَمَّا الزِّیْنَةُ الْبَاطِنَةُ فَالْکُحْلُ وَالسِّوَارُ وَالْخَاتَمُ وَلَفْظُ ابْنِ جَرِیْرٍ فَالظَّاهِرَةُ مِنْهَا الثِّیَابُ وَمَا یَخْفٰی فَالْخَلْخَالَانِ وَالْقُرْطَانِ وَالسِّوَارَانِ ○

ترجمہ: زینت دو قسم کی ہے۔ ایک ظاہری اور ایک باطنی کہ سوائے خاوند کے کوئی نہیں دیکھ سکتا اس لئے کہ زینت ظاہری لباس ہے اور زینت باطنی سرمہ۔ زیور، انگوٹھی ہے اور بروایت علامہ ابن جریر رحمتہ اللہ علیہ جھانجن بالیاں، کنگن وغیرہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ یعنی اور نہ ظاہر کریں اپنی زینت۔ اگرچہ یہ عام حکم ہے زینت ظاہری و باطنی کے لئے مگر چونکہ آگے اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا ارشاد فرما کر زینت ظاہریہ کا استثناء فرمایا ہے اس لئے اس حکم سے مراد زینت باطنی ہے جس میں کنگن، ہار، بالیاں، جھانجن وغیرہ ہیں۔ ان کا چھپانا عورت پر نص صریح سے فرض ہے اور بموجب تاویل ابن مسعود چادر اور برقعہ مستثنیٰ ہے یعنی ان کا چھپانا فرض نہیں۔ یہی علمائے کرام کا ارشاد ہے کہ عورت کو اپنی باطنی زینت کا چھپانا فرض ہے البتہ چادر اور برقعہ کے ساتھ بضرورت شدید گھر سے باہر نکلنا جائز ہے۔ برقعہ اور چادر کے ظاہر کرنے میں گناہ نہیں۔ اس لئے اگر یہ بھی ممنوع قرار دیا جاتا تو یہ تکلیف مَالَا یُطَاقُ (طاقت سے باہر) تھی۔ مگر آیت مذکورہ سے یہ ہرگز مستفاد نہیں ہوتا کہ عورت بے نقاب چہرہ کھول کر باہر گلگشت (باغ کی سیر) کرے۔ اِلَّا مَاظَهَرَ کا استثناء صاف بتا رہا ہے کہ جس زینت کا چھپانا محال ہے وہ معاف ہے اور زینت کے لفظ سے ظاہر ہو گیا کہ لغۃً زینت کا اطلاق اسباب آرائش وزیبائش پر ہوتا ہے عام اس سے کہ زینت نفسیہ ہو یا بدنیہ یا خارجیہ۔

زینت نفسیہ تو یوں ظاہر ہو سکتی ہے کہ اپنے اعمال و عقائد کو سلک تحریر میں لا کر ظاہر کر دے اب رہی زینت بدنیہ تو وہ بغیر شوہر کسی پر ظاہر کرنا جائز نہیں اور زینت خارجیہ مثل لباس برقعہ جلباب (چادر) وغیرہ کے کہ جس کا اجانب سے پوشیدہ کرنا اس کے لئے مشکل ہے۔ بنا علیہ (اس بناء پر) اللہ تعالیٰ نے اس کی

اجازت دے دی اور الا ما ظھر فرما دیا مگر اس سے یہ فائدہ حاصل کرنا کہ عورتیں بازاروں میں بے حجاب و بلا نقاب لوگوں کو اپنی صورتیں دکھاتی پھریں اور اغیار و نامحرم انہیں دیکھیں محض تفسیر بالرائے ہے اور مقصد شرع کے قطعی خلاف۔

حقیقت یہ ہے کہ شارع علیہ السلام کا یہ مقصود ہرگز نہیں کہ عورتیں بلا ضرورت داعیہ کھلے عام باہر پھریں۔ صحابہ کرام کی ازواج کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ خود بعض ازواج مطہرات سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصوص قرآنیہ کا مفہوم پردۂ موجودہ تھا۔

ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا اہتمام پردہ:

چنانچہ جب آیہ کریمہ:

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی ٥

نازل ہوئی۔ تو ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے یہی سمجھا کہ گھر سے باہر قدم رکھنا بھی ناجائز ہے۔ چنانچہ تفسیر روح البیان میں ہے کہ آپ اس آیۃ کریمہ کے نزول کے بعد حج وعمرہ اور نماز پنجگانہ کے لئے بھی حجرہ سے باہر تشریف نہ لائیں۔ حتی کہ عہد فاروقی میں آپ کا جنازہ ہی باہر آیا۔ جب کسی نے آپ سے عرض کیا کہ حج وعمرہ کے لئے بھی آپ گھر سے باہر تشریف نہیں لاتیں تو آپ نے فرمایا ہمیں تو گھر میں ٹھہرنے اور آرام کرنے کا حکم ملا ہے۔

دیکھئے ازواج مطہرات جو ام المومنین ہیں۔ ان کا یہ تو اہتمام ہے کہ دروازہ حجرہ تک قدم نہیں رکھتیں اور حج وعمرہ اگرچہ ان پر فرض نہ بھی ہو مگر موجب ثواب ضرور تھا۔ لیکن اس کے لئے نکلنا بھی انہوں نے گوارا نہ کیا اور جب صحابہ کرام نے عرض کیا تو فرمایا قِیْلَ لَنَا وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ یعنی کیسے نکلیں ہمیں تو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے گھروں کو لازم پکڑیں اور گھروں میں آرام کریں۔

اس جواب سے ہر ذی فہم بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا یہ فعل بالکل اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تھا اور اس غرض سے اس کی پابندی تھی کہ عوام اس سے سبق لیں۔

مسلمانو! ام المومنین جو تمام مسلمانوں کی ماں ہیں ان کے لئے یہ حکم اور اس پر ان کا یہ عمل ہے تو ماوشما (ہمیں اور تمہیں) کو پابندی کی کتنی ضرورت ہے۔

زبیگانگان چشم زن کو رباد
چوں بیرون شد از خانہ در گور باد

افسوس صد افسوس! آج فضاء عالم اس قدر تنگ و تاریک ہے کہ توبہ ہی بھلی۔ آزادی کی آندھیاں ہر طرف سے چل رہی ہیں۔ بے پردگی، بے حیائی اور بے شرمی کو روشن خیالی کا نام دیا جا رہا ہے۔ شعار مذہبی کی قدیم عمارتیں گرانے کو تحریفات کی ارزانی ہے۔ اللہ کریم رحم کرے اور ہمارا پردہ رکھ لے۔ (آمین)

قرآن مجید سے عورتوں کو اجانب اور نامحرم سے پردہ کرنے کا حکم:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ۝

(سورۃ احزاب)

ترجمہ: اے ایمان والو! ہمارے محبوب کے شانۂ اطہر میں بلا اجازت حاصل کیئے داخل نہ ہو۔

اس آیہ کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ اگر عورتوں کو اجانب سے چہرہ چھپانا ضروری نہ ہو تو آپ کے گھروں میں بھی اجانب کا بلا اجازت داخلہ جائز ہوتا۔ مگر چونکہ گھر میں کھلے چہرے رہنا جائز ہے اور اجانب سے چہرہ پوشیدہ کرنا ضروری۔ بنا بریں حکم ہوا کہ اجازت لے کر گھروں میں آؤ تا کہ عورتیں باپردہ ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ ○

ترجمہ: اور جب تم ان سے کوئی چیز طلب کرو پردہ کے باہر سے مانگو۔

مسلمانو! وراء حجاب کو ذرا سمجھ لیں کہ یہ کیا بتا رہا ہے۔ آیا بے نقاب و بلاحجاب اجانب سے دوبدو گفتگو کی اجازت دے رہا ہے یا پردہ میں۔ اس سے زیادہ صاف وصریح اور کیا حکم ہوگا۔

تفسیر احمدی اور نور الانوار میں اس آیت کریمہ کے تحت مرقوم ہے۔

هٰذِهِ الْاٰيَةُ هِيَ الْاٰيَةُ النَّبِيُّ يُفْهَمُ مِنْهَا اَنْ يَّحْتَجِبَ النِّسَاءُ مِنَ الرِّجَالِ ○

یعنی یہ وہی آیت ہے جس سے یہ حکم معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں اغیار و اجانب غیر محرم اشخاص سے پردہ کریں۔ اگرچہ اس آیت کریمہ کا نزول ازواج مطہرات کی شان میں ہے لیکن بموجب قاعدہ مسلمہ اَلْعِبْرَةُ بِعُمُوْمِ الْاَلْفَاظِ لَابِخُصُوْصِ السَّبَبْ حکم عام ہے اور تمام مومنہ عورات پر حاوی۔

تفسیر احمدی میں ہے۔

لِاَنَّ مَوْرِدَهَا اِنْ كَانَ خَاصًّا فِيْ حَقِّ اَزْوَاجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لٰكِنَّ الْحُكْمَ عَامٌّ لِكُلٍّ مِّنَ الْمُوْمِنَاتِ فَيُفْهَمُ مِنْهُ اَنْ يَّحْتَجِبَ جَمِيْعُ النِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ وَلَا يُبْدِيْنَ اَنْفُسَهُنَّ عَلَيْهِمْ ○

ترجمہ: اس آیۃ کریمہ کا مورد اگرچہ خاص ہے۔ ازواج مطہرات حضور نبی کریم ﷺ میں مگر اس کا حکم ہر مومنہ عورت کے لئے عام ہے۔ اس آیت سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ تمام عورتیں اجنبی مردوں سے پردہ کریں اور اپنے نفس کو ان پر ظاہر نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰی اَھْلِھَا o (سورۃ نور)

ترجمہ: ایمان والو! سوائے اپنے مکانوں کے کسی غیر کے مکان میں داخل نہ ہو جب تک سلام کر کے اجازت حاصل نہ کرلو۔

تَسْتَانِسُوْا کے معنی تَسْتَاذِنُوْ ہیں اور قرأت حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ میں تَسْتَاذِنُوْا ہی آیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استیناس سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حصول اجازت کے لئے سُبْحَانَ اللّٰہِ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا کہے۔ یا کھنکھارے (گلے سے آواز نکالے) تا کہ گھر والے اجازت دیں۔

(قُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْاِ سْتِیْنَاسَ قَالَ یَتَکَلَّمُ الرَّجُلُ بِالسَّبْحَہِ وَالتَّکْبِیْرِ وَالتَّحْمِیْدِ اَوْیَتَخْرِجُ لِیُوْذَنَ اَھْلَ الْبَیْتِ)۔

دوسری حدیث میں بھی اسی کی تائید ہے۔ اَلتَّسْلِیْمُ اَنْ یَّقُوْلَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَدْخُلَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَاِذَا اُذِنَ لَہٗ دَخَلَ وَاِلَّا رَجَعَ o

ترجمہ: تسلیم سے یہ مراد ہے کہ آدمی اس طرح کہہ کر السلام علیکم سے مراد لے۔ کیا میں داخل ہو جاؤں۔ اس پر اگر اسے اجازت مل جائے تو بہتر ورنہ واپس لوٹ جائے۔

ان شرائط سے صاف ظاہر ہے کہ اجنبی بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل ہونے کا مجاز نہیں اور اس کی علت صرف یہی ہو سکتی ہے کہ گھر میں عورتیں بے پردہ ہاتھ پیر منہ کھولے بے حجاب رہتی ہیں اور اجنبی سے پردہ واحتجاب ضروری و

لازمی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ○ (سورۃ نور)

ترجمہ: اے محبوب! مومنین کو فرما دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچے کریں اور اپنے اندام خاص (شرم گاہوں) کی حفاظت رکھیں یہ ان کے لئے پاکیزگی اور صفائی کے امور ہیں بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کیا کرتے ہیں۔

یہی سبب ہے کہ شریعت اسلامیہ میں اجنبیہ کا بلاضرورت شرعی منہ ہاتھ دیکھنا ناجائز ہے خاص کر اس پر آشوب زمانہ میں کہ ہر طرف فتنہ و فساد کی آندھیاں چل رہی ہیں اور شاید ہی کوئی نظر فتنہ سے خالی ہو۔

پھر جس طرح مرد کو اجنبیہ کی طرف دیکھنا منع ہے اسی طرح عورت کو حکم ہوا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُیُوْبِهِنَّ وَلَایُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْبَنِیْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْبَنِیْ اَخَوَاتِهِنَّ اَوْنِسَآئِهِنَّ اَوْمَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ اَوِ التَّابِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَایُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْآ اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ○ (سورۃ نور)

ترجمہ: اے محبوب ایمان والی خواتین سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی محافظت کریں اور اپنی آرائش نہ دکھائیں (یعنی پوشیدہ رکھیں) مگر جو بضرورت ظاہر ہوتی ہے اور اپنے سینوں پر دوپٹہ ڈالے رہیں اور اپنی آرائش نہ دکھائیں۔ مگر اپنے شوہروں یا اپنے باپ یا خاوند کے باپ یا اپنے بیٹوں یا خاوند کے بیٹوں سے یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں سے یا اپنی عورتوں یا اپنے مملوکوں، لونڈی، غلامان شرعی سے یا ان خدمت گاروں سے جن کو عورتوں کی حاجت نہ رہی ہو (جیسے خواجہ سرایا شیخ فانی (بہت بوڑھے) یا ان کم سن بچوں سے جو عورتوں کی پردہ کی چیزوں سے واقف نہیں اور اپنے پاؤں اس طرح نہ ماریں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے اور تم سب اے مسلمانو! اللہ کی طرف رجوع کرو کہ فلاح دارین حاصل ہو۔

غرض آیات مذکورہ بالا میں صاف حکم ہے کہ طبقہ نسوانی باستثناءِ مستثنیات سب سے پوشیدہ رہے۔ بالخصوص ان کے سر سینہ کان چہرہ گردن کا پوشیدہ رہنا ضروری ہے یہی سبب ہے کہ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا فرما کر استثناء فرما دیا۔ اس لئے کہ زینت نام ہے خوبصورتی کا عام اس سے کہ وہ فطری ہو یا مصنوعی، لباس فاخرہ زیور وغیرہ سے ہو یا حسن و جمال خدوخال جسم سے۔

زینت ظاہری یہ ہے کہ جس کے پوشیدہ کرنے میں وقت ضرورت مشکل ہو جیسے انگوٹھی چادر اور برقعہ جس کے ظاہر ہونے میں بوقت ضرورت مانع شرعی نہیں۔

زینت باطنی جس کا پوشیدہ کرنا ضروری ہے وہ چہرہ، ہاتھ گٹوں تک ہے جو اشد ضرورت پر ظاہر کرنا جائز ہے اور جن سے چہرہ چھپانا غیر ضروری ہے وہ سابقاً بیان ہو چکے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک تو وہ زینت جس کے اظہار میں نقصان نہیں۔ وہ محض لباس ہے۔

الحاصل یہ ثابت ہو گیا کہ چہرہ ہاتھ لباس ملبوسہ اجانب کے آگے ظاہر کرنا ممنوع ہے۔ لیکن بوقت اشد ضرورت بقدر رفع ضرورت جائز ہے بشرطیکہ اس اظہار سے خوف فتنہ وفساد نہ ہو ورنہ کسی ضرورت پر بھی جائز نہیں۔

ناظرین ذرا غور کریں کہ شریعت مطہرہ پردہ کو کس قدر مہتمم بالشان بنا رہی ہے اور علماء وفقہاء اور مفسرین کرام کی اکثریت اسی طرف ہے اور بعض کے نزدیک چہرہ ہاتھ قدم چھپانا، اس وقت غیر ضروری ہے جبکہ نظر بد سے امن ہو مگر اس تجویز سے اب ہم فائدہ نہیں اُٹھا سکتے کیونکہ نظرِ بد سے امن نہیں چنانچہ اخبار بین حضرات کو اس کا زیادہ تجربہ ہے۔

فقہ سے دلائل پردہ:

تفسیر احمدی میں ہے۔

وَاِلَی الْحُرَّةِ الْاَجْنَبِيَّةِ مُطْلَقًا اِنْ لَّمْ يَاْمَنْ مِنَ الشَّهْوَةِ وَمَا سِوَى الْوَجْهِ وَالْكَفِّ اِنْ اٰمِنَ مِنْهَا۔

ترجمہ: چہرہ اجنبیہ کی طرف نظر مطلقاً حرام ہے اگر شہوت سے امن نہ ہو اور اگر امن ہو تو چہرہ اور گٹوں تک ہاتھ اور ٹخنوں تک پاؤں دکھانا جائز ہے باقی ہر حصہ بدن کو دکھانا دیکھنا اس پر نظر کرنا حرام ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے زمانہ میں عورتوں کا بے نقاب پھرنا فتنہ سے خالی ہے یا موجب سخت فتنہ وفساد؟ آج کوئی خوش فہم، سنجیدہ مزاج مسلمان نہیں کہہ سکتا کہ عورتیں بے نقاب کھلے عام پھریں تو نگاہِ فساق و فجار سے محفوظ رہیں گی اور کوئی نظر بد ان پر اثر نہ کرے گی۔ بنا بریں بموجب اصول اِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوْطُ (جب شرط فوت ہو جائے تو مشروط بھی فوت ہو جاتا ہے) بعضیت علماءؒ بھی اس موجودہ حالت پر اجازت نہیں دیتی۔ کتب فقہ و تفاسیر میں

تمام تر روایات و عبادات اجازت قید عدم شہوت و عدم فتنہ کے ساتھ مفید ہیں۔ کہیں بھی مطلقاً اجازت و رخصت نہیں ہے۔

علامہ بیضاوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَلْاَ ظْهَرُ اَنَّ هٰذَا فِی الصَّلٰوةِ لَا فِی النَّظْرِ فَاِنَّ كُلَّ بَدَنِ الْحُرَّةِ عَوْرَةٌ وَلَا يَحِلُّ لِغَيْرِ الزَّوْجِ وَالْمَحْرَمِ النَّظْرُ اِلٰى شَئِی مِنْهَا اِلَّا لَضُرُوْرَةٍ كَالْمُعَالِجَةِ وَتَحَمُّلِ الشَّهَادَةِ.

ترجمہ: اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ حکم نماز میں ہے کہ عورت اپنا تمام بدن سوائے ہاتھ اور قدموں کے چھپائے۔ یہ نظر کا حکم ہی نہیں اس لئے کہ حرہ از سرتاپا واجب الستر ہے۔ سوائے خاوند اور محرم کے کسی کو وہ اپنا بدن یا بدن کا حصہ نہ دکھائے اور اس کی طرف دیکھنا حرام ہے مگر بضرورت شدیدہ مثل معالج وغیرہ اور تحمل شہادت کے۔ یعنی جب شاہد کو ضرورت ہو تو وہ موضع شہادت کو دیکھ سکتا ہے۔

اس تحقیق کی بنا پر شرط حفظ امن و عدم شہوت بھی بے کار ہے۔ بلکہ صاف طور پر ثابت ہے کہ عورت از سرتاپا عورت ہے اس کا کوئی حصہ غیر محرم کو دیکھنا جائز نہیں۔

یہی حکم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کے اقوال سے مستفاد ہوتا ہے چنانچہ اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا کی تفسیر میں ہے مِنَ الزِّيْنَةِ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ هِیَ الثِّيَابُ یعنی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آیت سے مراد ظاہری کپڑے ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هِیَ الْكُحْلُ وَالْخَاتَمُ وَالْخِضَابُ فِی الْكَفِّ ۝

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں زینت ظاہرہ سے مراد کاجل سرمہ انگوٹھی اور ہاتھ کی مہندی ہے پھر فرماتے ہیں۔

فَمَا كَانَ مِنَ الزِّيْنَةِ الظَّاهِرَةِ يَجُوْزُ لِلرَّجُلِ الْاَجْنَبِيِّ النَّظَرُ اِلَيْهِ لِلضَّرُوْرَةِ مِثْلُ تَحَمُّلِ الشَّهَادَةِ وَنَحْوِهٖ مِنَ الضَّرُوْرِيَّاتِ اِذَا لَمْ يَخَفْ فِتْنَةً وَشَهْوَةً فَاِنْ خَافَ مِنْ ذَالِكَ غَضَّ الْبَصَرَ ○

مطلب یہ ہے کہ جو ظاہری زینت ہے (بقول حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ) کپڑا ہے اور (بقول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ) کاجل، مہندی، انگوٹھی جو زینت ظاہرہ میں ہے۔ اس کی طرف اجنبی شخص عند الضرورت دیکھ سکتا ہے مثل معالجہ و تحمل شہادت وغیرہ کے بشرطیکہ شہوت و فتنہ کا خوف نہ ہو اور اگر دیکھنے میں فتنہ و شہوت کا خیال ہے تو نظر بند رکھے اور زینت ظاہرہ کو بھی نہ دیکھے۔ (بحر الرائق)

کفایہ شرح ہدایہ میں ہے۔

اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا الْمُرَادُ مِنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا اِحْدٰى عَيْنَهَا. وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدِ نِ الْمُرَادُ مِنْهَا خُفُّهَا وَمَلَابِسُهَا وَاسْتَدَلَّ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ النِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّيْطَانِ بِهِنَّ يَصِيْدُ الرِّجَالَ وَقَالَ مَاتَرَكْتُ بَعْدِىْ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ.

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آیۂ کریمہ اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا سے مراد زینت ظاہری ہے اور وہ صرف ایک آنکھ ہے یعنی بضرورت ایک آنکھ سے تمام جسم و چہرہ اور پاؤں کو پوشیدہ کر کے دیکھیں اس لئے کہ ضروریات ایک آنکھ سے پوری ہوسکتی ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ زینت سے مراد آیۂ کریمہ میں عورت کا ظاہری کپڑا ہے یعنی موزے اور اوپر کی چادر اور وہ اس حدیث سے استدلال فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتیں شیطان کی رسیاں

ہیں کہ وہ ان کے ذریعے مردوں کا شکار کرتا ہے۔

دوسری حدیث میں ارشاد ہوا میں نے اپنے بعد عورتوں سے زیادہ نقصان دہ مردوں کے لئے کوئی فتنہ نہ چھوڑا۔ یعنی عورتیں محل فتنہ ہیں اور اجانب کا ان کے فتنوں سے محفوظ رہنا ناممکن ہے لہٰذا عورتوں کو اجنبی مردوں سے قطعاً محجوب و مستور رکھنا چاہیے تاکہ فتنہ رکا رہے۔

جائے غور ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ تو یوں ارشاد فرمائیں اور ہم اپنی ماں، بہن، بہو، بیٹی، ساس وغیرہ کو جلسوں اور میلوں میں لے جائیں۔ حالانکہ علمائے عظام نماز پنجگانہ کے لئے مومنین کے ساتھ مسجد میں آنے کو بھی منع فرماتے ہیں۔

چنانچہ بدائع جلد اول میں ہے۔

وَلَا يُبَاحُ لِشَّوَابِ مِنْهُنَّ الْخُرُوْجُ اِلَى الْجَمَاعَةِ بِدَلِيْلِ مَارُوِیَ عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ نَهٰی الشَّوَابَ عَنِ الْخُرُوْجِ وَلِاَنَّ خُرُوْجَهُنَّ اِلَى الْجَمَاعَةِ سَبَبُ الْفِتْنَةِ وَالْفِتْنَةُ حَرَامٌ وَمَا اَدّٰی اِلَى الْحَرَامِ فَهُوَ حَرَامٌ.

ترجمہ: جوان عورتوں کو جماعت مسلمین میں نکلنا جائز نہیں۔ اس وجہ سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے جوان عورتوں کو نکلنے سے منع فرمایا اس لئے کہ ان کا نکلنا جماعت کی طرف فتنہ کا سبب ہے اور فتنہ حرام ہے اور جو شے حرام کی طرف لے جاتی ہو وہ حرام ہے۔ لہٰذا عورت کا مسجد میں ادائے نماز کے لئے بھی آنا حرام ہے۔

کفایہ میں ہے۔

وَجَرٰی فِیْ مَجْلِسِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَوْمًا مَاخَيْرُ مَالِلرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ وَمَاخَيْرُمَا لِلنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ فَلَمَّا رَجَعَ عَلِیٌّ اِلٰی بَيْتِهٖ اَخْبَرَ فَاطِمَةَ فَقَالَتْ خَيْرُ مَالِلرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ اَنْ لَا يَرَوْنَهُنَّ وَخَيْرُ مَالِلنِّسَاءِ

مِنَ الرِّجَالِ اَنْ لَّا یَرَیْنَهُمْ فَلَمَّا سَمِعَ اَخْبَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِذَالِکَ قَالَ هِیَ بِضْعَةٌ مِّنِّیْ.

ترجمہ: ایک روز حضور نبی کریم ﷺ کی مجلس اقدس میں یہ بحث تھی کہ عورتوں سے مردوں کو کس طرح بہتری مل سکتی ہے اور مردوں سے عورتوں کو کس طرح؟ اس کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے کہا۔ آپ نے فرمایا مردوں کے لئے اس میں خیر ہے کہ وہ عورتوں کو نہ دیکھیں اور عورتوں کے حق میں بہتری یہ ہے کہ وہ مردوں پر نظر نہ ڈالیں۔ اس کا ذکر حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ نے دربار رسالت میں کیا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ هِیَ بِضْعَةٌ مِّنِّیْ (ایسا کیوں نہ فرماتیں) وہ میری لختِ جگر ہیں۔

یہ حدیث صاف بتا رہی ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے مردوں کو عورتوں سے اور عورتوں کو مردوں سے محجوب و مستور رہنے میں دارین کی فلاح و بہبود بیان فرمائی اور ان کے ارشاد کو حضور نبی کریم ﷺ نے پسند فرمایا۔

انہی احادیث کی روشنی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو مستور رہنے کا حکم دیا اور اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا سے چہرہ اور ہاتھ مراد نہیں لئے بلکہ صاف طور پر فرما دیا کہ مستثنیٰ زینت ظاہرہ یعنی برقعہ و چادر وغیرہ ہے۔

اس کے بعد صاحب کفایہ شارح ہدایہ فرماتے ہیں۔

فَدَلَّ اَنَّهٗ لَا یُبَاحُ النَّظْرُ اِلٰی شَیْئٍ مِنْ بَدَنِهَا وَلِاَنَّ حُرْمَةَ النَّظْرِ لِخَوْفِ الْفِتْنَةِ وَعَامَّةُ مَحَاسِنِهَا فِیْ وَجْهِهَا فَخَوْفُ الْفِتْنَةِ فِی النَّظْرِ اِلٰی وَجْهِهَا اَکْثَرُ مِنْهُ اِلٰی سَائِرِ الْاَعْضَاءِ○

ترجمہ: احادیث مذکورہ سے ثابت ہوا کہ عورت اجنبیہ کے کسی حصہ بدن کی طرف دیکھنا جائز نہیں کیونکہ حرمت نظر کی علت فتنہ و فساد ہے اور تمام حسن و جمال

اور کمال خوبصورتی چہرہ میں ہے تو چہرہ کی طرف دیکھنا بہ نسبت دیگر اعضا کے زیادہ موجب فتنہ وفساد کا ہوا۔ لہٰذا چہرے کی طرف دیکھنا قطعی ناجائز ہے۔

پھر فرماتے ہیں۔

وَبِنَحْوِ هٰذَا اِسْتَدَلَّ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَلٰكِنَّهَا لَاتَقُوْلُ هِيَ لَاتَجِدُ بُدَّ مِنْ اَنْ تَمْشِيَ فِي الطَّرِيْقِ وَلَا بُدَّ مِنْ اَنْ تَفْتَحُ اِحْدٰى عَيْنَهَا لِتَبْصُرَ الطَّرِيْقَ فَجَوَّزَلَهَا اَنْ تَكْشِفَ اِحْدٰى عَيْنَيْهَا لِهٰذِهِ الضَّرُوْرَةِ وَالثَّابِتُ بِالضَّرُوْرَةِ لَا تَعْدُمَوْضِعَ الضَّرُوْرَةِ٥

ترجمہ: احادیث سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کشف وجہ کی حرمت پر استدلال کیا۔ آپ فرماتی ہیں کہ بعض اوقات عورت کو باہر نکلنے کی ضرورت واقع ہو جاتی ہے اور راستہ پر چلنے کے لئے آنکھ کا کھولنا ضروری ہے لہٰذا وہ ایک آنکھ کھول کر چلے تا کہ راستہ نظر آ جائے۔ پس قطع طریق کے لئے ام المومنین نے ایک آنکھ کھولنے کی عورت کو عند الضرورت (ضرورت کے وقت) اجازت عطا فرمائی اور جو چیز کسی خاص ضرورت کے لئے جائز قرار دی گئی ہو اس کو قدرِ ضرورت سے متجاوز کرنا جائز نہیں۔

قارئین کرام غور فرمائیں کہ ان صاف و صریح ارشادات فقہاء سے عورت کو چہرہ چھپانا کیسی وضاحت سے ثابت ہے اور درحقیقت اگر ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر انصاف سے کام لیا جائے تو آفتاب نیم روز کی طرح واضح ہو جائے گا کہ عورت کے تمام جسم میں فقط چہرہ ہی موجب فساد اور محل فتنہ اور وجہ فریفتگی ہے۔ ہاتھ، پاؤں، قد و قامت کتنے ہی موزوں ہوں۔ رفتار و گفتار کیسی ہی قیامت خیز ہو لیکن آنکھ آنکھ ہی اور ناک بھکتے ہی پھٹکار برستی ہے۔ گو کوئی عضو بھی سجیلا (خوبصورت) نہ ہو مگر چہرہ زیبا جاذب نظر ہو۔ پھر دیکھئے ہجوم نگاہ سے پیچھا چھڑانا

دشوار ہوتا ہے کہ نہیں۔ عورت سرتاپا مرصع ہو لیکن ناک نہ ہو یا چشم نرگسیں نہ ہو تو کتے بھونکنے لگتے ہیں۔ اور اگر چہرہ جاذب نظر ہے صراحی دار گردن ہے، سیمیں ذقن ہے، خندہ پیشانی ہے تو اس کو دیکھ کر راہ چلتے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

چہرہ پر تھیلا چڑھا کر عورت برہنہ ہو جائے تو اس کا ہر عضو مکروہ نظر آئے گا اور تمام جسم پر دھجیاں لپٹی ہوں فقط چہرہ کھلا رہے تو گودڑی میں لعل کہیں گے۔ لباس کے نقش و نگار قابل پرستش نہیں لیکن حسن پرست چہرہ کے پرستار نظر آتے ہیں غرضیکہ چہرہ ہی ہے جو دیکھنے والے کو متوالا و فریفتہ بنا دیتا ہے اور اس پُرفتن زمانہ میں نمائشی لیڈر بعض نام نہاد خوشامد ملاّں بھی لیڈروں سے دب کر خود غرض و مطلب برآری کی خاطر بعض حاکموں کی غلط کاریوں کو بھی مطابق شریعت ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی تک زور صرف کر رہے ہیں اور روایات فقیہہ کی قطع و برید کر کے عوام کو مغالطہ میں ڈال رہے ہیں۔ حالانکہ جس قدر روایات ہیں سب کی سب مقید ہیں۔ قید عدم شہوت و عدم فتنہ سے اور یہ امر ظاہر ہے کہ فتنہ و فساد چہرہ دیکھنے سے وابستہ ہے اور اسی چہرہ کی ستم شعار نظر بازی کے سبب کہتے ہیں کہ بعض مدرسین کو مدارس سے معطل ہونا پڑا۔ وَالْعَاقِلُ تَكْفِيهِ الْإِشَارَةُ (عقل مند کو اشارہ ہی کافی ہے)۔

اعتراضات مع جوابات:

آج کل اخباروں میں رفع حجاب پر مفصلہ ذیل دلائل پیش کئے جاتے ہیں کہ جن میں چہرہ ہاتھ وغیرہ پوشیدہ نہ رکھنے کی اجازت پائی جاتی ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ذخیرۃ العقبیٰ اور ینابیع سے منقول ہے۔

اَلنَّظَرُ اِلَى الْاَجْنَبِيَّاتِ فَنَقُوْلُ يَجُوْزُ النَّظَرُ اِلٰى مَوَاضِعِ الزِّيْنَةِ الظَّاهِرَةِ مِنْهُنَّ وَذَالِكَ الْوَجْهُ وَالْكَفُّ فِىْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ كَذَافِى

اَلذَّخِیْرَۃِ وَاِنْ غَلَبَ عَلٰی ظَنِّہٖ اَنَّہٗ یَشْتَھِیْ فَھُوَ حَرَامٌ٥

ترجمہ: کہ اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ مواضع زینت ظاہرہ کی طرف دیکھنا جائز ہے اور وہ چہرہ اور کفِ دست ہے اور اگر ظن غالب ہو شہوت کا تو دیکھنا دکھانا حرام ہے۔

جواب: اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ خوف شہوت و فتنہ نہ ہونے کی صورت میں جائز ہے اور جہاں گمان شہوت ہو وہاں پوشیدہ رکھنا ضروری ہے اب قابل غور یہ امر ہے کہ اس سے ممانعت ثابت ہوتی ہے یا کہ اجازت؟

فتاویٰ مراجیہ میں ہے۔

اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْہِ الْاَجْنَبِیَّۃِ اِذَا لَمْ یَکُنْ عَنْ شَھْوَۃٍ لَیْسَ بِحَرَامٍ لٰکِنَّہٗ مَکْرُوْہٌ٥

ترجمہ: اجنبی عورت کے چہرہ کی طرف بغیر شہوت کے دیکھنا حرام نہیں مگر مکروہ ہے؟

جواب: اس سے بھی صاف واضح ہے کہ اگر خوف شہوت اور نظر بد ہو تو اظہار حرام ہے ورنہ مکروہ ہے۔

قہستانی میں ہے۔

یَنْظُرُ الرَّجُلُ مِنَ الْحُرَّۃِ الْاَجْنَبِیَّۃِ اِلَی الْوَجْہِ وَھٰذَا فِیْ زَمَانِھِمْ وَاَمَّا فِیْ زَمَانِنَا نَمْنَعُ مِنَ الشَّابَۃِ ٥

ترجمہ: مرد اجنبی عورت کی طرف دیکھ سکتا ہے لیکن یہ اجازت زمانہ صحابہ و تابعین میں تھی۔ مگر ہمارے زمانہ میں جوان عورتوں کی طرف دیکھنا ممنوع ہے؟

جواب: علامہ قہستانی اپنے زمانہ کی نسبت فرمارہے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں جوان عورت کی طرف دیکھنا ممنوع ہے تو پھر اس زمانہ موجودہ میں بطریق اولیٰ ممنوع ہوا۔ اللہ تعالیٰ انصاف عطا کرے۔

شامی میں ہے۔

وَشُرِطَ لِحِلِّ النَّظْرِ اِلَیْهَا الْاَمْنُ بِطَرِیْقِ الْیَقِیْنِ عَنْ الشَّهْوَةِ۔

ترجمہ: اجنبیہ کے چہرے کی طرف اس شرط سے دیکھنا جائز ہے کہ امن شہوت یقینی ہو یعنی نظر بد اور خیال فاسد کا شائبہ بھی نہ ہو؟

جواب: کیا آج کوئی ایمان سے کہہ سکتا ہے کہ ہم صاف باطنی سے غیروں کے چہروں کی طرف دیکھتے ہیں؟

ہدایہ میں ہے۔

اِنْ کَانَ لَایَامَنُ الشَّهْوَةَ لَایَنْظُرُ اِلٰی وَجْهِهَا اِلَّا لِحَاجَةٍ لِقَوْلِهٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَنْ نَظَرَ اِلٰی مَحَاسِنِ اِمْرَاةٍ اَجْنَبِیَّةٍ عَنْ شَهْوَةٍ صُبَّ فِیْ عَیْنِهِ الْاٰنُکُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَاِذَا خَافَ الشَّهْوَةَ لَمْ یَنْظُرْ مِنْ غَیْرِ حَاجَةٍ تَحَرُّزًا عَنِ الْحَرَامِ ۝

ترجمہ: اگر شہوت سے بے خوف نہ ہو تو اجنبی عورت کے چہرہ کی طرف ہرگز نہ دیکھے مگر کسی خاص حاجت سے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔ جس نے اجنبیہ کے محاسن و خوبی کی طرف نظر شہوت سے دیکھا اس کی آنکھوں میں بروز قیامت سیسہ گلا کر ڈالا جائے گا؟

جواب: اس سے تو ہمارا دعویٰ صاف ثابت ہے۔

علامہ شامی بحوالہ تاتارخانیہ ایک اور عبارت نقل فرماتے ہیں جو ماتحن فیہ (ہمارے نظریہ) کی مؤید ہے۔

فِی التَّاتَارخَانِیَهْ وَفِیْ شَرْحِ الْکَرْخِیْ اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْهِ الْاَجْنَبِیَّةِ الْحُرَّةِ لَیْسَ بِحَرَامٍ وَلٰکِنَّهٗ یُکْرَهُ بِغَیْرِ حَاجَةٍ وَظَاهِرُ الْکَرَاهَةِ وَلَوْبِلَا شَهْوَةٍ وَاِلَّا فَحَرَامٌ اَیْ اِنْ کَانَ عَنْ شَهْوَةٍ حَرَامٌ وَاَمَّا فِیْ زَمَانِنَا فَمُنِعَ مِنَ الشَّابَّةِ

لَا لِاَنَّهٗ عَوْرَةٌ بَلْ بِخَوْفِ الْفِتْنَةِo

ترجمہ: تاتارخانیہ اور شرح کرخی میں ہے کہ اجنبیہ کا چہرہ دیکھنا حرام نہیں مکروہ ہے اور ظاہر ہے کہ مکروہ تب ہے جبکہ بلا شہوت ہو ورنہ حرام ہے۔ یعنی اگر یہ شہوت ہو تو حرام ہے لیکن ہمارے زمانہ میں جوان عورت کی طرف دیکھنا بوجہ خوف فتنہ وشر کے ممنوع ہے۔

قارئین! جملہ ''مگر ہمارے زمانہ میں بوجہ خوف فتنہ جوان عورت کی طرف دیکھنا ممنوع ہے'' کی طرف نظر انصاف سے غور فرمائیں۔

بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے۔

حرم النظر الی وجهها ووجه الامرد اذا شک فی الشهوة قال مشائخنا تمنع المرئة الشابة من کشف وجهها بین الرجال فی زماننا للفتنةo

ترجمہ: اجنبی عورت اور خوبصورت بے ریش لڑکے کے چہرہ کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ اگر خوف شہوت ہو مشائخ کرام فرماتے ہیں کہ جوان عورت کو مردوں میں چہرہ کھولنے سے منع کیا جائے گا ہمارے زمانہ میں بوجہ فتنہ کے۔

الغرض مندرجہ بالا نصوص قرآنیہ، احادیث نبویہ اور عبارات فقہیہ سے عورتوں کا کھلے منہ پھرنے کی حرمت وممانعت ظاہر و باہر ہو چکی ہے اور ان کے منہ چھپا رکھنے کی غرض معلوم ہو گئی ہے اور حق و باطل کا امتیاز بوجہ احسن ہو گیا۔ اب فیصلہ آپ کے ہاتھ یا ضمیر پر ہے۔ انصاف کیجئے اور اپنے ناموس کی حرمت ملحوظ رکھئے۔

باب (۴):

پردہ اور اس کے اقسام

مسلمان عورت جو آزاد ہو، زرخرید یا باندی نہ ہو بالغ ہو چکی ہو یا بالغ ہونے کے قریب ہو، جوان ہو یا بوڑھی۔ اس کے لئے اجنبی مردوں سے پردہ کرنے کے تین درجے ہیں۔

(۱) یہ کہ بجز چہرے اور ہتھیلیوں کے اور بعض کے نزدیک سوائے پاؤں کے بھی باقی تمام بدن کو کپڑے سے چھپایا جائے یہ ادنیٰ درجہ کا پردہ ہے۔

(۲) یہ کہ چہرہ، ہتھیلیوں اور پاؤں کو بھی برقعہ وغیرہ سے چھپایا جائے اور یہ درمیانے درجے کا پردہ ہے۔

(۳) یہ کہ عورت دیوار یا پردہ کے پیچھے آڑ میں رہے کہ اس کے کپڑوں پر بھی اجنبی مردوں کی نظر نہ پڑے یہ اعلیٰ درجہ کا پردہ ہے۔

ادنیٰ درجہ کے پردہ کا ثبوت:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ اِلَّا مَاظَهَرَ ٥ (سورۃ نور)

ترجمہ: عورتیں اپنے زینت کے مواقع کو ظاہر نہ کریں۔

مگر جو ان میں سے غالباً کھلا ہی رہتا ہے جس کی تفسیر حدیث میں چہرہ اور ہتھیلیوں کے ساتھ کی گئی ہے کہ ان کا کھولنا ضرورت کی وجہ سے مستثنیٰ ہے اور پیروں کو قیاساً اس میں داخل کیا گیا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یَا اَسماءُ اِنَّ الْمَرْاۃَ اِذَا بَلَغَتِ الْمُحِیْضَ لَنْ یَّصْلُحَ اَنْ یُّرٰی مِنْھَا اِلَّا ھٰذَا وَھٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی وَجْھِہٖ وَکَفَّیْہِo (ابوداؤد)

ترجمہ: اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو سوائے اس کے اور اس کے (اس سے حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے چہرہ اور ہتھیلی کی طرف اشارہ فرمایا) اور کسی عضو کا اجنبی مردوں کے سامنے کھولنا جائز نہیں۔

اوسط درجہ کے پردہ کا ثبوت:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ ط (سورۃ احزاب)

ترجمہ: عورتیں اپنے اوپر چادریں ڈال لیا کریں۔

صحیحین میں مروی ہے۔

قَالَتْ اِمْرَاۃٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِحْدَانَا لَیْسَ لَھَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتَلْبَسْھَا صَاحِبَتُھَا مِنْ جِلْبَابِھَاo

ترجمہ: ایک عورت نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اگر ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو عید کی نماز کو کیونکر جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے ساتھ والی اس کو اپنی چادر اوڑھا دے۔

ابوداؤد میں روایت ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ تُرْخِی (الْمَرْاَۃُ الْاِزَارَ) شِبْرًا فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَۃَ اِذًا تَنْکَشِفُ اَقْدَامُھُنَّ قَالَ فَیُرْخِیْنَ ذِرَاعًاo

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عورت اپنی ازار کو پنڈلی سے ایک بالشت نیچے لٹکائے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اس صورت میں

ان کے پیر کھلے رہیں گے۔ آپ نے فرمایا تو ایک ہاتھ بھر لٹکا لیا کر۔

اعلیٰ درجہ کے پردہ کا ثبوت:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ ○ (سورۃ احزاب)

ترجمہ: اے بیبیو! تم اپنے گھروں میں رہا کرو۔

پھر اسی سورت کے رکوع 7 میں حکم ہے۔

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ط

ترجمہ: اور جب تم عورتوں سے کوئی چیز استعمال کے لئے مانگو تو پردہ کی آڑ میں ہو کر مانگو۔

اور سورہ طلاق میں یوں فرمان نازل ہوا۔ لَاتُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُیُوْتِهِنَّ وَلَایَخْرُجْنَ یعنی عورتوں کو ان کے گھروں سے باہر نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں۔

احادیث میں ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لِاُمِّ سَلْمَةَ وَمَیْمُوْنَة اِحْتَجِبَا مِنْهُ اَیْ مِنْ اِبْنِ اُمِّ مَکْتُوْمٍ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَیْسَ هُوَ اَعْمٰی لَایُبْصِرُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَنعمِیًا وَاَنْ اَنْتُمَا اَلسَّمَا تَبْصُرَانِهٖ ○ (رواہ احمد، والترمذی، ابوداؤد)

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ (رضی اللہ عنہما) سے فرمایا کہ ان سے پردہ کرو یعنی عبداللہ بن ام مکتوم نابینا سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا وہ اندھا نہیں ہے جو ہم کو دیکھ نہیں سکتا تو پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا پھر تم بھی اندھی ہو کیا تم اس کو نہیں دیکھتیں۔

صحیح بخاری میں ہے۔

ثم قال لسودة بنت زمعة اجتحبی منه لماریٰ من شبه لعتبةo

ترجمہ: پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سودہ بنت زمعہ سے فرمایا کہ تم اس سے یعنی زمعہ کے باندی زادہ سے پردہ کرو۔

حالانکہ آپ نے فیصلہ یہ کیا تھا کہ یہ لڑکا زمعہ ہی کا ہے کیونکہ اس کی باندی کے بطن سے ہے مگر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو اس سے پردے کا اس لئے حکم دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس لڑکے میں عتبہ کی مشابہت زیادہ پائی اور عتبہ کا یہ دعویٰ تھا کہ یہ لڑکا میرا ہے جو قانون شریعت سے رد کر دیا گیا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت کے اس حکم کے بعد اس لڑکے نے عمر بھر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیکھا۔

ترمذی میں ہے۔

اَلْمَرْاَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُo

ترجمہ: عورت پردے میں رہنے کی چیز ہے۔ جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے اور اس کے درپے ہوتا ہے۔

ہرسہ اقسام پردہ کے وجوب کے مواقع:

مذکورہ بالا آیات اور احادیث سے پردہ کے تینوں درجوں کا واجب و لازم ہونا ثابت ہو گیا اور نیز یہ کہ شریعت نے ان سب درجوں کے مطابق پردے کا حکم دیا ہے البتہ ان میں اتنا تفاوت ضرور ہے کہ پہلا درجہ اپنی ذات سے واجب ہے اور دوسرا تیسرا درجہ کسی عارض کی وجہ سے واجب ہے مگر اس تفاوت سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان تینوں میں درجات کے تفاوت سے نفس وجوب پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ جیسا فرض اعتقادی اور فرض عملی میں درجہ کا تفاوت ہوتا ہے مگر فرض

دونوں ہیں اور نفس فرضیت دونوں میں موجود ہے۔

چونکہ پہلا درجہ اپنی ذات سے واجب ہے اس لئے اس کا حکم بھی جوان اور بوڑھی عورتوں سب کو عام ہے یعنی بجز چہرہ اور ہاتھوں کے باقی بدن یا سر کے کسی حصہ کا اجنبی کے سامنے کھولنا بوڑھی عورتوں کو بھی جائز نہیں اور دوسرے اور تیسرے درجہ کا پردہ چونکہ عارض کی وجہ سے واجب ہے۔ اس لئے ان کے واجب ہونے کا مدار اس عارض ہی پر ہے جہاں وہ عارض موجود ہو گا وہاں یہ درجے بھی واجب نہ ہوں گے اور جہاں عارض موجود نہ ہو گا وہاں یہ درجے بھی واجب نہ ہوں گے اور وہ عارض فتنہ کا اندیشہ ہے۔ جس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد ہے۔ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ یعنی جب عورت باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی اس کی دلیل ہے۔ فَيَطْمَعَ الَّذِىْ فِىْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ۔ (پ22، ع1) یعنی جس کے دل میں خرابی ہے وہ ہوس کرنے لگے گا۔

اب رہی یہ بات کہ فتنہ کا اندیشہ کہاں ہے اور کہاں نہیں ہے اس کی تعیین ہماری رائے پر نہیں رکھی گئی۔ بلکہ قرآن مجید میں اس کا فیصلہ بھی خود ہی فرما دیا گیا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِىْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِيْنَةٍ ؕ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ (سورہ نور)

ترجمہ: اور بڑی بوڑھی عورتیں جن کو نکاح کی کچھ امید نہ رہی ہو۔ ان کو اس بات میں گناہ نہیں کہ وہ اپنے زائد کپڑے اتار رکھیں جن سے چہرہ وغیرہ چھپایا

جاتا ہے بشرطیکہ زینت کے مواقع کا اظہار نہ کریں اور اس سے بھی احتیاط رکھیں تو ان کے لئے اور زیادہ بہتر ہے۔

حاصل اس کا یہ ہے کہ جو بوڑھی عورتیں نکاح کے قابل نہ رہیں ان کو زینت ظاہر کرنے کی تو اجازت نہیں جس سے مراد تمام بدن ہے۔ ہاں چہرہ اور ہتھیلیاں کھولنے کی اجازت ہے جیسا کہ دوسری آیت میں ہے۔ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا۔

پس بوڑھی عورتیں اگر ان زائد کپڑوں کو اجنبی کے سامنے اتار دیں۔ جن سے منہ ہاتھ چھپایا جاتا ہے جیسے برقعہ اور چادر تو اس میں گناہ نہیں اگر یہ بڑی بوڑھی عورتیں اس سے بھی پرہیز کریں اور دوسرے اور تیسرے درجہ کا پردہ اختیار کریں۔ تو مستحب ان کے لئے بھی یہی ہے وَاَنْ یَسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ کا مطلب یہی ہے۔

اس آیت نے بتلا دیا کہ فتنہ کا اندیشہ صرف ان بوڑھی عورتوں میں موجود نہیں ہے جو نکاح کے قابل نہیں رہیں اور ان کے سوا جوان اور ادھیڑ عمر عورتوں سے اندیشہ فتنہ کی نفی نہیں کی گئی بلکہ ان میں یہ اندیشہ موجود ہے اور یہی وہ عارض ہے جس پر دوسرے اور تیسرے درجے کے پردے واجب ہونے کا مدار تھا۔

جب شارع نے جوان اور ادھیڑ عمر عورتوں کے بارے میں یہ حکم دیا کہ ان میں فتنہ کا اندیشہ موجود ہے تو اب کسی کو اپنی رائے سے یہ کہنے کا اختیار نہیں کہ ان میں فتنہ کا اندیشہ موجود نہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ط (سورۃ احزاب)

ترجمہ: کسی ایمان دار مرد اور کسی ایمان دار عورت کو گنجائش نہیں جبکہ اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دے دیں تو ان کو اس کام میں کوئی اختیار باقی رہے یعنی اختیار باقی نہ رہے گا بلکہ اس پر عمل کرنا ہی واجب ہوتا ہے۔

یہ تفاوت تو ان درجوں میں احتمال فتنہ کے شرط ہونے اور شرط نہ ہونے کے اعتبار سے تھا کہ پہلے درجہ کے واجب ہونے میں احتمال فتنہ شرط ہے۔

ایک تفاوت ان درجوں میں اور ہے جس کے سمجھنے کے لئے پہلے اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ پردہ کے ان تینوں درجوں میں یہ بات مشترک ہے کہ ضرورت کے مواقع ان سے مستثنیٰ ہیں۔

جس کی دلیل بخاری شریف کی یہ حدیث ہے۔

عن عائشة قالت خرجت سودة بعد ماضرب الحجاب لحاجتها الى قرلها فقالت يارسول الله انى خرجت لبعض حاجتى فقال لى عمر كذاو كذا يعنى اما والله ماتخفين علينا٥

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کے لئے نکلیں (پھر کچھ قصہ اس کا بیان کر کے فرمایا کہ) حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں اپنی ایک حاجت کے لئے باہر نکلی تھی تو مجھے عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا ایسا کہا یعنی یوں کہا کہ اے سودہ خدا کی قسم تو ہم سے چھپ نہیں سکتیں۔

مطلب یہ تھا کہ تم کو باہر نہ نکلنا چاہیے کیونکہ تم چادر برقعہ پہن کر بھی کسی سے چھپ نہیں سکتیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد وحی نازل ہوئی اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ضرورت کے لیے نکلنے

کی اجازت تم کو دے دی ہے۔

مگر ان تینوں درجوں میں اس اعتبار سے تفاوت ہے کہ کون سی ضرورت کس درجہ میں مؤثر ہے اور کس درجہ میں موثر نہیں۔ چنانچہ پہلا درجہ جو کہ جواں، ادھیڑ عمر اور بوڑھی سب عورتوں پر واجب ہے اس سے بہت سخت مجبوری کی مستثنٰے ہے۔ جیسے علاج معالجہ کی ضرورت یعنی بغیر ایسی سخت ضرورت کے اجنبی کے سامنے بدن کا کھولنا نہ جوان اور ادھیڑ عمر کو جائز ہے نہ بوڑھی عورتوں کو اور دوسرے درجے سے جو کہ صرف جوان اور ادھیڑ عمر عورتوں پر واجب ہے بوڑھیوں پر واجب نہیں۔ سخت مجبوری کی صورت مستثنٰے ہے۔ گو بہت سخت مجبوری نہ ہو یعنی اجنبی مرد کے سامنے چہرہ اور ہاتھ کا کھولنا بوڑھی عورتوں کو تو جائز ہوگا گو چھپانا ان کو بھی مستحب ہے اور جوان اور ادھیڑ عمر عورتوں کو بدوں سخت مجبوری کے اجنبی کے سامنے چہرہ اور ہاتھ کھولنا حرام ہوگا۔

چنانچہ درمختار میں ہے۔

وَتُمْنَعُ الشَّابَّةُ وُجُوبًا عَنْ كَشْفِ الْوَجْهِ بَيْنَ الرِّجَالِ لَا لِاَنَّهُ عَوْرَةٌ بَلْ لِخَوْفِ الْفِتْنَةِo

ترجمہ: اور جوان عورت کو مردوں کے سامنے چہرہ کھولنے سے وجوب کے درجہ میں منع کیا جائے گا نہ اس وجہ سے کہ چہرہ بالذات ستر میں داخل ہے بلکہ اس وجہ سے کہ جوان عورت کے چہرہ کھولنے میں فتنہ کا اندیشہ ہے تو ستر للعارض ہوا۔

سخت مجبوری کی حالت میں چہرہ اور ہاتھ کا کھولنا جائز ہوگا بشرطیکہ کوئی دوسرا مانع نہ پایا جائے۔ جیسے اجنبی مرد کا اس کو چھونا یا اجنبی مرد کو گھورنا یا اجنبی مرد کے ساتھ بیٹھنا ملنا کہ ان سب کی حرمت شریعت سے ثابت ہے اور اس سخت مجبوری کی حالت کی صورت میں اگر کوئی مرد اس کو گھورنے لگے تو اس سے عورت

کو گناہ نہ ہوگا۔

حدیث میں جو آیا ہے لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَ الْمَنْظُوْرُ اِلَیْہِ (مشکوٰۃ شریف)

یعنی اللہ تعالیٰ نے دیکھنے والے پر بھی لعنت کی ہے اور اس پر بھی جو دیکھا جائے''۔ تو یہ لعنت عورت پر اسی صورت میں ہے جب کہ اس نے بدوں سخت مجبور کے اپنا چہرہ وغیرہ کھولا ہو۔ ورنہ اگر سخت مجبوری سے اس نے کھولا اور پھر کسی مرد نے اس کو گھورا تو اس عورت کو گھورنے سے گناہ نہ ہوگا۔ اور تیسرے درجہ میں مجبوری کی حالت مستثنیٰ ہے گو سخت مجبوری کی صورت نہ ہو۔ مگر مجبوری کا درجہ موجود ہو۔

اس مجبوری کے معنی یہ ہیں کہ اگر گھر سے باپردہ سے نہ نکلیں تو کوئی غیر معمولی نقصان یا حرج لاحق ہو جائے۔ ایسی ضرورت میں تمام بدن چھپا کر برقعہ کے ساتھ گھر سے نکلنا جوان اور ادھیڑ عمر عورتوں کے لئے جائز ہوگا اور بدوں ایسی مجبوری کے برقعہ کے ساتھ تمام بدن چھپا کر بھی ان کو نکلنا جائز نہ ہوگا۔

اس دوسرے اور تیسرے درجے کے پردہ میں مجبوری اور سخت مجبوری کے وقت جو آسانی کی گئی ہے اس میں چونکہ فتنہ کا بھی احتمال ہے۔ گو ضرورت پر نظر کر کے آسانی کر دی گئی اور تنگی نہیں کی گئی مگر اس احتمال کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ بلکہ خاص خاص احکام سے اس کا انسداد بھی کر دیا گیا۔ مثلاً عورتوں کو عطر و خوشبو لگا کر باہر نکلنے سے منع کیا گیا ہے۔

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے

اِنَّ الْمَرْاَۃَ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَھِیَ کَذَا دَ کَذَا ۝

(ترمذی و ابوداؤد)

ترجمہ: عورت جب عطر لگا کر کسی مجلس سے گزرتی ہے تو وہ ایسی ایسی ہے یعنی زانیہ ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

وَلٰکِنْ لِیَخْرُجْنَ وَھُنَّ تَفِلَاتٌ ۝ (ابوداؤد)

ترجمہ: عورتوں کو میلے کچیلے کپڑوں میں ضرورت کے وقت باہر نکلنا چاہیے۔

خلاصہ ان سب احکام کا یہ ہوا کہ بوڑھی عورتوں پر پہلا درجہ تو واجب ہے اور دوسرا اور تیسرا درجہ مستحب ہے اور بہت سخت مجبوری کی حالت میں پہلے درجہ میں بھی جو کہ واجب ہے کچھ سہولت و وسعت کردی گئی اور ادھیڑ عمر اور جوان عورتوں کے لئے پہلا درجہ بھی واجب ہے اور بہت سختی مجبوری میں اس میں کچھ سہولت اور وسعت بھی ہے اور دوسرا تیسرا درجہ بھی ان پر واجب ہے اور بہت سخت مجبوری سے کم درجہ کی مجبوری اور ضرورت کے مواقع میں کچھ سہولت اور وسعت بھی ثابت ہے یعنی مجبوری کی حالت میں گو بہت سخت مجبوری کی نہ ہوتو چہرہ اور ہتھیلیاں کھولنا اجنبی کے سامنے جائز ہے بشرطیکہ فتنہ وفساد کے احتمال کا انسداد بھی کرلیا جائے۔ یعنی سر، کلائی اور پنڈلی وغیرہ کے کھولنے سے پرہیز رہے۔ اسی طرح زیب وزینت کے ساتھ اجنبی کے سامنے آنا حرام ہوگا۔ اور اگر سخت مجبوری کے درجہ سے کم ضرورت ہومگر مجبوری متحقق ہو محض خیالی مصلحت نہ ہوتو اس صورت میں برقعہ کے ساتھ باہر نکلنا جوان عورت اور ادھیڑ عورت کو جائز ہے مگر چہرہ اور ہاتھوں کا کھولنا حرام ہوگا اسی طرح زیب وزینت کے کپڑے پہن کر نکلنا حرام ہوگا۔

پردہ کے مواقع وجوب کی تعیین اور مستثنیات:

جن احکام کا مدار اندیشہ فساد و فتنہ کے ہونے یا نہ ہونے پر ہے یا ضرورت کے ہونے یا نہ ہونے پر ان میں حالات کے بدلنے سے یا ایک ہی حالت میں رائے کے اختلاف سے حکم شرعی بدل سکتا ہے اور اس قسم کے احکام دوسرے اور تیسرے درجے کے پردہ میں ہیں۔ کیونکہ پہلے درجہ میں تو شریعت ہی

نے خود اس کی تعیین کر دی ہے کہ فتنہ کا اندیشہ کہاں ہے اور ضرورت کا درجہ کونسا ہے۔ اس میں کسی کی رائے اور فہم کا کوئی دخل نہیں۔ مگر جن احکام میں رائے اور فہم کو دخل ہے ان میں اس کا فیصلہ کرنے کا حق کا اندیشہ ہے یا نہیں اور ضرورت کا تحقق ہے یا نہیں۔ ان ہی کو ہے جن میں فتویٰ دینے کی لیاقت وقابلت موجود ہو اس کے ساتھ ان کی رائے اور فہم بھی صحیح ہو۔ نا اہلوں کی بات اس بارے میں ہر گز نہ سنی جائے۔

غرض حالات کے بدلنے یا رائے کے بدلنے سے جو احکام بدل جاتے ہیں اس کے یہ معنی نہیں کہ احکام شرعیہ زمانہ اور وقت کے تابع ہیں جیسا کہ بعض نادانوں کا خیال ہے بلکہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ شارع نے خاص قید کے ساتھ حکم کو بیان کیا تھا کہ اگر یہ قید پائے تو یہ حکم ہے نہ پائی جائے تو دوسرا حکم ہے۔ اب حالات یا رائے کے اختلاف کا حاصل یہ ہے کہ اس قید کے وجود یا عدم میں اختلاف ہے۔ جس نے قید کو موجود پایا ایک حکم کر دیا جب اس قید کو موجود نہ پایا دوسرا حکم کر دیا اور یہ دونوں حکم دراصل شارع ہی کے ہیں۔

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کے لئے مساجد اور عیدگاہ میں جانے کی اجازت کا اور صحابہ کے زمانہ میں اس سے ممانت ہو جانے کا مدار اسی قاعدہ پر ہے۔ جس کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:۔

لَوْ اَدْرَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَتِ النِّسَآءُ لَمَنَعَھُنَّ کَمَا مُنِعَتْ نِسَآءُ بَنِیْ اِسْرَائِیْل (رواہ مسلم)

ترجمہ: اگر حضور نبی کریم ﷺ اس حالت کا مشاہدہ فرما لیتے جو عورتوں نے آپ کے بعد اختیار کی ہے تو یقیناً آپ ان کو مساجد وعیدگاہ میں جانے سے روک دیتے

جیسا بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔

خود حضور نبی کریم ﷺ نے بھی اپنے آخیر وقت میں عورتوں کے لئے اسی کو پسند فرمایا اور اسی کی ترغیب دی ہے کہ وہ نماز کے لئے مسجدوں میں نہ جایا کریں چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

لَصَلوٰةُ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلوٰتِهَا فِي حُجْرَتِهَا وَصَلوٰتُهَا فِي مِخْدَعِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلوٰتِهَا فِ بَيْتِهَا (رواه الطبرانی فی الاوسط)

ترجمہ: عورت کا گھر کے اندر نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور کوٹھڑی میں نماز پڑھنا گھر کے اندر پڑھنے سے افضل ہے۔

مگر حضور نبی کریم ﷺ نے صرف ترغیب پر اکتفا فرمایا۔ سختی کے ساتھ عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے نہیں روکا۔ کیونکہ اس وقت عورتوں کو باہر نکلنے کی ضرورتیں زیادہ تھیں اور عام طبائع میں نیکی کا غلبہ اور سزا کا خوف ایسا تھا جس کی وجہ سے فتنہ وفساد کا احتمال کمزور تھا۔ اور بعد میں عام طور پر حالت بدل گئی جس میں عورتوں کی حالت بدلنے کو بھی خاص دخل تھا اور اسی قاعدے پر فقہائے متاخرین کا یہ فتویٰ مبنی ہے۔ جس میں انہوں نے بعض محرموں کو نامحرموں کی مثل ٹھہرایا ہے۔

وَيُكْرَهُ الْخَلْوَةُ بِالصَّهْرَةِ الشَّابَّةِ لَفَسَادِ الزَّمَانِ

ترجمہ: اور جوان ساس کے پاس تنہائی میں بیٹھنا مکروہ ہے کیونکہ زمانہ فساد کا ہے اور اس احتیاط کی اجازت خود حضور نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے۔

اِحْتَجِبِىْ مِنْه' يَا سَوْدَةُ

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو ان کے باپ کے باندی زادہ سے پردہ کا حکم دیا۔ جس میں بطور احتیاط کے شرعی محرم سے پردہ کا حکم

ہے کیونکہ وہ باندی زادہ شرعاً حضرتِ سودہ رضی اللہ عنہا کا بھائی تھا۔

غرض فقہاء کا فتویٰ نص کا مقابلہ اور حکم شرعی کی مخالفت نہیں بلکہ حکم کی علت پر نظر کر کے اس فتویٰ میں نص ہی کا اتباع کیا گیا ہے اور اسی کی نظر فقہاء کا یہ قاعدہ ہے کہ علت کے ختم ہو جانے سے حکم بھی ختم ہو جاتا ہے۔ جس کا اعتبار مؤلفہ القلوب کے بارے میں کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں بعض مالدار نومسلموں کو باوجود مالدار ہونے کے محض دلجوئی کی غرض سے زکوٰۃ وغیرہ میں سے حصہ دیا جاتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد یہ حکم باقی نہیں رہا کیونکہ اب ان مالداروں کی دلداری اور دلجوئی کی ضرورت باقی نہیں رہی جبکہ ان کے دل میں اسلام مضبوط ہو گیا۔

غرض اسی قاعدے پر امام صاحب اور صاحبین کا یہ اختلاف مبنی ہے کہ امام صاحب نے بوڑھی عورتوں کے لیے صرف صبح اور مغرب وعشا کے وقت مسجد میں آنے کی اجازت دی ہے اور صاحبین نے پانچوں وقت آنے کی اجازت دی ہے اور ہر ایک قول کی جدا علت بیان کی گئی ہے۔ اور جوان یا ادھیڑ عمر عورتوں کے لئے بالاتفاق سب اوقات میں ممانعت ہے۔ (ہدایہ)۔

باب (۵):

پردہ کے متفرق احکام

اسلام سے پیشتر پردہ کی حالت:

ایام جاہلیت میں ملک عرب میں پردے کا بالکل ہی رواج نہ تھا۔ شرفا کی بہو بیٹیاں لباس پاکیزہ اور زیورات فاخرہ پہن کر کھلم کھلا بازار میں پھرا کرتی تھیں کسی کو حیا اور شرم نہ تھی۔ چنانچہ خود حضور نبی کریم ﷺ کے ابتدائے نبوت میں بھی یہی حالت تھی۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ يَقُوْمُ عَلٰى بَابِ حُجْرَتِيْ وَالْحَبْشَةُ يَلْعَبُوْنَ بِالْحِرَابِ فِي الْمَسْجِدِ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيَسْتُرُنِيْ بِرِدَائِهٖ لِاَنْظُرَ اِلٰى لَعِبِهِمْ بَيْنَ اُذُنِهٖ وَ عَاتِقِهٖ ثُمَّ يَقُوْمُ مِنْ اَجْلِيْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا الَّتِيْ اَنْصَرِفُ فَاقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ الْحَرِيْصَ عَلَى اللَّهْوِ۔ (صحیح بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم بے شک میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہوئے دیکھا اور حبشی مسجد میں برچھیوں کے ساتھ کھیلتے تھے۔ (اس لیے کہ ان کا کھیلنا برچھیوں سے سامان جہاد سے تھا لہذا وہ تیر اندازی کی طرح عبادت ہوا) اور حضور نبی کریم ﷺ اپنی چادر کے ساتھ میرا پردہ کر رہے تھے تاکہ میں آپ کے کندھوں اور کانوں کے درمیان سے ان کے کھیل کی طرف دیکھوں۔ پھر آپ

میری خاطر کھڑے رہے یہاں تک کہ میں پھری اور بس نہ کیا آپ نہ پھرے۔ پس اندازہ کرو زمانہ سے مقدار کھڑے رہنے لڑکی کے کہ صغیر سن حرص کرنے والی کھیل پر ہو (یعنی خیال کرو کہ لڑکیاں خورد سال کس قدر حریص ہوتی ہیں کھیل کے دیکھنے پر اس قدر میں کھڑی رہی اور آپ ﷺ بھی میری خاطر کھڑے رہے۔

مخالفین پردہ کے ایک زبردست اعتراض کا جواب:

اس واقعہ سے دنیا پرست ملاؤں نے اپنے دعوے کی تائید میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بھی (اجانب) نامحرم کے دیکھنے کی تہمت لگائی ہے۔ حالانکہ حدیث کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ آپ ان کے بدن کو نہیں دیکھتی تھیں بلکہ ان کی تلواروں کے کرتب یا ہاتھوں کو دیکھتی تھیں۔

چنانچہ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری قسطلانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

وَالَاتِهِمْ لَا اِلٰی ذَوَاتِهِمْ اِذْ نَظَرُ الْاَ جْنَبِيَّةِ اِلَی الْاَجْنَبِيِّ غَيْرُ جَائِزٍ.

ترجمہ: ان کے آلات (تلوار وغیرہ) کی طرف دیکھتی تھی ان کے جسم کی طرف نہیں اس لئے کہ عورت اجنبیہ کو اجنبی مرد کی طرف دیکھنا جائز ہے۔

جو لوگ کرتب دکھاتے ہیں یا پھری **گتکہ** پٹا لکڑی کا کھیل کھیلتے ہیں ان کی نظریں تلواروں اور اطراف بدن پر ہوتی ہیں اور دیکھنے والوں کی نظریں ان کی حرکات و آلات کی طرف۔ بلکہ اس وقت تو ان کو دیکھنا بھی مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ وہ نہایت سرعت کے ساتھ حرکت کرتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ اُم المؤمنین لہو لعب میں کیوں مصروف تھیں اس کا جواب امام قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ دے دیا کہ وہ کھیل ایسا نہ تھا کہ جس میں اضاعت وقت کے سوا کچھ فائدہ نہ ہو بلکہ وہ جہاد میں کام آنے والے کرتب تھے۔ اور آپ کو اس غرض سے دکھائے گئے کہ آپ ان تلواروں کے ہاتھوں کو ضبط کرلیں اور پھر عورتوں کو سکھائیں۔

چنانچہ اما قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

تَر کَھا تَنظُرُ اِلٰی لَعُبِهِمُ لِتَضبِطَه' وَتَنقُلَه' لَتَعلَّمَه' بَعُدَه'.

ترجمہ: شاید حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیکھنے کی اجازت دیدی تا کہ وہ انکے کھیل کو دیکھ کر اسے اچھی طرح یاد رکھ لیں اور اس طریقہ کی نقل کریں اور سیکھیں۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمۃ اس حدیث کے تحت میں لکھتے ہیں:۔

فِيهِ جَوَازُ اللَّعِبِ بِالسّلَاحِ لَلتَّدْرِيبِ عَلَى الْحَربِ وَ التَّنشِيطِ عَلَيهِ وَ جَوَازِ نَظرِ النِّسَاءِ اِلٰى فِعلِ الْاَجَانِبِ وَ اَمَّا نَظَرُ هُنَّ اِلٰى وَجهِ الْاَجنَبِيُّ فَاِنْ كَانَ بِشَهوَةٍ فَحَرَامٌ اِتِّفَاقاً وَ اِنْ كَانَ بِغَيرِ هَا فَالْاَصَحُّ التَحرِيمُ وَقِيلَ كَانَ هَذَا قَبلَ نُزُولِ قُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ.

ترجمہ: اس میں اسلحہ کیساتھ لڑائی کرنے کی تربیت دینے اور اس پر جرأت دلانے کا جواز ہے اور اجنبیوں کے کام کی طرف عورتوں کے دیکھنے کا بھی جواز ہے لیکن اجنبی کے چہرے کی طرف دیکھنا اگر شہوت کیساتھ ہوتو بالاتفاق حرام ہے اور اگر شہوت کے بغیر ہوتو پھر بھی صحیح یہی ہے کہ حرام ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ یہ واقعہ آیت قل للمؤمنات الخ (اے نبی مومن عورتوں سے فرما دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں۔) کے نزول سے پہلے کا ہے۔

یعنی اس واقعہ سے چند فوائد حاصل ہوئے ایک تو تلوار وغیرہ آلات حرب سے کھیلنے کا جواز تا کہ شوق و رغبت علی الجہاد پیدا ہو۔

ثانیاً عورتوں کو اجانب کے افعال کی طرف دیکھنا جائز ہوا۔ لیکن عورتوں کو اجنبی مردوں کے چہرہ کی طرف بشہوت دیکھنا تو بالاتفاق حرام ہے اور بلا شہوت بھی بنا بر قول اصح حرام ہے۔

مظاہر حق میں ہے کہ امام تورپشتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ قبل نزول حجاب کا ہے اس قول کی بنا پر تو مخالفین پردہ کا استدلال بالکل باطل ہو جاتا ہے۔ اگر امام قسطلانی علیہ الرحمہ کے قول کو اختیار کیا جائے کہ یہ واقعہ بعد نزول حجاب کا ہے۔ تب بھی مخالف کو اصلاً مفید نہیں جبکہ اس میں اجانب کی طرف نظر کرنے کا قطعی انکار اوران کے آلات کی طرف دیکھنے کا اقرار ہے۔

چہرہ کو دوسری طرف پھیر دیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كَانَ الْفَضْلُ رَدِيفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمْ فَجَاءَ تِ امْرَاءَ ةٌ مِنْ خَثْعَمَ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ اَلَيهَا وتَنْظُرُ اِلَيْهِ فَجَعَلَ النَّبِى صلی اللہ علیہ وسلم يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ اِلَى الشِّقِّ الْاٰخَرِ ٥٥١ (صحيح بخاری)

ترجمہ: فضل بن عباس حضرت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پشت سواری پر سوار تھے ایک عورت قبیلہ خثعم کی حاضر ہوئی۔ حضرت فضل اس کی طرف دیکھتے تھے اور وہ ان کی طرف تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل کے چہرہ کو دوسری طرف پھیر دیا۔

پس اگر اجانب مرد و زن چہرہ دیکھنا ممنوع ہوتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیوں فضل کا چہرہ پھیرتے اور دوسری طرف کرتے۔

باب (٦):

اسلام میں پردہ کی ابتدا

پردہ کا سب سے پہلا حکم ۵ ہجری میں نازل ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا سے عقد کیا اور ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔ کہ مومنین حضور نبی کریم ﷺ کے گھروں میں اجازت کے بغیر داخل نہ ہوں۔ اور کوئی ضروری بات کہنی ہو تو پس پردہ کہیں۔ جس کی تعمیل میں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی تمام ازواج مطہرات کے دروازوں پر پردے ڈلوا دیئے جو اس سے پہلے نہ تھے اور غیر محرم کو اندر جانے سے منع کر دیا گیا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ:

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چچا زاد بھائی تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملنے سے منع کیا تھا جس پر وہ ناراض ہو گئے۔

اس سے ثابت ہوا کہ سب سے پہلے آپ کی ازواج مطہرات کو پردہ کرنے کا حکم ہوا جیسا کہ قران مجید میں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ ط ذٰلِکَ اَدْنٰی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ ط

ترجمہ: اے پیغمبر کہہ دیجئے اپنی بیویوں سے اور صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیبیوں سے کہ نیچے لٹکا لیا کریں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں۔ اس سے جلدی پہچان ہو جایا کرے گی تو ایذاء نہ دی جایا کریں گی۔

شانِ نزول:

حضور نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں شہر کے اندر لیٹرین وغیرہ نہ ہونے کے باعث شریف زادیوں کو بھی قضائے حاجت کے لئے علی الصبح شہر سے باہر جانا پڑتا تھا۔ بدکردار لوگ (غنڈے) عوام کیا خواص عورتوں کو بھی آتے جاتے دیکھ کر ان سے ہنسی مذاق کیا کرتے تھے۔ جب ان سے دریافت کیا جاتا کہ تم کیوں شرفاء زادیوں سے ہنسی کرتے ہو تو وہ کہتے کہ ہم ان کو لونڈیاں سمجھتے ہیں ورنہ ہماری مجال نہیں۔

ایک دفعہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قضائے حاجت کے لئے بستی سے باہر جانے کا اتفاق ہوا۔ راستے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملے چونکہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا جسم کی بھاری بھرکم تھیں فوراً پہچانی جاتی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا۔ تم فوراً پہچانی جاتی ہو ذرا سمجھ کر گھر سے باہر آیا کرو۔ پس جب وہ باہر سے گھر تشریف لائیں تو حضور نبی کریم ﷺ سے تمام قصہ عرض کیا۔ اسی وقت وحی نازل ہوئی اور یہ آیتیں اتریں:۔

یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ ط ذٰلِکَ اَدْنٰی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ ط

ترجمہ: اے پیغمبر کہہ دیجئے اپنی بیبیوں سے اور صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیویوں سے کہ نیچے لٹکا کر لیا کریں اپنے ہاتھ اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں اس سے جلدی پہچان ہو جایا کرے گی تو ایذاء نہ دی جایا کریں گی۔

مطلب یہ کہ ضرورت کے باعث قضائے حاجت کے لئے شہر سے باہر جانا تو جائز ہے لیکن گھونگھٹ نکال لیا کرو تاکہ لوگ پہچان لیں کہ شریف زادی ہے لونڈی باندی نہیں یا یہ پہچان لیں کہ نیک بخت ہے بدکار نہیں تو پھر نہ کوئی ان

سے الجھے گا نہ ان کو چھیڑے گا۔

اس آیت کریمہ میں تعلیم ہے گھر سے باہر نکلنے کے ضابطہ کی جو کسی ضرورت سے واقع ہو کہ اس وقت بھی بے پردہ نہ ہو بلکہ اپنی چادر کا پلہ اپنے چہرے پر لٹکائیں تا کہ چہرہ کسی کو نظر نہ آئے لہذا اب اس میں کلام نہیں ہے کہ چہرہ کا چھپانا ایک واجب شرعی ہے نص قطعی دلالت قطعی۔

امّہات المؤمنین کو گھر میں پردے سے رہنے کا حکم:

اللہ تعالیٰ نے امہات المؤمنین کو پھر گھر سے باہر نکلنے کی بالکل ممانعت کر دی چنانچہ اللہ تعالیٰ قران میں ارشاد فرماتا ہے:۔

وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَاتَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی۔

(سورۃ الاحزاب)

ترجمہ: اور قرار رکھو اپنے گھروں میں اور اظہار کرتی نہ پھرو پہلے زمانہ جہالت کی طرح۔

مطلب یہ کہ جیسے کفر کی حالت اور زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ عورتیں بے پردہ بناؤ سنگار دکھاتی پھرا کرتی تھیں ایسا نہ کرو بلکہ پردہ میں بیٹھو اور گھروں میں قرار پکڑو۔

اس آیت کریمہ میں گو خطاب ازواج مطہرات کو ہے لیکن سیاق و سباق میں اس کے متصل اگلے اور پچھلے کئی حکم عام ہیں مثلاً فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ یعنی اور قائم رکھو نماز وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ یعنی دیتی رہو زکوٰۃ۔

وَاَطِعْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یعنی اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبردار ہو جاؤ۔

پس اس صورت میں اس کو مِنْ کُلِّ الْوُجُوْہِ خاص کہنا نہ صرف مستعبد بلکہ بعید از عقل ہے کیونکہ خود آیت کریمہ ہی میں غور کرنے سے خصوصیت کا احتمال نہیں رہتا۔

جائے غور ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کو جو مسلمانوں کی مائیں ہیں گھروں میں رہنے کا حکم ہوا ہے تو بھلا عام عورتوں کو تو بدرجہ اولیٰ حکم ہوگا کیونکہ ان میں بہت بڑے فتنہ کا خدشہ ہے۔

عورتوں کو گھر سے باہر نکلنے اور سڑکوں کے درمیان چلنے کی ممانعت:

عورتوں کو گھروں سے باہر نکلنا نہیں چاہیے اور نہ ہی سڑکوں کے بیچ میں چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ لَیْسَ لِلنِّسَاءِ نَصِیْبٌ فِی الْخُرُوْجِ اِلَّا مُضْطَرَّةٌ اِلٰی قَوْلِهٖ وَلَیْسَ لَهُنَّ نَصِیْبٌ فِی الطُّرُقِ اِلَّا الْحَوَاشِیْ٥

(الطبرانی فی الکبیر)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کے لئے گھر سے باہر نکلنے میں کچھ حصہ نہیں مگر یہ کہ مجبور و مضطر ہوں۔ (اسی حدیث میں یہ بھی ہے) کہ عورتوں کے لئے راستوں میں چلنے کا کوئی حق نہیں سوائے کناروں کے (اس کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے)۔

بغیر اجازت خاوند کے کسی کو گھروں میں آنے کی ممانعت:

ہر ایک دین دار عورت کو ضروری ہے کہ وہ کسی آدمی کو اپنے گھر میں آنے نہ دے۔ ہاں اگر خاوند سے اجازت لے لے تو پھر مضائقہ نہیں ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ مَعَاذٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَحِلُّ لِاْمْرَأَةٍ تُوْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تَاْذَنَ فِیْ بَیْتِ زَوْجِهَا اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَلَا تَخْرُجَ وَهُوَ کَارِهٌ

وَلا تُطِیعُ فِیهِ اَحدًاO

(رواه الطبرانی فی الکبیر ،الحاکم المستدرک، البیهقی فی السنن)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی عورت کو جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ جائز نہیں کہ اپنے شوہر کے گھر میں بغیر اس کی اجازت کے کسی کو آنے دے نیز عورت کو شوہر کی مرضی کے خلاف گھر سے باہر نکلنا بھی جائز نہیں اور اس بارے میں کسی کی اطاعت بھی جائز نہیں۔

اکیلی عورت کے گھر میں جانے کی ممانعت:

اگر کوئی عورت اپنے گھر میں اکیلی رہتی ہو یا اس کا خاوند کہیں گیا ہوا ہو تو اس کے گھر میں جانا منع ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَاتَلِجُوْا عَلَی الْمُغِیْبَاتِ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنْ اَحَدِکُمْ مَجْرِی الدَّمِ قُلْنَا وَمِنْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَمِنِّیْ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِیْ عَلَیْهِ فَاَسْلَمُO (الترمذی)

ترجمہ: ترمذی شریف میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان عورتوں پر داخل نہ ہو جن کے خاوند غائب ہیں اس لئے کہ شیطان تمہاری رگ رگ میں پھرتا ہے۔ ہم نے کہا اور آپ یارسول اللہ۔ آپ نے فرمایا اور میں بھی لیکن اللہ نے میری مدد کی ہے شیطان پر پس میں سلامت رہتا ہوں۔

لفظ اَسلَمَ صیغہ ماضی کے ساتھ بھی بعض روایات میں آیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ شیطان مسلمان ہو گیا ہے۔

غیر محرم مرد و عورت کا تخلیہ میں بیٹھنا ممنوع ہے:

ایک ہی کمرے میں غیر محرم مرد اور عورت کا تنہا بیٹھنا ممنوع ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ اِلَّا كَانَ ثَالِثُهُمَا الشَّيْطٰنُ (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مرد کسی عورت کے پاس تنہا جگہ میں بیٹھے گا تو تیسرا ان کے ساتھ شیطان ضرور ہوگا۔

یعنی شیطان ان دونوں کے ساتھ ضرور ہوتا ہے۔ ان کی شہوت کو جوش میں لاتا ہے یہاں تک کہ وہ دونوں کو زنا میں ڈالتا ہے۔

اس حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ نامحرم مرد و عورت کا تنہا جگہ بیٹھنا حرام ہے اور اگر پردہ نہ ہو تو عادت اور مشاہدہ شاہد ہے کہ ہرگز اس میں احتیاط نہ کی جائے گی۔ بالخصوص آج کل کے بے باک اور آزاد طبائع سے یہ امر یقینی ہے پس بے پردگی ذریعہ ہوگی اس تنہائی کی اور یہ تنہائی حرام تو اس کا ذریعہ یعنی بے پردگی بھی حرام پس پردہ مروجہ واجب۔

کتب فقہ میں مرقوم ہے کہ اگر کوئی مرد کسی نامحرم عورت کے پاس تخلیہ میں بیٹھے اور وہاں تیسرا شخص نہ ہو تو اس عورت کا مہر اس مرد پر پڑ جاتا ہے خواہ انہوں نے آپس میں سوائے گفتگو کے اور کوئی ناجائز کام نہ کیا ہو۔ مگر ان کی یہ خلوت صحیحہ زنا کے حکم میں ہوگی۔ پس جو لوگ اپنی چچازاد بہن یا بیوہ چچی یا مامی یا ماموں زاد بہن وغیرہ کے ساتھ خلوت میں بیٹھتے ہیں وہ بھی اس حکم میں ہیں۔ مگر اس زمانہ میں اس کا رواج عام ہے اس کو کوئی معیوب نہیں سمجھتا۔

سائل اور مسئول کو پردہ کرنے کا حکم:

اگر کسی مرد کو کسی غیر محرم سے یا کسی عورت کو کسی غیر محرم مرد سے کچھ مانگنا ہو تو اس حالت میں بھی پردے کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ امہات المومنین کے ذکر میں قران میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ط (سورۃ الاحزاب)

ترجمہ: اور جب تم پیغمبر کی بیویوں سے کوئی چیز مانگنے لگو تو آڑ (پردے) کے پیچھے سے مانگو اس میں زیادہ پاکی ہے تمہارے دلوں کی بھی اور ان کے دلوں کی بھی۔

اس آیت سے صراحتہً ثابت ہوتا ہے کہ حجاب جس کی حقیقت متعارف ہے بہت ضروری اور اہتمام کے قابل ہے۔ باوجودیکہ چیز مانگنا ایک گونہ ضرورت بھی ہے لیکن اس ضرورت کے ساتھ بھی بے پردگی کی اجازت نہیں ہوئی۔ بلکہ اس حالت میں بھی صیغۂ امر کے ساتھ جو شرعاً وعقلاً وجوب کو مفید ہوتا ہے حفاظت حجاب کا خطاب کیا گیا۔ تو بھلا جہاں یہ ضرورت بھی نہ ہو یا اس سے خفیف ضرورت ہو۔ جیسے ہوا خوری یا توسیع معلومات دنیا تو وہاں بے حجابی کی اجازت کب ہوگی؟

حضور نبی کریم ﷺ سے غیر محرم عورتوں کا پردہ کرنا:

حضور نبی کریم ﷺ سے بھی غیر محرم عورتیں پردہ کیا کرتی تھیں چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَوْمَتِ امْرَاَةٌ مِّنْ وَّرَآءِ سِتْرٍ بِيَدِهَا كِتَابٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ. (رواہ ابوداؤد والنسائی)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت کے ہاتھ میں خط تھا اس نے پردے کے پیچھے سے حضور نبی کریم ﷺ کی طرف اس کو دینے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

اس حدیث سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ عورتوں کو اپنے سامنے نہ آنے دیتے تھے پس جب خود حضور نبی کریم ﷺ عورتوں سے پردہ کرائیں تو پھر آپ کی ذات اقدس سے بڑھ کر کون سا بزرگ یا پیر اور کون سا رشتہ دار نیک نظر ہوسکتا ہے جس سے بے حجابی جائز ہوسکتی ہے۔

مطلقہ عورتوں کو گھر سے باہر جانے کی ممانعت:

جن عورتوں کو طلاق مل جاتی ہے ان کو سخت پردہ کرنے کا حکم ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ قران میں ارشاد فرماتا ہے۔

لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ط

(سورۃ طلاق)

ترجمہ: ان طلاق دی ہوئی عورتوں کو ان کے رہنے کے گھروں سے مت نکالو اور نہ وہ نکلیں مگر یہ کہ کھلی بے حیائی اختیار کریں (تو اور بات ہے) اور یہ خداوندی ضابطے ہیں اور جو خدا تعالیٰ کے ضابطوں سے ادھر اُدھر گیا اس نے اپنا ہی نقصان کیا۔

اس آیت کریمہ میں طلاق والی عورتوں کو گھر میں رہنے اور رکھنے کی تاکید پائی جاتی ہے اور اس حبس کو سزائے طلاق تو کہہ نہیں سکتے کیونکہ اگر کسی صورت میں طلاق نازیبا ہے تو وہ مرد کا فعل ہے۔ عورت کو سزائے حبس کیوں دی جائے تو بالضرور کہنا پڑے گا کہ عورت کی وضع فطری کا مقتضا یہی ہے کہ گھر میں رہا کرے اور یہ وضع اور یہ مقتضا قبل طلاق بھی اسی حالت پر تھا۔ لیکن طلاق کا اس

میں دخل ہونا جیسا کہ آیت کریمہ سے معلوم ہوا وہ نفس وجوب حجاب میں نہیں بلکہ زیارت حجاب میں ہے اور وجہ اس زیارت کی یہ ہے کہ قبل طلاق چونکہ یہ عورت ایک مرد کے لئے نامزد تھی۔ اس لئے طماعین (شہوت کی طمع رکھنے والے) کی طمع کسی قدر منقطع تھی اور اب بوجہ آزد ہو جانے کے طماعین کے قلوب میں زیادہ میلان ہوسکتا ہے اس لئے زیادہ حفاظت کی ضرورت ہوئی۔ پس جو ضرورتیں جواز خروج کے لئے قبل طلاق کافی تھیں۔ اب ان کے مقابلہ میں موجبات حجاب میں زیادہ شدت ہوگی اور وہ سابق ضرورتیں جواز کے لئے ناکافی سمجھی جاتی ہیں۔

اعتراض:

اگر کوئی یہ کہے کہ عدت کے گزر جانے کے بعد نکلنے کی کیوں اجازت ہے حالانکہ اس وقت اس طمع میں اور قوت ہو جاتی ہے؟

جواب:

اس فرق کے دو سبب ہیں۔

(۱) یہ کہ اس وقت کی طمع کا تدارک نکاح سے ممکن ہے بخلاف حالت عدت کے کہ دوسرا نکاح بھی حرام ہے۔

(۲) یہ کہ اس وقت کوئی اس کا کفیل نفقہ نہیں۔ اس لئے ضرورت کے لحاظ میں وسعت کی گئی مگر عدت میں طلاق دہندہ کے ذمہ اس کا نفقہ ہے لہٰذا اس وسعت کی ضرورت نہیں سمجھی گئی اور اس تاکیدی حکم کو اور زیادہ مؤکد اس لیے کیا گیا کہ اس کو منجملہ حدودِ خداوندی فرمایا اور تعدی حدود (حدود کو توڑنے) پر وعید سنائی۔

غرض صرف شرعی ضرورت سے جو بہت ہی شدید ہو اخراج کو گوارا کیا اور ماسوا ضرورت شدید میں اصل حکم حبس فی البیوت ہی باقی رہا۔

عورت کا سر سے پاؤں تک پردہ کرنا:

عورت کو سر سے پاؤں تک پردہ کرنے کا حکم ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطٰنُ ٥ (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عورت قابل ستر ہے یعنی سر سے پاؤں تک پوشیدہ رہنے کے قابل ہے۔ جب وہ اپنے پردہ سے نکلتی ہے یعنی جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے مردوں کی نظروں میں اچھا کر کے دکھلاتا ہے۔

غرض عورت کو ایسے پردے میں رہنا چاہیے جیسے اعضائے مخصوصہ کو پردہ میں رکھا جاتا ہے اور جیسے اعضائے مخصوصہ کا لوگوں کے سامنے کھولنا معیوب اور گناہ ہے ایسے ہی عورت کا غیر محرم لوگوں کے سامنے ہونا مذموم اور جرم ہے۔

پردے کے بارے میں صحابہ کرامؓ کا دستور العمل:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پردہ کرنے میں زیادہ سختی کیا کرتے تھے۔

چنانچہ مجالس الابرار میں مرقوم ہے۔

كَانَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَسُدُّوْنَ الثُّقَبَ وَالْكُوٰى فِي الْحِيْطَانِ لِئَلَّا تَطَّلِعَ النِّسَاءَ عَلَى الرِّجَالِ.

ترجمہ: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ دیواروں کے جھروکوں اور سوراخوں کو بند کر دیا کرتے تھے تاکہ عورتیں مردوں کو نہ دیکھ سکیں۔

بوڑھی عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم:

بوڑھی عورتوں کو بھی ایک حد تک پردہ کرنا چاہیے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِیْنَةٍ ۚ وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ۚ (سورۃ نور)

ترجمہ: اور جو عورتیں ایسی ہار گئی ہیں کہ ان کو منکوحہ بننے کا احتمال بھی نہیں رہا یعنی جو بوڑھی ہیں اور نکاح کی توقع نہیں رکھتیں ایسیوں کو اس بات میں کچھ گناہ نہیں کہ وہ اپنے خاص خاص کپڑے اتار رکھیں بشرطیکہ زینت کے مواقع ظاہر نہ کریں اور اس سے بھی بچیں تو اور بھی بہتر ہے۔

ان خاص کپڑوں سے مراد زائد کپڑے ہیں جن سے منہ اور ہاتھ وغیرہ چھپایا جاتا ہے کیونکہ بِجُز وَجْهُ (چہرہ) اور کَفَّیْنَ (ہتھیلیاں) کے باقی بدن کا چھپانا تو جوان بوڑھی سب ہی کے لیے فرض ہے۔ چنانچہ اسی آیت کریمہ میں بھی یہ شرط لگا دی ہے غیر متبرجات بزینۃ ط اور زینت میں سارا بدن داخل ہے باستثنائے ضروری الا ماظہر منہا کے جس کی تفسیر وجہ اور کفین ہے جیسا کہ سابقہ آیت میں مذکور ہے۔ پس وہ آیت اس آیت کی تفسیر ہو جائے گی۔ زائد کپڑوں سے یقیناً وجہ اور کفین کے چھپانے والے کپڑے مراد ہوں گے۔

پھر اس میں تخصیص کی گئی بہت بوڑھی عورتوں کی جس سے صاف معلوم ہوا کہ جو عورت ایسی نہ ہو بلکہ نکاح کے قابل ہو یعنی جوان ہو یا میانہ عمر ہو تو کسی کے سامنے ان زائد کپڑوں کے اتارنے کی اس کو بلا ضرورت اجازت نہیں تو وجہ اور کفین کا واجب الستر ہونا بدلالت واضحہ اس سے مفہوم ہوا۔ البتہ چونکہ اس کا وجوب سترلغیرہ ہے۔ اور وہ غیر نساء قواعد میں مرفوع ہے۔ لہٰذا ان کو انکشاف کی اجازت ہوگئی۔ لیکن اجازت ہی کے ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ اس سے بھی بچیں تو اور بہتر ہے۔ جس سے متیقن ہو گیا کہ یہ اجازت رخصت ہے۔

پس جب بوڑھیوں تک کے لئے یہ حکم ہے تو بھلا نوجوان عورتوں کو کہاں اجازت ہوگی کہ وہ دور دور کے رشتہ داروں کے سامنے بے دھڑک آیا جایا کریں۔

پردہ کے متعلق فقہی مسائل:

جس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو اس کے منہ کو دیکھنا جائز ہے۔ اگرچہ شہوت کا خوف ہو مگر امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک ممنوع ہے ایک روایت میں بشرط اذن جائز لکھا ہے۔(تبیینَ)

طبیب اور خاتن کو جائز ہے کہ صبیہ، مختونہ و مریضہ کی اندام نہانی پر نظر کرے جب کہ کوئی زن طبیبہ اور خاتنہ نہ ملتی ہو اور مرض کی زیادتی کا خوف ہو تو اس صورت میں طبیب (ڈاکٹر) کے لئے لازم ہے کہ حتیٰ المقدور آنکھ بند کر کے علاج کرے اور مریضہ کو بھی چاہیے کہ سوائے مرض کے مقام کے تمام بدن کو چھپائے رکھے۔ (اَنَّ مَایَثبُتُ بِالضُّرُوْرَۃِ یُتَقَدَّرُ بِقَدْرِھَا) یعنی جو چیز ضرورت کے لیے جائز ہوئی وہ ضرورت کے موافق ٹھہرائی جاتی ہے۔ (سراجیہ)

تفسیر کبیر میں مرقوم ہے کہ اگر کوئی اجنبیہ عورت پانی میں ڈوبتی ہوئی یا آگ میں جلتی ہوئی نظر پڑے تو اس کے نکالنے کے واسطے اس کو دیکھنا اور چھونا جائز ہے۔

تعزیر کے وقت زن حرہ کنیزک کا حکم رکھتی ہے جیسا کہ روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک عورت نوحہ کرنے والی کو دُرے سے مارا یہاں تک کہ اس کے سر سے برقعہ گر پڑا۔ حاضرین نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین! یہ عورت بے ستر ہوگئی۔ آپ نے فرمایا کہ شریعت میں اس کی حرمت ساقط ہوگئی۔ اب یہ باندیوں کی مانند ہے۔ (آداب القاضی وغیرہ)۔

غیر محرم عورتوں کو دیکھنے کی ممانعت:

اجنبی مردوں کے لیے لازم ہے کہ وہ غیر محرم عورتوں کے حسن و جمال کو نہ دیکھیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ○ (سورہ نور)

ترجمہ: اے میرے حبیب! کہہ دے مسلمان مردوں سے کہ نیچی رکھا کریں اپنی نظریں اور حفاظت کریں اپنی شرم گاہوں کی یہ ان کے لئے پاکیزہ تر ہے بے شک اللہ کو خبر ہے جو یہ کرتے ہیں۔

غرض غیر محرم عورتوں کی طرف شہوت سے دیکھنا ممنوع ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص اجنبی عورت کی شکل و شمائل پر شہوت سے نظر ڈالے گا۔ قیامت کے دن اس کی آنکھوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔

ہاں اگر اتفاق سے بغیر شہوت کے زینت ظاہرہ یعنی منہ اور ہاتھ پر نگاہ پڑ جائے تو مضائقہ نہیں لیکن دوبارہ نہیں دیکھنا چاہیے۔

غیر محرم عورتوں کو دیکھنے سے وساوس شیطانی کا پیدا ہونا:

غیر محرم عورتوں کو دیکھنے سے وسوسہ شیطانی پیدا ہوتا ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَرْاۃَ تُقْبِلُ فِیْ صُوْرَۃِ شَیْطَانٍ وَ تُدْبِرُ فِیْ صُوْرَۃِ شَیْطَان. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے اور شیطان کی صورت میں واپس جاتی ہے۔

عورتوں کو خوشبو لگا کر گھر سے باہر جانے کی ممانعت:

عورتوں کو خوشبو (پرفیوم) وغیرہ لگا کر گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہیے۔ بالخصوص غیر محرم مردوں کے پاس سے گزرنا اور بھی ممنوع ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امْرَاۃٍ اِسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ عَلٰی قَوْمٍ لِیَجِدُوْا رِیْحَھَا فَھِیَ زَانِیَۃٌ وَکُلُّ عَیْنٍ زَانِیَۃٌ.

(رواہ النسائی وترغیب والترہیب)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت عطر لگا کر مردوں کے پاس سے گزرے تاکہ اس کی خوشبو سونگھیں وہ عورت زنا کار ہے اور ہر آنکھ جو اس کو دیکھے زنا کار ہے۔

غیر محرم عورت کی طرف اچانک نظر پڑنا:

غیر محرم عورت کی طرف اگر کسی کی اچانک نظر پڑ جائے تو وہ معاف ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ جَابِرْ جَرِیْرِ بِنْ عَبْدُاللّٰہُ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ عَنْ نَظْرِ فَجْاَۃٍ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَصْرِفَ بَصْرِیْ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت جابر جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق حکم دریافت کیا تو آپ نے مجھ کو حکم دیا کہ فوراً نظر کو پھیر لو۔

مطلب یہ کہ جو نظر ناگہاں جا پڑے معذور ہے لیکن پھر نہ دیکھتا رہے بلکہ جلدی سے نظر پھیر لے اور پھر دوبارہ نہ دیکھے اس لئے کہ پہلی نظر جبکہ قصداً نہ

ہو تو معاف ہے۔ پھر اگر دیکھتا رہے تو گنہگار ہوتا ہے لہٰذا واجب ہے کہ فی الفور نظر پھیر لے۔ (مظاہرحق، کتاب النکاح باب النظر)

گو بلا ارادہ واچانک غیر عورت پر نظر پڑ جانا شرعاً معاف ہے مگر اس طرح بے احتیاطی روا رکھنا کہ غیر عورت پر نظر پڑ جانے کا امکان رہے اگر اس میں قصد وارادہ کا دخل نہ ہو کمال تقویٰ کے خلاف ہے اور اعلیٰ درجہ کے متقین وصالحین کے لئے اتنا بھی سخت باعث ننگ وعار ہے چنانچہ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق منقول ہے کہ ایک مرتبہ کسی اجنبی عورت پر بلا قصد نگاہ جا پڑی تو آپ اس سے اس قدر تنگ دل و پریشان ہوئے کہ زار زار روئے۔

غیر محرم کی طرف دوسری دفعہ نظر ڈالنے کی ممانعت:

کسی غیر محرم عورت کی طرف دوسری دفعہ نظر اُٹھا کر دیکھنا نہیں چاہیے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

عَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ یَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَاِنَّ لَکَ الْاُوْلٰی وَ لَیْسَتْ لَکَ الْاٰخِرَةُ.

(رواہ احمد والترمذی وابوداؤد والدارمی)

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فرمایا اے علی (رضی اللہ عنہ)! نہ نظر ڈال پیچھے نظر کر کے (یعنی جب غیر محرم عورت پر ایک بار نظر ناگہاں جا پڑے۔ تو پھر دوبارہ اس کو نہ دیکھ) اس لئے کہ تیرے لیے پہلی نظر جائز ہے (یعنی جبکہ بغیر قصد کے ہو) اور دوسری نظر جائز نہیں ہے۔

غیر محرم عورت کو دیکھ کر نظر کو دوسری طرف کرنے کا ثواب:

حدیث پاک میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَامِنْ

مُسْلِمٍ یَنْظُرُ اِلٰی مَحَاسِنِ امْرَأَۃٍ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ثُمَّ یَغُضُّ بَصَرَہٗ اِلَّا اَحْدَثَ اللّٰہُ عِبَادَۃً یَجِدُ حَلَاوَتَھَاo (رواہ احمد)

ترجمہ: حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں کوئی مسلمان کہ اس کی نظر ایک عورت کے حسن کی طرف جا پڑے پہلی بار یعنی اول نظر بغیر قصد کے پھر وہ اس سے اپنی نگاہ پھیر لے مگر اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک عبادت پیدا کرے گا کہ اس کا مزہ پائے گا (یعنی اپنے دل میں پروردگار عالم کے حکم ماننے کے سبب سے)۔

غیر محرم عورت کو دیکھنے کے شر کا ایک خاص علاج:

اگر کسی غیر عورت کو دیکھ کر اس سے محبت ہو جائے تو اس سے اس عورت کے عشق کا فتنہ پیدا ہو جانے کا خوف ہے۔ اس فتنہ کے روک تھام کی تدبیر شریعت نے یہ بتلائی ہے کہ فوراً اپنی بیوی سے جا کر مجامعت کرنی چاہیے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَرْاَۃَ تُقْبِلُ فِیْ صُوْرَۃِ شَیْطَانٍ وَ تُدْبِرُ فِیْ صُوْرَۃِ شَیْطَانٍ اِذَا اَحَدُکُمْ اَعْجَبَتْہُ الْمَرْاَۃُ فَوَقَعَتْ فِیْ قَلْبِہٖ فَلْیَعْمِدْ اِلَی امْرَأَتِہٖ فَلْیُوَاقِعْھَا فَاِنَّ ذٰلِکَ یَرُدُّ مَا فِیْ نَفْسِہٖo (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک عورت شیطان کی صورت میں آتی ہے اور شیطان کی صورت میں جاتی ہے جس وقت تم میں سے کسی کو اچھی لگے ایک عورت اور اس کی محبت اس کے دل میں آئے تو چاہیے کہ وہ اپنی عورت کی طرف قصد کرے اور اس سے صحبت کرے بے شک یہ (جماع کرنا) اس چیز کو دور کر دے گا جو اس کے دل میں ہے (یعنی اس کی خواہش کو)۔

اس حدیث میں عورت کو شیطان کے وسوسہ ڈالنے اور گمراہ کرنے کے ساتھ مشابہت دی گئی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح شیطان دل میں وسوسہ ڈالتا اور گمراہ کرتا ہے۔ ویسے ہی عورت کا دیکھنا وسوسہ اور فساد کا باعث ہے۔ اور اس سے یہ مسئلہ استنباط کیا جاتا ہے کہ عورت کے لئے ضروری ہے کہ گھر سے باہر بغیر ضرورت کے نہ نکلے اور نہ ہی بناؤ سنگار کر کے نکلے اور مرد کے لئے یہ ضروری ہے کہ غیر محرم عورت کی طرف نہ دیکھے اور نہ ہی اس کے کپڑوں کی طرف۔ ورنہ دونوں کے مبتلائے فتنہ ہونے کا اندیشہ ہے۔

عورتوں کو غیر محرم مردوں کے دیکھنے کی ممانعت:

عورتوں کو بھی غیر محرم مردوں کے دیکھنے کی ممانعت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قران مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ ۝
(سورۃ نور)

ترجمہ: میرے حبیب! مسلمان عورتوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہ یعنی آبرو کی حفاظت کیا کریں۔

وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۝

ترجمہ: اور اپنا حسن و جمال نہ دکھایا کریں مگر جو چیز کھلی ہی رہتی ہے۔

وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ ۝

ترجمہ: اور اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈال لیا کریں۔

محرم مردوں کی تفصیل:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ ۝ (سورۃ نور)

ترجمہ: اور نہ ظاہر کریں اپنا سنگار مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ دادا پر۔

اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَائِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ .... یا اپنے شوہر کے باپ پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے خاوند کے بیٹوں پر۔ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِىْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِىْٓ اَخَوٰتِهِنَّ یا اپنے بھائیوں پر یا اپنے بھتیجوں پر یا اپنے بھانجوں اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ یا اپنی عورتوں پر (یعنی اپنی ہم جنس حرہ شریف بیبیوں پر) یا اپنے ہاتھ کے مال (یعنی غلام باندیوں پر) اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ یا طفیلیوں پر کہ جو مرد صاحبِ شہوت نہیں (یعنی وہ لوگ جو بطور طفیلی ہونے کے بچا کھچا کھانا کھانے کو پیچھے ہولیں اور وہ گو مرد تو ہیں لیکن عورتوں سے کچھ غرض مطلب نہیں رکھے جیسے خواجہ سرا) اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ج یا لڑکوں پر جو مطلع نہیں ہوئے عورتوں کی شرمگاہوں پر۔ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَايُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ۔ اور دھماکے سے پاؤں نہ رکھا کریں کہ کبھی ان کا چھپا ہوا سنگار معلوم نہ ہو جائے۔

فائدہ: اس آیت میں اول تدبیر یہ بتلائی کہ نگاہ نیچی رکھو۔ اگر بضرورت تم کو کسی غیر کے سامنے آنا پڑے تو نگاہ نیچی کر کے اور کپڑوں میں لپٹ کر آؤ۔ گو یہ نگاہ بظاہر بہت خفیف اور معمولی سی معلوم ہوتی ہے لیکن سب گناہوں کی اصل اور جڑ یہی ہے۔ جیسے زکام کہ بظاہر بہت ہلکی اور خفیفہ بیماری ہے لیکن اس کے بگڑنے سے کئی طرح کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہی حال اس نظر کا ہے کہ اگر یہ بگڑ گئی تو اس سے اور گناہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے اول اسی کو روکا گیا۔

مذکورہ آیات کا خلاصہ مطلب:

ان آیات کا شانِ نزول کتب تفاسیر میں اسی طرح مرقوم ہے کہ عورتیں دوپٹہ اوڑھتے وقت ان کا ایک پلہ دوسری طرف کو پسِ پُشت لٹکا لیا کرتی تھیں

جس کو بُکّل کہتے ہیں اور گریبان بڑے بڑے ہونے کے باعث تمام سینہ کھلا رہتا تھا اس کی ممانعت میں یہ آیت نازل ہوئی اور حکم ہوا کہ آگے کو لٹکائیں اور دوپٹہ کی بُکل گریبانوں پر ماریں تاکہ سینہ بھی چھپ جائے اور اپنے زیوروں اور زینت کے مقام کو ظاہر نہ ہونے دیں۔ البتہ جو عادتاً چاروناچار کھلا رہتا ہے جس کو چھپانے میں ہرج ہے یعنی منہ اور ہتھیلیاں اور پاؤں کے پنجے جو عموماً کاروبار میں مجبوراً کھلے رہتے ہیں اجنبی سے چھپانے فرض نہیں۔ کیونکہ خرید وفروخت اور لین دین وغیرہ معاملات کے وقت منہ اور کف دست چاروناچار ظاہر ہو جاتے ہیں۔ البتہ جہاں مظنہ فتنہ اور ارتکاب حرام کا اندیشہ ہو وہاں ان کا چھپانا بھی ضروری ہے۔ خصوصاً اس فتنہ وفساد کے زمانہ میں اجنبی سے ہر عضو کا اور خاص کر چہرہ کا جو تمام حسن و جمال کا مدار اور فریفتگی کا مبدا ہے چھپانا لازمی امر ہے۔ البتہ علاج وغیرہ کی ضرورت سے طبیب (ڈاکٹر) کو دکھانا جائز ہے۔

جائے عبرت ہے کہ باوجود پردے کے بعض عورتیں مردوں کو جھانکتی تاکتی ہیں اور مردوں کو بھی ایسے موقعات دے دیتی ہیں کہ وہ ان کو دیکھ لیتے ہیں۔ خیال کیجئے کہ جو پردہ دار نہیں ہیں ان کا کیا حال ہوتا ہوگا۔

نامحرم مردوزن کو ایک دوسرے کے دیکھنے کی ممانعت:

حدیث پاک میں ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَیُّ شَیْئٍ خَيْرٌ لِّلْمَرْاَةِ فَسَكَتُوْا قَالَ فَلَمَّا رَجَعْتُ قُلْتُ لِفَاطِمَةَ اَیُّ شَیْئٍ خَيْرٌ لِّلنِّسَاءِ قَالَتْ لَا يَرَيْنَ الرِّجَالَ وَلَا يُرُوْنَهُنَّ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّیْ.

(رواہ البزار ودارقطنی فی الافراد ومجالس الابرار)

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے سب سے دریافت فرمایا کہ بتلاؤ عورت کے لئے کونسی بات سب سے بہتر ہے۔ اس پر صحابہ کرام خاموش ہو گئے اور کسی نے جواب نہ دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے واپس آ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ عورتوں کے لئے سب سے بہتر کیا بات ہے۔ انہوں نے فرمایا یہ کہ نہ وہ مردوں کو دیکھیں نہ مردان کو دیکھیں۔ میں نے یہ جواب حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا فاطمہ میری لخت جگر ہے اس لئے وہ خوب سمجھیں۔

عورتوں کی قسمیں:

عورتیں دو قسم کی ہیں۔ مسلمہ، دوسری کافرہ۔ پھر یہ دونوں دو قسم ہیں۔ حرہ اور امۃ (لونڈی) پھر حرہ کی مسلمہ دو قسم ہے۔ ایک صالحہ، دوسری فاجرہ۔

زنِ حرہ مسلمہ بالغہ کو لازم ہے کہ اپنے آپ کو ہر زنِ مسلمہ اور اپنی کنیزک کے روبرو ناف سے زانو تک پوشیدہ رکھے۔ (ذخیرہ اور سراج الوہاج)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نساء مسلمات (مسلمان عورتوں) کو مناسب نہیں کہ اپنے آپ کو کافرہ عورتوں کے روبرو ظاہر کریں۔ لیکن جس قدر غیر مردوں کے سامنے نکلنا درست ہے اسی قدر ان کے سامنے بھی ظاہر ہونا جائز ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تھا کہ اہلِ کتاب عورتوں کو منع کریں کہ مسلمان عورتوں کے ساتھ حمام میں داخل نہ ہوں۔

صالحہ عورت کو فاجرہ عورت کا دیکھنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ اجنبی مردوں کے سامنے اُس کے اوصاف بیان کرے گی۔ (سراج الوہاج)

عورت کا عورت کو بوسہ دینا مکروہ ہے:

ایک عورت کا دوسری عورت کے منہ اور رخسار پر ملاقات یا رخصت کے وقت بوسہ دینا مکروہ ہے۔

نامرد، خصی، مجبوب اور مخنث سے پردہ کرنے کا حکم:

نامرد، خصی، مجبوب اور مخنث سے پردہ کرنا چاہیے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف فرما تھے۔ اس وقت ایک مخنث میرے گھر میں بیٹھا تھا۔ اس نے میرے بھائی سے کہا۔ اے عبداللہ! اگر اللہ کے فضل سے کل کے روز طائف فتح ہو گا تو میں تم کو غیلان کی بیٹی کی نشانی بتا دوں گا کہ جب وہ آگے آتی ہے تو اس کے شکم پر نہایت فربہی سے چار شکن ظاہر ہوتے ہیں اور جب وہ پشت پھراتی ہے تو آٹھ شکن نظر آتے ہیں یعنی ہر ہر پہلو پر چار شکن پیدا ہوتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ کلام سنتے ہی فرمایا کہ مخنث، مجبوب، خصی اور عنین کو گھروں میں آج سے آنے نہ دو۔ اس لئے کہ یہ لوگ اگرچہ جماع کی طاقت نہیں رکھتے مگر ان کو باقی لذتیں حاصل ہیں۔ (مشکوٰۃ)

یاد رہے کہ خصی وہ ہے جس کے خصیئے نہ ہوں۔ مجبوب وہ ہے جس کا ذکر نہ ہو۔ عنین نامرد کو کہتے ہیں۔ مخنث وہ ہے جس میں مردانہ و زنانہ دونوں علامتیں نامکمل ہوں اور وہ لواطت کراتا ہو۔

غیر محرم عورت سے اس کے خاوند کی اجازت کے بغیر گفتگو کی ممانعت:

غیر محرم عورت سے اس کے خاوند کی اجازت کے بغیر گفتگو کرنا منع ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ عَمرٍو قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ تَكَلَّمَ النِّسَاءُ اِلَّا بِاِذْنِ اَزْوَاجِهِنَّ. (رواہ الطبرانی فی الکبیر)

ترجمہ: حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ عورتوں سے بغیر شوہروں کی اجازت کے بات چیت کی جائے۔

دوسری حدیث میں ہے۔

عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ بَلَغَنِىْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُحَدِّثْنَ مِنَ الرِّجَالِ اِلَّا مَحْرَمًا. (رواہ ابن سعد)

ترجمہ: حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتیں اپنے محرموں کے سوا اور مردوں سے بات نہ کریں۔ (اس کو ابن سعد نے روایت کیا ہے)۔

نامحرم عورت کو ہاتھ لگانے کی ممانعت:

نامحرم عورت کو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِىْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ اَلْيَدُ زِنَاهَا الْبُطْشُ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث میں روایت ہے کہ فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاتھ کا زنا نامحرم کو پکڑنا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے۔

عَنْ مَعْقَلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَاَنْ يُطْعَنَ فِىْ رَأْسِ اَحَدِكُمْ بِمَخِيْطٍ مِنْ حَدِيْدٍ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّمَسَّ امْرَاَةً لَا تَحِلُّ لَهٗ. (رواہ الطبرانی والبیہقی)

ترجمہ: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی سوئی چبھو دی جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لئے حلال نہیں۔

ہاں حکیم یا ڈاکٹر یا معالج وغیرہ کو صرف ضرورۃً ہاتھ لگانا جائز ہے۔

مُشتبہ غیر محرم سے بھی پردہ ضروری ہے:

اگر کسی کے غیر محرم ہونے میں شک و شبہ ہو تو بھی اس سے پردہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ فِیْ قِصَّةٍ طَوِیْلَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ لَکَ یَاعَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ احْتَجِبِیْ مِنْهُ لِمَا رَأیٰ مِنْ شَبْهِهٖ بِعَتَبَةَ فَمَا رَاٰهَا حَتّٰی لَقِیَ اللّٰهَ۝

(صحیح بخاری، مسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک قصۂ طویل میں روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے (مقدمۂ سعد اور عبد بن زمعہ میں فیصلہ کے لئے یہ) فرمایا کہ یہ لڑکا تم کو دیا گیا ہے۔ اے عبد بن زمعہ کیونکہ اولاد حق صاحبِ فراش کا ہے اور بدکار کے لئے پتھر۔ پھر آپ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا کہ اس لڑکے سے پردہ کیا کرو کیونکہ آپ نے اس لڑکے کی صورت عتبہ سے ملتی دیکھی۔ پھر وہ لڑکا مرتے دم تک حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو دیکھنے نہیں پایا۔

یہ لڑکا زمعہ کی لونڈی کا تھا۔ جو عتبہ کے نطفۂ ناجائز سے پیدا ہوا تھا۔ عتبہ کے مرنے کے بعد برادر عتبہ نے اس لڑکے کے بھتیجا ہونے کا دعویٰ کیا۔ زمعہ کا ایک بیٹا تھا۔ عبد نے اس لڑکے کے بھائی ہونے کا اس بناء پر دعویٰ کیا کہ میرے باپ کی ایسی لونڈی سے پیدا ہوا جو میرے باپ کے استعمال میں رہتی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے موافقِ قانون شرعی کے کہ نطفہ حلال سے نسب ثابت ہوتا ہے۔

نطفۂ حرام سے ثابت نہیں ہوتا۔ اس لڑکے کو عبد بن زمعہ کا بھائی قرار دیا اور آپ کی بیوی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا انہی زمعہ کی بیٹی ہیں تو اس قاعدہ کے موافق وہ لڑکا حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا بھائی ہوا اور محرم ہونے کی وجہ سے پردہ کی ضرورت نہ تھی لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے احتیاطاً بوجہ مشابہت شکل عتبہ کے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو پردہ کا حکم فرمایا جس پر بہت پابندی کے ساتھ عمل کیا گیا۔

اس قصہ سے معلوم ہوا کہ پردہ کا اس درجہ شدت سے اہتمام تھا کہ خفیف سے خفیف شبہ پر بھی احتیاط کی جاتی تھی۔

دیور اور جیٹھ وغیرہ سے پردہ کرنے کا حکم:

ملک ہندوستان (پاک و ہند) میں بالخصوص یہ مرض عام طور پر پھیلا ہوا ہے کہ عورتیں دیور اور جیٹھ وغیرہ سے پردہ نہیں کرتیں اور ان کے سامنے کہنیوں تک ہاتھ اور گردن تک سر کھولے ہوئے بے دھڑک پھرا کرتی ہیں۔ حالانکہ باہر کے مردوں اور ان مردوں میں پردے کے معاملہ میں کچھ فرق نہیں ہے۔ بلکہ ان کا فتنہ غیر مردوں سے زیادہ خطرناک ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ عورت کا شوہر کے بھائی بھتیجوں کے سامنے ہونا درست ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایسے رشتہ دار عورت کے حق میں گویا موت ہیں (یعنی جیسا لوگ موت سے ڈرتے اور پرہیز کرتے ہیں ویسے ہی عورتوں کو خاوند کے بھائی وغیرہ سے بچنا اور پردہ کرنا چاہیے)۔

حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ عَقبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَآءِ فَقَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَأَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ ۝ (صحیح بخاری، مسلم)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کے پاس آمدورفت رکھنے سے بچا کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھلا دیور کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا دیور تو پوری موت ہے۔

اس حدیث میں بے ضرورت اور بے تکلف عورتوں کے پاس آمدورفت رکھنے کو حرام فرمایا ہے اور فطرتِ صحیحہ اور دلالتِ صریحہ سے ثابت ہے کہ اس آمدورفت کا عمدہ انسداد یہ پردۂ مروجہ ہے ورنہ اور کوئی امر اس درجہ کا مانع قوی نہیں۔ چنانچہ مشاہدہ ہے تو جب پردہ مروجہ نہ ہوگا یہ بے محابا آمدورفت بھی ضرور رہے گی اور ایسی آمدورفت حرام ہے تو بے پردگی جو اس کا ذریعہ ہے نیز حرام ہے پس پردۂ مروجہ واجب ہے۔

اَندھے سے پردہ کرنے کا حکم:

حدیث شریف میں آیا ہے۔

عَنْ اُمِّ سَلْمَةَ اَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَيْمُوْنَةُ اِذْ اَقْبَلَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِحْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ هُوَ اَعْمٰى لَايُبْصِرُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَفَعَمْيَاوَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهٖ ۝ (رواہ احمد والترمذی وابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا (دونوں ازواجِ مطہرات سے ہیں)۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھیں۔ اتنے میں حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جو نابینا صحابی تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اندر آنے لگے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں ازواج کو فرمایا کہ اس سے پردہ کرو۔ ام سلمہ

رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ وہ تو نابینا ہیں۔ ہم کو تو وہ دیکھ نہیں سکتے۔ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا کیا تم بھی اندھی ہو اور کیا تم دونوں ان کو نہیں دیکھ سکتیں۔ (یعنی اگر وہ اندھا ہے تو تم دونوں تو اندھی نہیں ہو)۔

اس حدیث سے ظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ جیسے مرد کو عورت کا دیکھنا حرام ہے۔ ویسے ہی عورت کو مرد کا دیکھنا حرام ہے لیکن محققین کے نزدیک یہ حدیث ورع اور تقویٰ پر محمول ہے۔

دیکھئے! باوجودیکہ اس مقام پر کسی قسم کی خرابی اور وسوسہ کا احتمال بھی نہ تھا۔ کیونکہ ایک طرف تو ازواجِ مطہرات تھیں جو مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ دوسری طرف ایک پاک سرشت و نیک نہاد صحابی۔ پھر وہ بھی اندھے لیکن اس پر بھی مزید احتیاط کے لئے یا تعلیم امت کے لئے آپ نے ان ازواج کو پردہ کرنے کا حکم فرمایا۔ پھر بھلا عام عورتوں کو غیر مردوں کے سامنے آنا جانا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

رفعِ اشتباہ:

بعض لوگوں نے اس حدیث کی یہ غلط تاویل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہ کے کپڑوں میں پردہ کے لحاظ سے کوئی نقص ہوگا یا ازواج مطہرات ان کو غور سے دیکھتی تھیں یا یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے نظر بند کرنے کا حکم دیا۔ محض لغو اور لچر باتیں ہیں کیونکہ ایک جلیل القدر صحابی کی شان سے قطعی بعید ہے کہ وہ بارگاہِ رسالت میں خلاف لباس شرعی یا بے ستری کی حالت میں حاضر ہو۔ علاوہ اس کے اگر ان کے ستر میں کسی قسم کی کمی تھی تو حضور نبی کریم ﷺ بھی اپنا رُخِ انور پھیر لیتے یا آنکھیں بند کر کے ان کو ہدایت فرماتے۔

غیر محرم برات اور دولہا دیکھنے کی ممانعت:

عموماً دیکھا جاتا ہے کہ بیاہ شادیوں میں بے پردگی کثرت سے ہوتی ہے

چنانچہ عورتیں برات اور دولہا کی زیارت کو خانہ کعبہ کی زیارت سمجھتی ہیں۔ جہاں کہیں برات کی آمد آمد ہوئی۔ دھڑا دھڑ عورتیں سج دھج کر گھروں سے باہر نکل کر راستہ میں کھڑی ہو جاتی ہیں۔ جب برات جاتی ہے تو پہلے یہ فحش کلامی اور گالی گلوچ سے ان کی مزاج پرسی کرتی ہیں پھر ساتھ ہی ساتھ ایک دوسری سے یوں کہتی ہیں کہ اری دیکھو تو سہی کہ دولہا خوبصورت ہے یا دلہن۔ کوئی کہتی ہے کہ دولہا خوبصورت ہے کوئی کہتی ہے کہ دلہن خوبصورت ہے غرضیکہ کوئی کچھ کہتی ہے اور کوئی کچھ۔

خیال کیجئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کو صحابی کے سامنے جو باوجود نیک ہونے کے اندھے بھی تھے آنے کی اجازت نہ ملی تو بھلا آج عام عورتوں کو دولہا کا دیکھنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ درحقیقت مسلمان عورتوں اور مردوں میں حیا و شرم کا نام تک نہیں رہا۔ غیر اقوام کی دیکھا دیکھی یہ بھی بے غیرت ہو گئے ہیں۔ (اور اب تو بہت زیادہ بے شرعی بے حیائی کا زمانہ ہے اور بے غیرتی، عریانی، فحاشی کو روشن خیالی کا نام دیا جا رہا ہے)

نامحرم مُردہ سے پردہ کرنے کا حکم:

شریعت میں تو عورت کے لئے یہاں تک حکم ہے کہ وہ نامحرم مردہ کو بھی نہ دیکھے۔ چنانچہ حدیث میں مرقوم ہے کہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے خاوند حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو میں روضۂ مقدسہ پر کھلے منہ آیا کرتی تھی۔ جب میرے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو پھر بھی روضۂ مقدسہ پر کھلے منہ آیا کرتی تھی۔ لیکن جب امیر المومنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ یہاں دفن کئے گئے تو پھر میں یہاں کپڑا اوڑھ کر اور منہ ڈھانک کر آیا کرتی کیونکہ وہ غیر محرم تھے۔

دیکھئے پردہ کی کس قدر احتیاط کی جاتی تھی۔ بظاہر یہ خیال آتا ہو گا کہ

مردہ کے دیکھنے میں کیا حرج ہے۔ سو یہ نہ کہو کبھی اس سے بھی روگ پیدا ہو جاتا ہے اگر روگ لگ گیا یعنی اس کا خیال بندھ گیا تو دل تو ناپاک ہو گیا۔

غیر محرم کو سلام کرنے کی ممانعت:

کتب فقہ میں مرقوم ہے کہ غیر مرد کو عورت کا سلام کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ سلام میں یہ خاصیت ہے کہ اس سے فوراً محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لیے حدیث صحیح میں روایت ہے کہ جب دو مسلمان آپس میں لڑیں تو تین دن کے بعد ان کو فوراً گفتگو کرنی چاہیے اور ان میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کی طرف سے سلام کی ابتدا ہو یعنی جو سب سے پہلے سلام کرے اور ملاقات کے وقت بھی اس لیے سلام کرنے کا حکم ہے تا کہ آپس میں محبت بڑھے۔ غرض فضول کلام تو دور کی چیز ہے۔ شریعت نے تو غیر محرم مرد کو سلام کرنے کی بھی اجازت نہیں دی۔

غیر محرم کا جھوٹا کھانا مکروہ ہے:

کتب فقہ میں مرقوم ہے کہ اجنبی مرد کا جھوٹا عورت کو اور اجنبی عورت کا جھوٹا مرد کو کھانا مکروہ ہے اس لئے کہ معاً یہ خیال پیدا ہو گا کہ بڑا نازک مزاج ہے اور نیز جس جگہ ہاتھ لگا ہے وہاں سے کھانے میں التذاذ ہو گا۔ اس لئے شرع نے ممانعت کر دی۔

بغیر اجازت گھر میں داخل ہونے کی ممانعت:

کسی شخص کو غیر محرم کے گھر میں بلا اجازت جانا جائز نہیں۔

شانِ نزول:

ایک انصاریہ عورت نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں اکثر اوقات اپنے گھر میں ایسی حالت پر ہوتی ہوں کہ دوسرے کا مجھے ایسی حالت میں دیکھنا ناگوار گزرتا ہے۔ اس پر یہ

آیت نازل ہوئی۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَدۡخُلُوۡا بُیُوۡتًا غَیۡرَ بُیُوۡتِكُمۡ حَتّٰی تَسۡتَاۡنِسُوۡا وَ تُسَلِّمُوۡا عَلٰۤی اَهۡلِهَا ؕ ذٰلِكُمۡ خَیۡرٌ لَّكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ ○ (سورہ نور)

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ جایا کرو دوسرے گھروں میں اپنے گھروں کے سوا۔ تاوقتیکہ اجازت نہ لے لو اور اسلام علیک نہ کہہ لو ان گھر والوں پر یہ تمہارے لئے بہتر ہے عجب نہیں کہ تم یاد رکھو۔

کس قسم کے گھروں میں اجازت لینے کی ضرورت نہیں:

اللہ تعالیٰ قران مجید میں فرماتا ہے۔

فَاِنۡ لَّمۡ تَجِدُوۡا فِیۡهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدۡخُلُوۡهَا حَتّٰی یُؤۡذَنَ لَكُمۡ ۚ وَ اِنۡ قِیۡلَ لَكُمُ ارۡجِعُوۡا فَارۡجِعُوۡا هُوَ اَزۡكٰی لَكُمۡ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ عَلِیۡمٌ ○ لَیۡسَ عَلَیۡكُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ تَدۡخُلُوۡا بُیُوۡتًا غَیۡرَ مَسۡكُوۡنَةٍ فِیۡهَا مَتَاعٌ لَّكُمۡ ؕ ○ (سورۃ نور)

ترجمہ: پھر اگر تم نہ پاؤ ان گھروں میں کسی کو تو ان میں نہ جاؤ جب تک کہ تم کو اجازت نہ ہو اور اگر تم سے کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ جایا کرو یہ تمہارے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے اور جو کچھ کرتے ہو اللہ سب جانتا ہے۔ (اس میں تم پر گناہ نہیں کہ ان گھروں میں جاؤ جو خاص کسی کی سکونت کے نہیں اور ان کے برتنے کا تمہیں اختیار ہے)۔

شانِ نزول:

جب پہلی آیت سے عام طور پر دوسرے گھروں میں بلا اجازت جانا منع ہو گیا تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر تجارت کے لئے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان آتے جاتے ایسے غیر آباد مکانات میں ٹھہرنا ہوتا ہے۔ جہاں نہ کوئی آدمی ہوتا ہے نہ آدم زاد۔ وہاں بھلا کس سے اجازت لیں اور کس کو سلام کریں۔ اس وقت یہ دوسری آیت نازل

ہوئی یعنی تم پر اس میں کچھ گناہ نہیں کہ بے اجازت چلے جایا کرو۔ غیر آباد گھروں میں جن میں تمہارا اسباب رکھا ہو۔

کسی گھر میں داخل ہونے کی اجازت لینے کا طریقہ:

غنیۃ الطالبین میں ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی مسلمان کی ملاقات کو اس کے گھر پر جائے تو چاہیے کہ دروازے پر کھڑا ہو کر سلام کہے السلام علیکم آؤں میں چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

رِوِیَ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِیْ عَامِرٍ اِسْتَأْذَنَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَھُوَ فِیْ بَیْتٍ فَقَالَ اَلِجُ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لِخَادِمِہٖ اُخْرُجْ اِلٰی ھٰذَا وَعَلِّمِ الْاِسْتِیْذَانَ فَقَالَ لَہٗ قُلْ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَدْخُلُ فَسَمِعَہُ الرَّجُلُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ فَاَذِنَ لَہٗ فَدَخَلَ ○

ترجمہ: روایت ہے کہ بنی عامر سے ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کے دولت سرا پر حاضر ہوا اور آپ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی اور آپ گھر میں موجود تھے۔ آپ نے خادم سے فرمایا کہ اس شخص کے پاس جا کر اس کو اجازت طلب کرنے کا طریقہ سکھلاؤ۔ چنانچہ خادم نے اس سے کہا کہ اس طرح کہو کہ السلام علیکم یارسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں پس اس نے اسی طرح کہا تب حضور نبی کریم ﷺ نے حاضری کی اجازت دی اور وہ حاضر ہوا۔

اسی کتاب میں لکھا ہے کہ دروازے پر پکارنے والا جواب کا انتظار کرے اور تین بار آواز دے اور جلد واپس نہ جائے۔ مبادا گھر کے اندر سے جواب دینے والا جواب دے اور وہ بسبب عدم موجودگی کے نہ سنے۔ اگر اس کو یقین ہو کہ صاحبِ خانہ گھر کے اندر ہے اور اگر بسبب مشغول کار یا بعدِ مسافت اس نے نہیں سنا تو تین مرتبہ سے زیادہ پکارے۔

چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ

نے فرمایا کہ اندر آنے کی اجازت تین بار مانگنی چاہیے۔ اگر حکم دے تو گھر میں جائے ورنہ واپس آ جائے۔

اس میں اپنے اور بیگانے سب برابر ہیں جیسے ماں یا مثل اس کے چنانچہ حدیث شریف میں روایت ہے۔

اِنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم لَمَّا سَالَهٗ رَجُلٌ هَلْ عَلَیَّ اَنْ اَسْتَاْذِنَ عَلٰی اُمِّیْ قَالَ نَعَمْ قَالَ اِنِّیْ مَعَهَا فِی الْبَیْتِ قَالَ صلی اللہ علیہ وسلم اِسْتَاْذِنْ عَلَیْهَا قَالَ اِنِّیْ خَادِمُهَا قَالَ اِسْتَاْذِنْ عَلَیْهَا اَتُحِبُّ اَنْ تَرَاهَا عُرْیَانَةً فَاَمَّا زَوْجَهٗ وَاَمَتُهُ الْجَائِزُ لَهٗ وَطْیُهَا فَلَیْسَ عَلَیْهِ الْاِسْتِیْذَانُ فِیْ حَقِهِمَا لِاَنَّ اَکْثَرَ مَافِیْ ذَالِکَ اَنْ یُّصَادِفَ مُنْکَشِفَةً مُنْبَسِطَةً وَقَدْ اُبِیحَ لَهُ النَّظْرُ اِلٰی اَبَدَا نِهِنَّ وَلٰکِنْ یَسْتَحِبُّ لَهٗ اَنْ یُّحَرِّکَ نَعْلَهٗ اَوَّلًا اِذَا دَخَلَ الْمَنْزِلَ لِیُعْلَمَ دُخُوْلُهٗ○

ترجمہ: ایک شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا مجھ پر واجب ہے کہ اپنی ماں سے گھر کے اندر آنے کی اجازت طلب کروں۔ آپ نے فرمایا ہاں اس شخص نے کہا کہ میں اپنی ماں کے ساتھ گھر میں رہتا ہوں فرمایا کہ ماں سے اجازت مانگ۔ پھر اس نے کہا کہ میں تو اس کا خادم ہوں۔ فرمایا کہ ماں سے اجازت مانگ کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ اپنی ماں کو برہنہ دیکھے اگر گھر میں اس کی بیوی یا ایسی لونڈی ہو جو اس پر مباح ہو تو بغیر اجازت طلب کئے اس کو گھر میں جانا درست ہے کیونکہ ان کو برہنہ یا جس طرح سے ہو دیکھنا مباح ہے۔ لیکن ادب یہ ہے کہ ان کے گھر میں بھی جاتے وقت جوتا جھاڑے تا کہ اس کے آنے کی خبر ان کو ہو جائے۔

کسی کے گھر میں جھانکنے والے کی سزا:

اگر کوئی شخص کسی غیر محرم کے گھر میں بلا اجازت جھانکے تو اس کی

آنکھیں پھوڑ ڈالنی چاہئیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ لَوِاطَّلَعَ فِیْ بَیْتِکَ اَحَدٌ وَلَمْ تَاْذَنْ لَهٗ فَخَذَفْتَهٗ بِحَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَیْنَهٗ مَا کَانَ عَلَیْکَ مِنْ جُنَاحٍ. (صحیح بخاری، مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تیرے گھر میں کوئی جھانکے اس حال میں کہ تُو نے اس کو گھر میں آنے کی اجازت نہیں دی ہے۔ پس مارے تو اس کو کنکری کے ساتھ پس اگر تو پھوڑے اس کی آنکھ تو تجھ پر گناہ نہیں ہے۔

دوسری حدیث میں ہے۔

(۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنِ اطَّلَعَ فِیْ بَیْتِ قَوْمٍ بِغَیْرِ اِذْنِهِمْ فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ اَنْ یَّفْقَؤُا عَیْنَهٗ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کے گھر میں بغیر ان کی اجازت کے جھانکے تو بیشک ان کو جائز ہے کہ اس شخص کی آنکھیں پھوڑ ڈالیں۔

مسئلہ:

حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس پر ضمان ہے اور حدیث محمول ہے۔ مبالغہ اور زجر شدید پر۔

ان احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ کسی کے گھر میں بغیر اجازت کے جھانکنا ممنوع اور ناجائز ہے لیکن افسوس ہے کہ فی زمانہ اس کا اُلٹ ہو رہا ہے۔ آجکل تو نظر بازی کا بازار ایسا گرم ہے کہ بڑے بڑے عالم اور صوفی بھی اس مرض میں مبتلا پائے گئے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو پسِ پشت ڈال دیا ہے اور ان کی مثال اللہ تعالیٰ قران مجید میں بیان فرماتا ہے۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا ۝ (سورۃ الجمعہ)

ترجمہ: مثال ان لوگوں کی جن کے سر توریت منڈھ دی گئی پھر انہوں نے اس کو سر اور آنکھوں سے نہ لگایا اس گدھے کی سی ہے جو کتابوں کا بوجھ اُٹھائے ہوئے ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ جیسے لادو گدھوں کو کتابوں کے بوجھ سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ اسی طرح ان عالموں اور صوفیوں کو علم سے کچھ روشنی حاصل نہیں ہے۔ اگر وہ علم پر عمل کرتے تو آج ان کی یہ حالت ناگفتہ بہ نہ ہوتی اور دوسروں کے لئے انگشت نمانہ ہوتے۔

غیر محرم مردوں کو جھانکنے والی عورت کو مارنے کا حکم:

اگر کوئی عورت غیر محرم کی طرف عمداً جھانکے تو اس کو مارنا چاہیے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عن ابی السائب عن ابی سعید الخدری فی قصه الفتی حدیث العهد بعرس فاذا امرأته بین البابین قائمة فاهوی الیها بالرمح لیطعلها به فاصابة غیرة ۝ (رواہ مسلم)

ترجمہ: ایک نوشہ صحابی کے قصہ میں ہے کہ وہ جو اپنے گھر گئے تو بیوی کو دروازہ میں کھڑا دیکھ کر غیرت آئی اور نیزہ سے مارنا چاہا اور ان کو غیرت آئی۔

مجالس الابرار میں مرقوم ہے۔ رَاٰی مَعَاذ امْرَأتَهٗ تَطَّلِعُ فِیْ كَوَّةٍ فَضَرَبَهَا۔ یعنی جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی عورت کو روشندان میں سے جھانکتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے اس کو خوب پیٹا۔

بُری نظر سے دیکھنا اور دیکھنے کا موقعہ دینے والے پر لعنت:

اگر کوئی غیر محرم کو قصداً دیکھے یا اپنے آپ کو دکھلائے تو اس پر اللہ تعالیٰ

کی لعنت ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے بطریق ارسال کے روایت کی ہے کہ مجھ کو یہ حدیث صحابہ سے پہنچی ہے کہ خدا کی لعنت ہو اس پر جو بُری نظر سے دیکھے اور اس پر بھی جس کو دیکھے یعنی وہ اگر بے احتیاطی کرے۔

بے پردہ عورتوں کو سزائے عقبیٰ:

جو عورتیں پردہ نہیں کرتیں اور اعلانیہ پردے کی مخالفت کرتی رہتی ہیں ان کے بارے میں حدیث شریف میں بڑی سخت وعید آئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صِنْفَانِ مِنْ اَھْلِ النَّارِ۔ یعنی دو گروہ ہیں دوزخیوں سے۔ ایک ان میں سے یہ ہے۔ نِسَاءٌ کَاسِیَاتٌ عَادِیَاتٌ۔ یعنی عورتیں ہیں پہنے ہوئے کپڑے ظاہر میں اور ننگی ہیں حقیقت میں یعنی مہین کپڑے پہنتی ہیں کہ ان میں سے ان کے بدن معلوم ہوتے ہیں۔ پس اگرچہ ظاہر میں پہنے ہوئے ہیں لیکن حقیقت میں ننگی ہیں، کچھ بدن ڈھانکتی ہیں اور کچھ کھلا رکھتی ہیں مُمِیْلَاتٌ یعنی میل کرنے والیاں ہیں۔ یعنی آپ بھی مردوں کی طرف رغبت کرتی ہیں یا معنی یہ ہیں کہ اوڑھنیاں سر پر سے اُتار ڈالتی ہیں تاکہ لوگ ان کے منہ دیکھیں۔ مَائِلَاتٌ یعنی میل کرنے والیاں ہیں یعنی مٹک چال چلتی ہیں تاکہ لوگوں کے دل فریفتہ کریں۔ لَایَدْخُلْنَ الْجَنَّۃَ یعنی بہشت میں ہرگز داخل نہیں ہوں گی۔ وَلَا یَجِدْنَ رِیْحَھَا اور نہ جنت کی بُو تک پائیں گی۔ وَاِنَّ رِیْحَھَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَسِیْرَۃِ کَذَا وَکَذَا یعنی حالانکہ جنت کی بُو پائی جاتی ہے۔ اتنی اور اتنی مسافت سے یعنی بہت دور سے۔ (مشکوٰۃ کتاب القصاص)

زانیہ عورتوں کو موت تک قید رکھنے کا سابقہ حکم:

زانیہ عورتوں کو پہلے موت تک قید رکھنے کا حکم تھا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَۃَ مِنْ نِّسَآئِکُمْ فَاسْتَشْھِدُوْا عَلَیْھِنَّ اَرْبَعَۃً مِّنْکُمْ فَاِنْ شَھِدُوْا فَاَمْسِکُوْھُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰھُنَّ الْمَوْتُ اَوْیَجْعَلَ اللّٰہُ لَھُنَّ سَبِیْلًا۝ (سورہ نساء)

ترجمہ: اور جو عورتیں بے حیائی کا کام کریں ان پر چار آدمیوں کو اپنے میں سے گواہ بنالو اور جب وہ گواہ ہو جائیں تو ان عورتوں کو بدستور گھروں میں رکھے رہو یہاں تک کہ یا تو موت ان کو آجائے اور یا اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی راہ کرے یعنی حکم ثانی دیدے۔

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تھی تو حدِ زنا مقرر نہ ہوئی تھی۔ اس لئے حکمِ ثانی کے انتظار کا امر فرمایا اور اس وقت تک یہ حکم فرمایا کہ ان کو گھروں میں بدستور رہنے دو۔ یہ لفظ بتلا رہا ہے کہ پہلے سے وہ گھروں میں تھیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلی وضع اور مقتضائے فطرت نسواں کا یہی ہے کہ گھروں میں رہیں۔ صرف اس بے حیائی سے احتمال تھا کہ غصے کے باعث گھر سے نکال باہر کر دیں۔ اس لئے امساک کا حکم دیا کہ ابھی حالتِ سابقہ پر گھروں میں رکھو۔ چنانچہ اس کے بعد جب حد مقرر ہوئی تو حکم ثانی معلوم ہو گیا کہ سزا کے لئے حاضر عدالت کی جائیں گی۔

غرض اس آیت میں زنا کا حکم بیان فرمایا ہے کہ اگر کوئی زنا کا مرتکب ہو تو اس کے ثبوت کے لیے چار مردوں کی گواہی چاہیے۔ پھر گواہی ہو جانے پر عورتوں کو گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ وہ مر جائیں یا ان کی بابت اللہ تعالیٰ

کوئی راستہ نکالے جس راستے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے قران مجید میں بیان فرمایا ہے۔

فرمان خداوندی ہے۔

اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِی فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِنْھُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَاتَاْخُذْکُمْ بِھِمَا رَاْفَةٌ فِی دِیْنِ اللّٰهِ اِنْ کُنْتُمْ تُوْءْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْیَشْھَدْ عَذَابَھُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُوْءْمِنِیْنَo (سورۃ نور)

ترجمہ: زانیہ عورت اور زانی مرد پس مادو ہر ایک کو ان دونوں میں سے سو دُرے اور تم کو ان دونوں پر ترس نہ آنا چاہیے۔ اللہ کے حکم کی تعمیل میں اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ اللہ اور روزِ آخرت پر اور چاہیے کہ آ موجود ہو ان کو سزا کے موقعہ پر مسلمانوں کی ایک جماعت۔

حدیث شریف میں ہے کہ کنوارے مرد یا کنواری عورت سے زنا کی حرکت سرزد ہو تو سو دُرے ماریں اور اگر شادی شدہ ایسا کام کریں تو سنگسار کریں۔

باریک کپڑا پہننے کی ممانعت:

عورت کو باریک کپڑا پہننا سخت ممنوع ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِیْ بَکْرٍ دَخَلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَیْھَا ثِیَابٌ قَاقٌ فَاَعْرَضَ عَنْھَا وَقَالَ یَا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِیْضَ لَنْ یَّصْلُحَ اَنْ یُرٰی مِنْھَا اِلَّا ھٰذَا وَھٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی وَجْھِهٖ وَکَفَیْهِo (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کی بہن اسماء حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور وہ اس وقت باریک کپڑے پہنے ہوئے تھیں۔ آپ نے ان سے منہ پھیر کر فرمایا کہ اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو سوائے چہرہ اور کفین کے اور کوئی چیز اس کی نظر نہیں آنی چاہیے۔

اس حدیث سے صاف طور پر ظاہر ہوا کہ عورت کو ایسا باریک کپڑا پہننا

جس میں بدن جھلکے حرام ہے اور بے پردگی میں بہ مقتضائے تکلف وزینت طبعی خصوصاً طبیعت زنانِ ہند ضرور نامحرم کے روبرو باریک کپڑے پہنے جائیں گی اور یہ حرام ہے پس بے پردگی بھی حرام ہے۔

وجہ اور کفین کے غیر مستور رہنے کی رخصت قبل نزول حکم حجاب ہے یا حالتِ ضرورت میں یہ رخصت ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ حضرت علقمہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنی ماں سے سنا ہوا بیان کیا کہ حفظہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس باریک اوڑھنی اوڑھے ہوئے آئیں۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس اوڑھنی کو پھاڑ ڈالا اور اسے اور گاڑھی اوڑھنی پہنائی۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو عورتوں کی مجلس میں بھی باریک کپڑا پہن کر جانا درست نہیں دیور یا جیٹھ وغیرہ مردوں کا کیا ذکر ہے۔

حالاتِ حاضرہ:

آج کل ہندوستان (پاک و ہند) میں نہایت باریک کپڑے مثلاً ململ سولہ اور چھبیس وغیرہ پہننے کا رواج عورتوں میں عام ہو رہا ہے۔ جس میں کئی طرح کی قباحتیں پیدا ہوگئی ہیں لیکن نئی روشنی اور نئے فیشن کے دلدادہ کہتے ہیں کہ عورتیں قومی اور جذبات کے لحاظ سے ہم سے کسی طرح کم نہیں۔ جیسے دل دماغ اور اُمنگیں ہم رکھتے ہیں ویسے ہی عورتیں بھی رکھتی ہیں بلکہ ہم سے زیادہ نازک اندام ہیں۔ جب ہم باریک اور عمدہ لباس پہنتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ وہ ہم سے زیادہ نفیس لباس نہ پہنیں کیوں وہ موٹے موٹے کپڑے اور بھاری بھاری چادریں اور برقعے اوڑھیں اور کیوں وہ ہماری طرح کھلم کھلا باغ و بازار کی سیر کھیل تماشے، عیش و عشرت کے سامان سے بہرہ ور نہ ہوں؟

جواب:

لباس کی غرض کیا ہے؟ لباس اس اوڑھنے کی چیز کو کہتے ہیں جو انسان کے جسم کو سردی گرمی سے بچائے اور حرارتِ غریزی قائم رکھے اور جسم کے اس حصہ کو جسے شائستگی کے لحاظ سے ڈھانپنا ضروری ہے اسے ڈھانکے۔

نہایت باریک لباس بدن کو نہ تو بخوبی چھپا سکتا ہے نہ سردی سے بچا سکتا ہے۔ نہ گرمی کی لُو سے اور سردی گرمی کا اثر پورے طور پر نہ روکنے سے حرارت غریزی قائم رکھنے کے قابل بھی نہیں ہو سکتا۔

نفیس وہ چیز کہی جا سکتی ہے جس کے گُن اچھے ہوں یعنی اس پر مصالحہ اچھا لگا ہو اور جس مطلب کے لئے بنائی گئی ہے اس کو پورا کرے۔

غرض اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق لباس ایسا پہنو جو سارے جسم کو اچھی طرح سے ڈھانپے اور پردہ میں مخل نہ ہو۔

مرد کو مرد اور عورت کو عورت کے سامنے ننگا ہونے کی ممانعت:

مرد کو مرد کے سامنے اور عورت کو عورت کے سامنے برہنہ ہونا سخت منع ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰی عَوْرَۃِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْءَۃُ اِلٰی عَوْرَۃِ الْمَرْاَۃِ وَلَا یُفْضِیُ الرَّجُلُ اِلَی الرَّجُلِ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَلَا یُفْضِیُ الْمَرْاَۃُ اِلَی الْمَرْءَۃِ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ دیکھے مرد طرف ستر مرد کے اور نہ دیکھے عورت طرف ستر عورت کے اور نہ جمع ہو مرد ساتھ مرد کے ننگے ہو کر ایک کپڑے میں اور نہ جمع ہو عورت ساتھ عورت کے ننگی ہو کر ایک کپڑے میں۔

میاں بیوی کو ایک دوسرے کا ستر دیکھنے کی ممانعت:

میاں بیوی کو بلا ضرورت ایک دوسرے کا ستر دیکھنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا نَظَرْتُ اَوْ مَارَاَيْتُ فَرْجَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَطُّ. (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا میں نے نظر نہیں کی یا نہیں دیکھا کبھی رسول اللہ ﷺ کا ستر۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے نہ میرا ستر دیکھا اور نہ ہی میں نے آپ کا۔ (مظاہر حق)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ادب یہ ہے کہ مرد عورت آپس میں ایک دوسرے کا ستر نہ دیکھیں۔

مردے کے ستر کی طرف دیکھنے کی ممانعت:

مردے کے ستر کو دیکھنا بھی جائز نہیں ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهٗ يَا عَلِيُّ لَاتُبْرِزْ فَخِذَكَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰى فَخِذِ حَيٍّ وَّلَا مَيِّتٍ ○ (رواہ ابو داؤد، وابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے کہ اے علی اپنی ران کو نہ کھول اور نہ زندہ کی ران کی طرف دیکھ اور نہ مردہ کی ران کی طرف۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زندہ اور مردہ ستر میں برابر ہیں۔

ناف سے لیکر گھٹنے تک ستر کا ہونا:

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صرف اعضائے مخصوصہ ہی ستر میں داخل ہے۔ حالانکہ مرد کے لئے ناف سے لے کر گھٹنے تک ستر ہے۔ چنانچہ حدیث

شریف میں ہے۔

عَنْ جُرْھَدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَۃٌ ○

(رواہ الترمذی وابوداؤد)

ترجمہ: حضرت جرہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے نہیں جانا کہ بے شک ران ستر ہے۔

خلوت میں بھی ننگا ہونا ممنوع ہے:

مرد اور عورت کو تنہائی میں بھی برہنہ ہونا نہیں چاہیے۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے۔

عَنْ بَھْزِ بْنِ حَکِیْمٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِحْفَظْ عَوْرَتَکَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِکَ اَوْ مَامَلَکَتْ یَمِیْنُکَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَفَرَاَیْتَ اِذَا کَانَ الرَّجُلُ خَالِیًا قَالَ فَاللّٰہُ اَحَقُّ اَنْ یُّسْتَحْیٰ مِنْہُ. (رواہ الترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت بہز بن حکیم سے روایت ہے کہ اس نے اپنے باپ سے نقل کی اور اس نے اپنے باپ حضرت معاویہ بن جیدہ رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنے ستر کو ڈھانک مگر اپنی بیوی یا لونڈی سے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بتاؤ کہ جس وقت آدمی تنہا ہو کیا وہاں بھی ڈھانکے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ لائق تر ہے کہ اس سے شرم کی جائے یعنی اگرچہ وہاں کوئی نہ ہو لیکن اللہ تعالیٰ تو دیکھتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خلوت میں بھی ستر کا چھپانا واجب ہے مگر ضرورۃً کھولنا جائز ہے۔

فرشتوں سے ستر کو ڈھانکنے کا حکم:

مرد اور عورت کو اپنے ستر کے مقامات کو بلاضرورت برہنہ کرنے کی

ممانعت اس لئے ہے کہ کم از کم ان فرشتوں سے تو شرم کرنی چاہیے جو ہر وقت ساتھ رہتے ہیں۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِیَّاکُمْ ○ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بچو تم ننگے ہونے سے یعنی اگرچہ تنہا ہو اس لئے کہ بے شک تمہارے ساتھ وہ ہیں کہ تم سے نہیں جدا ہوتے یعنی فرشتے نگہبانی کرنے والے اور کراماً کاتبین مگر پائخانہ کے وقت اور اس وقت جب اپنی بیوی سے صحبت کرے پس ان سے حیا کرو اور ان کی تعظیم کرو یعنی ستر ڈھکا رکھو اور اچھے کام کرتے رہو اور بُری اور لغو باتوں سے بچتے رہو کہ یہ چیزیں ان کے لئے باعثِ حیاء اور تعظیم اور تکریم ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بغیر ضرورت کے ستر کا کھولنا جائز نہیں۔ ہاں مجامعت اور رفعِ حاجت وغیرہ کے لئے جائز ہے۔

حدیث میں ہے۔

حضرت معاویہ بن جیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا۔ کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنے چھپانے کا بدن کس موقع پر چھپائیں اور کس موقع پر نہ چھپائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے ستر کو تمام لوگوں سے سوائے اپنی بیوی اور لونڈی کے محفوظ رکھو۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے دریافت کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ایک شخص دوسرے کے پاس رہتا ہے۔ یعنی ہر وقت ایک جگہ رہنے سے محافظت مشکل ہے۔ تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حتی المقدور تم کو محافظت کرنا لازم ہے۔ پھر انہوں نے سوال کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی آدمی تنہائی میں ہوتا ہے یعنی تنہائی میں تو کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی جس سے پردہ کیا جائے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ پھر تجھے اللہ تبارک و تعالیٰ اور فرشتوں سے حیا کرنی چاہیے۔ (ترمذی)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ تنہائی میں بھی بلا ضرورت برہنہ ہونا خواہ کل یا بعض بدن سے جس کا چھپانا مجمع میں واجب ہے جائز نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ اور فرشتوں سے بظاہر حیا کرنا چاہیے۔

مردوں کو حمام میں پردہ کرنے کا حکم:

مردوں کو حمام میں بھی ایک دوسرے سے پردہ کرنے کا حکم ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور روزِ قیامت پر یقین رکھتا ہو وہ حمام میں بغیر کپڑا باندھے ہوئے نہ جائے۔ (ترمذی)

اس کی وجہ یہ ہے کہ حمام میں کئی آدمی یکجا غسل کرتے ہیں اس لئے وہاں پردہ واجب و لازم ہے۔

عورتوں کو حمام میں نہ جانے کا حکم:

عورتوں کو حمام میں نہیں جانا چاہیے اگرچہ اس کا شوہر اسے اجازت بھی دیدے۔

چنانچہ مجالس الابرار میں مرقوم ہے۔

• عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْحَمَامُ حَرَامٌ عَلٰى نِسَاءِ اُمَّتِیْ.

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا حمام میری امت کی عورتوں پر حرام ہے۔

حمام میں جواز کی صورت:

اگر کسی کو حمام میں جانے کی کوئی سخت ضرورت آپڑے مثلاً نفاس یا کسی اور مرض کے عذر کی وجہ سے تو یہ شرط ہے کہ لنگی پہن کر جائے اور حمام میں کوئی عورت ننگی نہ ہو اور نہ بناؤ سنگار سے جائے۔ پس اگر ان شرائط میں سے ایک شرط بھی نہ پائی جائے تو اس کو حمام میں جانا جائز نہیں۔

آئے۔ اگر اپنے شوہر کے گھر سے بغیر اس کی اجازت کے گئی تو آسمان کا ہر ہر فرشتہ اور ہر ہر چیز جس پر اس کا گزر ہوتا ہے لعنت کرتی رہتی ہے بجز انسان اور جن کے۔ حاصل یہ ہے کہ اپنے شوہر کے گھر سے بغیر اس کی اجازت کے اس کا نکلنا حرام ہے۔

جب اس کی اجازت سے نکلے تو چھپ کر بُری ہئیت بنا کر نکلے اور خالی راہ ڈھونڈ کر جائے نہ کہ سڑکوں اور بازاروں میں اور خوشبو لگا کر بن سنور کر نہ جائے اور نہ راستہ میں کسی آدمی سے باتیں کرے اس لئے کہ:

حدیث شریف میں ہے۔

رُوِیَ اَنَّ عُمَرَ رَأیٰ اِمْرَأۃً مَعَ رَجُلٍ یَتَحَدَّثَانِ فِی الطَّرِیْقِ فضربھما بالدرۃ فقال الرَّجُلُ ھِیَ امْرَأَتِیْ یَا اَمِیْرَ الْمُؤمِنِیْنَ فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ لَوْ کانتْ اِمْرأتُکَ فلِمَ لَمْ تدْخُلْھا فِیْ بَیْتِکَ حَتّٰی لَایَتَّھِمُکَ اَحَدٌ فِی الطَّرِیْقِ٥

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو ایک مرد کے ساتھ دیکھا کہ دونوں راستہ میں باتیں کر رہے ہیں۔ پس آپ نے دونوں کو کوڑے لگائے۔ مرد نے کہا اے امیر المومنین یہ میری عورت ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ اگر یہ تیری عورت تھی تو اس کو اپنے گھر میں کیوں نہ لے گیا کہ راستہ میں کوئی تجھ کو تہمت نہ لگائے۔ (اس کی مثل تفسیر مظہری میں زیر آیت جلابیبھن ہے)

عورت کو قبرستان میں جانے کی ممانعت:

عورتوں کو قبرستان میں جانا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ نصاب الاحتساب میں مذکور ہے کہ قاضی سے کسی نے عورت کے قبرستان جانے کے جواز کے لیے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا۔

لَاتُسْئَلُ عَنِ الْجَوَازِ فِیْ مِثْلِ ھٰذَا وَ اِنَّمَا سُئِلَ عَنْ مقْدارِ

مَایَلْحَقُهَا مِنَ اللَّعْنِo

ترجمہ: ایسی بات کے جائز ہونے کو نہ پوچھو اور یہ پوچھو کہ اس پر کس قدر لعنت برستی ہے۔

کیونکہ عورت جب نکلنے کی نیت کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی لعنت میں آجاتی ہے۔ اور جب نکل کھڑی ہوتی ہے تو ہر طرف سے اس کے ساتھ شیطان ہو لیتے ہیں اور جب قبر کے پاس آتی ہے تو مردہ کی روح اس پر لعنت کرتی ہے اور جب لوٹتی ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی لعنت میں رہتی ہے۔ یہاں تک کہ اپنے گھر میں پہنچ جائے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

فِی الْخَبَرِ اَیُّمَا امْرَأَةٍ خَرَجَتْ اِلٰی مَقْبَرَةٍ یَلْعَنُهَامَلَائِکَةُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ الْاَرْضِیْنَ السَّبْعِ وَتَمْشِیْ فِیْ لَعْنَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَاَیَّمَا امْرَأَةٍ دَعَتْ لِلْمَیِّتِ بِخَیْرٍ وَلَمْ تَخْرُجْ مِنْ بَیْتِهَا یُعْطِیْهَا اللّٰهُ تَعَالٰی ثَوَابَ حَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍo (مجالس الابرار)

ترجمہ: جو عورت قبرستان جانے کو نکلی اس پر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کے فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی لعنت میں چلتی رہتی ہے اور جو عورت مردہ کے لئے دعائے خیر کرے اور اپنے گھر سے نہ نکلے اس کو اللہ تعالیٰ ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب دیتا ہے۔ (مجالس الابرار)

اسی طرح ایک حدیث میں ہے۔

عَنْ سَلْمَانَ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ ذَاتَ یَوْمٍ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَوَقَفَ عَلٰی بَابِ دَارِهٖ فَاَتَتْ فَاطِمَةُ فَقَالَ لَهَا مِنْ اَیْنَ جِئْتِ؟ قَالَتْ خَرَجْتُ اِلٰی مَنْزِلَةِ فَلَانَةِ الَّتِیْ مَاتَتْ فَقَالَ هَلْ ذَهَبْتِ اِلٰی قَبْرِهَا قَالَتْ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ اَفْعَلَ شَیْئًا بَعْدَ مَا سَمِعْتُ مِنْکَ مَاسَمِعْتُ فَقَالَ لَوْزُرْتِ قَبْرَهَا لَمْ تَرِیْحِیْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِo

ترجمہ: حضرت سلمان اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک دن مسجد سے نکل کر اپنے گھر کے دروازے پر ٹھہر گئے کہ اتنے میں حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا تشریف لائیں آپ نے ان سے فرمایا کہاں سے آئی؟ عرض کیا کہ فلاں عورت کے گھر سے جو مر گئی فرمایا کیا تو اس کی قبر پر گئی تھی؟ عرض کیا کہ خدا کی پناہ۔ جو کچھ میں نے آپ سے سنا ہے اس کے سننے کے بعد ایسا کرتی۔ پس آپ نے فرمایا کہ اگر تو اس کی قبر پر جاتی تو جنت کی خوشبو بھی نہ پاتی۔ (مجالس الابرار)

عورتوں کو جنازے کے ہمراہ جانا منع ہے:

عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانا منع ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

رُوِیَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ خَرَجَ اِلٰی جَنَازَۃٍ فَرَأَی النِّسَاءَ یَتْبَعْنَ فَقَالَ لَھُنَّ اَتَحْمِلْنَ مَعَ مَنْ یَّحْمِلُ فَقُلْنَ لَا فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَتُصَلِّیْنَ مَعَ مَنْ یُّصَلِّیْ فَقُلْنَ لَا. فَقَالَ انْصَرِفْنَ مَاْذُوْرَاتٍ غَیْرَ مَاْجُوْرَاتٍ ○

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو ایک جنازہ کے ساتھ نکلے دیکھا کہ عورتیں جنازہ کے پیچھے آ رہی ہیں۔ تو آپ نے ان سے فرمایا کیا تم بھی سب کے ساتھ جنازہ اُٹھاؤ گی۔ انہوں نے کہا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا تو کیا سب کے ساتھ نماز پڑھو گی۔ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا لوٹ جاؤ گنہگار ہو کر بے ثواب پائے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانا جائز نہیں۔ جب سے شوہر کے گھر آئی ہے اس وقت سے لے کر قبر میں جانے تک اپنے گھر سے بغیر اپنے خاوند کی اجازت کے باہر نہ نکلے۔

امام ابن ہمام رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس جگہ اس کو نکلنے کی اجازت ہے

تو بناؤ سنگار نہ ہونے اور اس طرح حالت بدل دینے کی شرط پر کہ مردوں کو دیکھنے اور ان کی لگاوٹ کا سبب نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّةِ الْاُوْلٰیO

(سورۃ الاحزاب)

ترجمہ: اور قرار رکھو اپنے گھروں میں اور اظہار کرتی نہ پھرو یعنی دکھاتی نہ پھرو۔ پہلے زمانہ جاہلیت کی طرح۔

تبرج حسب بیان صحاح کے عورت کا اپنے سنگار اور خوبیوں کو مردوں کے سامنے ظاہر کرنا ہے اور یہ جاہلیت کی عورتوں کی عادت تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کو ان کے ساتھ مشابہت کرنے سے منع کر دیا اور ان کو اپنے گھروں میں بیٹھے رہنے کا حکم دیا۔ اس لئے کہ عورت جب تک مردوں سے چھپی رہے گی اس کا دین بچا رہے گا۔

عورتوں کو زیب وزینت کا لباس پہن کر مسجدوں میں آنے کی ممانعت:

عورتوں کو زرق و برق لباس پہن کر مسجدوں میں آنا نہیں چاہیے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ فِی الْمَسْجِدِ اِذْ دَخَلَتْ اِمْرَاَۃٌ مِّنْ مُّزَیْنَةَ تَرْفُلُ فِیْ زِیْنَةٍ لَّھَا فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَیُّھَا النَّاسُ انْھَوْا نِسَائَکُمْ عَنْ لُبْسِ الزِّیْنَةِ وَتَبَخْتُرُوْا فِی الْمَسَاجِدِO فَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ لَمْ یُلْعَنُوْا حَتّٰی لَبِسَ نِسَائُھُمُ الزِّیْنَةَ وَتَبَخْتَرُوْا فِی الْمَسَاجِدِO (رواہ ابن ماجۃ)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک عورت قبیلہ مزنیہ کی زیب و زینت کے لباس میں چلتی ہوئی مسجد میں آئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اے لوگو!

اپنی عورتوں کو زیب و زینت کا لباس پہن کر مسجد وغیرہ میں مٹکنے سے روکو۔ کیونکہ بنی اسرائیل پر اس وقت تک لعنت نہیں کی گئی جب تک ان کی عورتوں نے زیب و زینت کا لباس پہن کر مسجدوں وغیرہ میں مٹکنا اختیار نہیں کیا۔

اس حدیث سے عورتوں کو نمازوں کے لئے مسجدوں میں جانے کا حکم پایا جاتا ہے۔ لیکن فسادِ زمانہ کے باعث آثار صحابہ اور اقوال محققین میں ممنوع قرار دیا گیا۔

پردے کے متعلق فقہائے کرام کے فتاویٰ کا خلاصہ:

(۱) عورت کا جہری نماز میں پکار کر قرأت کرنا جائز نہیں۔

(۲) عورت کا حج میں لبیک پکار کر کہنا جائز نہیں۔

(۳) اگر عورت مقتدی ہو مثلاً اپنے زوج یا محرم کے پیچھے گھر میں نماز پڑھ رہی ہے اور امام کو کچھ سہو ہو گیا تو عورت کو زبان سے بتلانا جائز نہیں۔ بلکہ ہاتھ پر ہاتھ مار دے تاکہ امام سن کر سمجھ جائے کہ میں کچھ بھولا ہوں اور پھر سوچ کر یاد کر لے۔

(۴) جوان عورت کا نامحرم مرد کو سلام کرنا جائز نہیں۔

(۵) جب قرأت بالجہر اور تلبیہ بالجہر اور سہو امام کے وقت سبحان اللہ کہہ دینا جیسا مرد مقتدی کہہ دیتا ہے اور سلام جائز نہیں تو بلا ضرورت کلام کرنا یا اشعار سنانا یا خط و کتابت کرنا جو کلام سے زیادہ جذبات کو ہیجان میں لانے والا ہے یا اخباروں میں مضمون دینا جیسا کہ اس وقت متعارف ہے کہ اپنا پتہ اور نشان بھی لکھ دیا جاتا ہے، کیسے جائز ہوگا۔

(۶) اجنبیہ سے بدن دبوانا جائز نہیں ہے۔

(۷) غیر محرم کا ہاتھ لینا جائز نہیں ہے۔

(۸) اجنبیہ کے بدن سے متصل کپڑے پر میلان نفس کے ساتھ نظر کرنا جائز نہیں۔

(۹) آئینہ یا پانی پر جو اجنبیہ کا عکس پڑتا ہو اس کا دیکھنا جائز نہیں۔ اس بنا پر اس کا فوٹو دیکھنا جائز نہیں۔

(۱۰) اجنبی مرد کے سامنے کا بچا ہوا طعام عورت کو کھانا یا بالعکس اگر نفس کو اس میں لذت ہو تو مکروہ ہے۔

(۱۱) رضاعی بھائی اور داماد اور اسی طرح شوہر کا بیٹا گو یہ سب محارم ہیں مگر فتنہ زمانہ پر نظر کر کے ان سے مثل نامحرم کے پردہ کرنا ضروری ہے۔

(۱۲) عورت کے بال اور ناخن گو بدن سے جدا ہو گئے ہوں ان کا دیکھنا جائز نہیں۔

(۱۳) اجنبی عورت کے تذکرے سے نفس کو لذت دینا جائز نہیں۔

(۱۴) اجنبیہ کے تصور سے لذت لینا حرام ہے۔

(۱۵) اگر اپنی بیوی سے متمتع ہو اور اجنبیہ کا تصور کر لے وہ بھی حرام ہے۔

خلاصہ یہ کہ یہ ایک حدیث کی رُو سے شیطان کا جال ہے۔ جال سے جس قدر احتیاط ضروری ہے۔ اسی قدر اس سے۔

گفت ابلیس لعیں دا دار را
دام زفتے خواہم ایں اشکار را

❀❀❀❀

باب (۷):

عورتوں کے سر کے بال کٹوانے کا فتویٰ

بعض دنیا پرست مولوی اخباروں میں اور عام جلسوں میں علی الاعلان کہتے ہیں کہ عورتوں کو مردوں کی طرح کانوں کی لُو تک بال رکھنا ازواجِ مطہرات کی سنت ہے۔ چنانچہ وہ اپنے دعوے میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں اور اس کا جو ترجمہ کرتے ہیں وہ بھی ملاحظہ ہو۔

عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَۃَ اَنَا وَاَخُوْھَا مِنَ الرَّضَاعَۃِ فَسَاَلَھَا عَنْ غُسْلِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم مِنَ الْجَنَابَۃِ فَدَعَتْ بِاِنَاءٍ قَدْرَ الصَّاعِ فَاغْتَسَلَتْ وَبَیْنَنَا وَبَیْنَھَا سَتْرًا فَرَغَتْ عَلٰی رَاْسِھَا ثَلَاثًا قَالَ وَکَانَ اَزْوَاجُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم یَاْخُذْنَ مِنْ رُؤُسِھِنَّ حَتّٰی تَکُوْنَ کَالْوُفْرَۃِ ○

ترجمہ: ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ایک رضاعی بھائی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو (میرے ہمراہی نے) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل جنابت کے متعلق (حضرت عائشہ سے) سوال کیا۔ پس انہوں نے ایک برتن بمقدار صاع منگوایا۔ پھر غسل کیا اور ہمارے اور ان کے درمیان پردہ تھا۔ آپ نے سر پر تین مرتبہ پانی ڈالا۔ راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں اپنے سر کے بال کاٹ لیتی تھیں حتی کہ وہ کانوں کی لُو تک لمبے رہ جاتے۔ (اس کو مسلم نے روایت کیا ہے)۔

جواب اول:

یہ حدیث صحیح بخاری کتاب الغسل میں بروایت عبدالصمد آئی ہے۔ جس

میں یہ آخری جملہ (زیر بحث) نہیں ہے اور مسند احمد بن حنبل جلد 6 میں یہ حدیث آئی ہے۔ اس میں بھی یہ جملہ نہیں ہے اور نسائی میں بروایت حضرت خالد بن حارث رضی اللہ عنہ یہ حدیث آئی ہے اس میں بھی یہ جملہ نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ جملہ شاذ ہے۔ عبدالصمد اور خالد اجماعی ثقہ ہیں وہ اس جملہ کو ذکر نہیں کرتے۔

جواب دوم:

حدیث صحیح مسلم میں حضرت عبیداللہ بن معاذ رضی اللہ عنہ متکلم فیہ ہے۔ جن کو ابن معین فرماتے ہیں۔ لَیْسَ بِشَئیٍ کہ یہ کچھ نہیں چنانچہ تہذیب التہذیب میں ہے۔

قال ابراھیم بن جنید عبیدا للہ بن معاذ العبری لیس من اھل الحدیث ولیس بمشھور ٥

ترجمہ: ابراہیم بن جنید نے کہا کہ عبیداللہ بن معاذ عبری محدثین سے نہیں ہے اور نہ ہی وہ مشہور ہے۔

معلوم ہوا کہ خالد اور عبدالصمد جواوثق اور احفظ ہیں۔ وہ اس جملہ کو روایت نہیں کرتے اور عبیداللہ بن معاذ جن کو ابن معین لیس بشئی فرماتے ہیں وہ ذکر کرتے ہیں اور ثقہ کی وہ زیادت جواوثق واحفظ کے خلاف ہو۔ شاذ ہوتی ہے۔
(کتب اصول)

جواب سوم:

یہ حدیث دیگر احادیث کے مقابلہ میں جن میں عورتوں کو مردوں کی مشابہت سے ممانعت پائی جاتی ہے شاذ ہے۔ اور وہ شاذ روایت جس کے مقابلے میں اس سے زیادہ حافظ اور ضابط راوی اس کے خلاف بیان کرتے ہیں اور یہ ان کی مخالفت میں تنہا ہو مردود ہوتی ہے۔ اس حدیث کو اس امر کے لئے بطور استدلال پیش کیا جاتا ہے جو بعض دنیا پرست مولویوں نے اخبارات میں نصب العین بنالیا ہے کہ کانوں کی لَو تک مثل مردوں کی ازواج مطہرات اپنے بالوں کو

رکھتی تھیں۔ تو یہ مخالف اُن راویوں کی ہے جو ان سے زیادہ ضابطہ اور عادل اور ثقہ ہیں۔ جو یہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ۔ یعنی اللہ کی لعنت ہو ان مردوں پر جو عورتوں کے ساتھ مشابہت پیدا کریں۔

جواب چہارم:

اس حدیث میں دو لفظ مشترک المعنی ہیں۔ اول لفظ اخذ، دوم لفظ وفرۃ۔ چنانچہ صراح اور منتہی الارب میں ہے۔ يُقَالُ اَخَذْتُ الشَّئَى۔ گرفتم آنچیز را۔ وَيُقَالُ فَلَانَ اَخِذْبِهٖ بندی گیرندہ است۔ وَيُقَالُ اَخَذَ الشَّارِبَ برید موئے بروت را۔ غرض اخذ کے اور بھی معنی ہیں۔ مگر حدیث زیر بحث میں انہی تین معنوں میں سے ایک بن سکتے ہیں۔ ایک بالوں کا کاٹنا۔ دوسرا بالوں کو کسی چیز سے باندھ لینا اور کسی دھاگے سے قید کر لینا۔ دوسرا لفظ وفرہ بھی مشترک ہے۔

چنانچہ علامہ نووی رحمتہ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں۔ وفرہ لمہ بہت زیادہ اور بھرے ہوئے سر کے بالوں کو کہتے ہیں۔ اور بقول اصمعی لمہ ان بالوں کو کہتے ہیں۔ جو دونوں کندھوں سے لگتے ہوئے ہوں۔ اس صورت میں وفرہ وہ بال ہوئے، جو کندھے سے نیچے تک ہوں اور علاوہ اصمعی کے دوسروں نے کہا ہے کہ وفرہ ان بالوں کو کہتے ہیں جو لمہ سے کم ہوں۔ یعنی کندھوں سے اونچے رہیں اور منتہی الارب میں ہے وفرہ بالفتح موئے مجتمع بر سر یا موئے تازمۂ گوش۔ لہٰذا اگر حدیث کے معنی یہ کئے جائیں کہ ازواجِ مطہرات اپنے سر کے بالوں کو اتنا کاٹتی تھیں کہ مثل وفرہ کی کانوں کی لُو تک رہ جاتے تو پھر عورتوں کے لئے مردوں کے ساتھ مشابہت پیدا کرنے سے اجتناب کہاں رہا۔ کیونکہ کانوں کی لُو تک بال مردوں سے مخصوص ہیں۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر کانوں کی لُو تک بال رکھتے تھے اور زیادہ سے زیادہ کندھوں تک لہٰذا مردوں کو

کانوں کی لُو تک سر کے بالوں کا رکھنا سنت ہوا۔ اور زیادہ سے زیادہ کندھوں تک اور اس سے زیادہ لمبے بال نہ رکھنے سے مردوں کے لئے حضور نبی کریم ﷺ نے کراہیت کا اظہار فرمایا ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ خَرِیْمُ الْاَسَدِیُ لَوْ لَا طُوْلُ جُمَّتِہٖ وَاِسْبَالُ اِزَادِہٖ فَبَلَغَ ذٰلِکَ خَرِیْمًا فَاَخَذَ شَفْرَہٗ فَقَطَعَ بِھَا جُمَّتَہٗ اِلٰی اُذُنَیْہِ وَرَفَعَ اِذَارَہٗ اِلٰی اَنْصَافِ سَاقَیْہِO (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خریم اسدی اچھے آدمی ہیں اگر ان کے بال لمبے نہ ہوتے اور تہبند لٹکا ہوا نہ ہوتا۔ (یعنی ٹخنے سے نیچا) یہ خبر جب حضرت خریم رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے اپنے بالوں کو چھری سے کاٹ کر کانوں تک کر لیا اور تہبند آدھی پنڈلی تک اونچا۔

جب یہاں تک مردوں کو عورتوں کی مشابہت سے اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت سے منع فرمایا تو ازواج مطہرات کے ساتھ عالم تو کہاں کوئی جاہل بھی ایسا خیال نہیں کر سکتا کہ وہ مردوں کی طرح کانوں کی لُو تک بال رکھا کرتی تھیں اور مردوں کے ساتھ مشابہت پیدا کر کے (نعوذ باللہ) مستحق لعنت بنتی تھیں۔

ملعون کون:

چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَعَنَ اللّٰہُ الْمُتَشَبِّھِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَ الْمُتَشَبِّھَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِO (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لعنت ہو اللہ کی ان مردوں پر جو عورتوں کے ساتھ مشابہت پیدا کریں اور اللہ کی لعنت ہو ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت حاصل کریں۔

جواب پنجم:

حدیث میں لفظ کالوفرہ ہے۔ جس کے معنے ہیں کہ بال مثل وفرہ کے ہو جاتے ہیں۔ کافِ تشبیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات کے بال بالکل وفرہ نہیں بن جاتے تھے بلکہ وفرہ کی طرح ہو جاتے تھے اور وہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ بالوں کو سر کے اوپر اکٹھا کر کے باندھ دیا جاتا تھا۔ جو وفرہ کی مثل بن جاتے تھے۔

قاموس اور اقرب الموارد میں وفرہ کے معنی الشعر المجتمع علی الرأس بھی لکھے ہیں وفرہ وہ بال ہیں جو سر کے اوپر اکٹھے کئے جائیں۔ یعنی ازواج مطہرات سر کے بالوں کو سر پر اکٹھا کر دیا کرتی تھیں یہاں تک کہ وفرہ کی مثل ہو جاتے۔ ان معنوں کی تائید حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اجمرت راسی اجمارا شدیدا سے بھی ہوتی ہے۔ جس کا ترجمہ مجمع البحار اور صراح سے پیچھے لکھا گیا۔

علاوہ اس کے اگر اخذ کے معنی کاٹنے ہی کے لئے جائیں تو لفظ وفرہ کے معنی وہی لئے جائیں گے جو امام نووی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان کئے ہیں کہ وفرہ لمہ سے یعنی کندھے تک کے بالوں سے بہت زیادہ نیچے ہوتے ہیں تا کہ مردوں کے بالوں سے مشابہت نہ ہو اور نسبت ارتکاب ایسے فعل کی جو اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کا موجب ہو۔ ازواجِ مطہرات کی طرف لازم نہ آئے۔ مگر س صورت میں انگل دو انگل بال کاٹنے کی نسبت ازواج مطہرات کی طرف کرنا بے سود معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے کہ احرام سے حلال ہونے کے وقت بھی عورتوں کو بالوں کا کٹوانا اگرچہ واجب ہے۔ اور منڈوانے کی قطعاً ممانعت۔ مگر وہ بھی انگل دو انگل سے زیادہ کٹوانا منع ہے۔

چنانچہ بحر الرائق، ہدایہ اور غنایہ وغیرہ میں ہے۔

وَالتَّقْصِیرُ اَنْ یَّاْخُذَ مِنْ رُءُوْسِ شَعْرِہٖ مِقْدَارًا الْاَنْمِلَۃِO (ھدایہ)

قَوْلُہٗ مِقْدَارَ الْاَنْمِلَۃِ قِیْلَ ھٰذَا التَّقْدِیْرُ مَرْوِیٌّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلَمْ یَعْلَمْ فِیْہِ خِلَافٌO (عنایہ)

ترجمہ: مگر حج میں تو قصر رکن حج قرار دیا گیا۔ علاوہ حج کے ازواج مطہرات کو اتنا قصر کرانے سے کیا فائدہ تھا کہ عبث فعل کا ارتکاب کرتیں۔

اس حدیث کی صحیح تاویل یہی ہوسکتی ہے کہ اخذ کے معنی بند گرفتن کے لئے جائیں اور وفرہ کے معنی موئے مجتمع کے۔ پھر حدیث کے یہ معنی ہوں گے کہ بعد رسول اللہ ﷺ کے حضور ﷺ کی جدائی غم میں جو دلیل کمال ایمان کی ہے۔ ازواج مطہرات نے کنگھی چوٹی مینڈھی گوندھنے کے ساتھ زیب و زینت چھوڑ دی تھی۔ اور بالوں کو یونہی باندھ لیا کرتی تھیں جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ سر پر بال مجتمع ہو رہے ہیں۔ جن کے غسل میں نہ کھولنے کی ضرورت ہے اور نہ انگلیوں سے جڑوں تک پانی پہنچانے کی حاجت۔

فقہ کی کتابوں میں بال کاٹنے کی ممانعت صراحت سے پائی جاتی ہے۔ چنانچہ درمختار میں ہے۔

وفیہ قطعت شعر رأسھا اثمت ولعنت ذاد فی البزازیہ وان باذن الزوج لانہ لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق والذایحرم علی الرجل قطع لحیتہ والمعنی الموثر التشبیہ بالرجالO

ترجمہ: اور اسی (مجتبیٰ) میں ہے کہ اگر کاٹے عورت نے بال سر اپنے کے تو وہ گنہگار بھی ہوئی اور ملعون بھی۔ بزازیہ میں اتنا زیادہ ہے کہ اگرچہ خاوند کی اجازت سے کاٹے تو بھی ملعون ہوگی۔ اس لیے کہ اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی تابعداری جائز نہیں اور گناہ کی علت مردانی وضع بنانا ہے کہ عورت کو بال کٹانے سے مردوں کے ساتھ مشابہت ہوگی۔

ازواج مطہرات کا سر کے بالوں کو نہ کٹوانا:

ازواجِ مطہرات سروں کے بال نہیں کٹواتی تھیں۔ چنانچہ ذیل کی متعدد احادیث شریف سے ثابت ہوتا ہے۔

(۱) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا۔

یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ امْرَأَةٌ اَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِیْ اَفَاَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ ○

میں سر کے بالوں کو سخت گوندھتی ہوں تو کیا جنابت کے غسل کے لئے کھول لیا کروں۔ تو آپ نے فرمایا نہیں تجھے کافی ہے کہ دونوں ہاتھوں کی لپیں پانی سے پُر کر کے تین بار سر پر ڈالے۔ پھر سارے بدن پر پانی بہائے تو پاک ہو جائے گی۔ (صحیح مسلم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اگر سر کے بال کٹوایا کرتیں تو نہ گوندھنے کی ضرورت ہوتی نہ کھولنے کی۔ پھر تو مردوں کی طرح بال کھلے رہتے تو آپ کو یہ مسئلہ دریافت کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ معلوم ہوا کہ آپ کے سر کے بال لمبے ہوتے تھے جسے آپ سخت گوندھ دیتی تھیں تو آپ کو غسل کے لئے اس مسئلے کے دریافت کرنے کی ضرورت ہوئی کہ بالوں کو کھول لیا کروں یا نہ چونکہ حضور نبی کریم ﷺ کو معلوم تھا کہ بغیر کھولنے کے ان کے بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچ جاتا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ کھولنے کی ضرورت نہیں۔

(۲) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک روز ایھا الناس فرمایا۔ میں اس وقت سر کے بالوں کو کنگھی کر رہی تھی۔ میں نے یہ آواز سن کر بالوں کو لپیٹا اور میں دروازے کے قریب ہو کر سننے لگی۔

(مسند احمد، جلد 6)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ آپ بال نہیں کٹواتی تھیں ورنہ لَفَفتُ شَعْرِیْ صحیح نہیں ہوسکتا۔ اگر آپ کانوں تک بال کٹایا کرتیں تو پھر ان کا لپیٹنا کس طرح متصور ہوسکتا ہے۔

(۴) روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا۔ اِنْقَضِیْ رَاسَکَ وَامْتَشِطِیْ یعنی سر کو کھولو اور کنگھی کرو۔ (نسائی)

معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بال بھی گوندھے ہوئے تھے جن کے کھولنے کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا۔ اگر بال کانوں تک ہوتے تو اِنْقَضِیْ شَعْرَکِ کا ارشاد کیسے صحیح ہوسکتا تھا۔

(۵) حضرت جمیع بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اپنی والدہ اور خالہ کے ہمراہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت شریف میں حاضر ہوا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ غسل کے پہلے نماز کا سا وضو کرتے پھر تین بار بدن پر پانی بہاتے۔ وَنَحْنُ نَفِیْضُ عَلٰی رُؤُسِنَا خَمْسًا مِنْ اَجْلِ الصَّفُرَۃِ یعنی اور ہم اپنے سروں پر مینڈھیوں کے سبب پانچ بار پانی ڈالتے۔ (دار قطنی)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بال لمبے تھے۔ جو گوندھے ہوئے تھے اگر کانوں تک ہوتے تو پانچ بار پانی ڈالنے کی ضرورت نہ ہوتی۔

(۶) روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ اَجْمَرْتُ رَأْسِیْ اِجْمَارًا شَدِیْدًا یعنی میں سر کے بالوں کو خوب مضبوط باندھا کرتی تھی۔ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَاعَائِشَۃَ اَمَا عَلِمْتِ اَنَّ عَلٰی کُلِّ شَعْرٍ جَنَابَۃٌ ٥

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) کیا تو نہیں جانتی کہ ہر بال پر جنابت ہے۔ (مسند امام احمد)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ بال کٹائے ہوئے نہ تھے ورنہ اجمار شدید متصور نہیں ہو سکتا۔

صحابیات کا سر کے بالوں کو نہ کٹوانا:

تمام صحابیات کے بال بھی کٹے ہوئے نہ تھے چنانچہ صحیح مسلم میں عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عورتوں کے غسل کے وقت بال کھولنے کا حکم دیتے ہیں تو آپ نے فرمایا ابن عمر رضی اللہ عنہ پر تعجب ہے کہ وہ بالوں کے کھولنے کا حکم دیتا ہے۔

(صحیح مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام صحابیات کے سروں کے بال بھی گوندھے ہوئے تھے ورنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بالوں کے کھولنے کا حکم نہ دیتے۔

صحیحین میں حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر کو غسل دے رہی تھیں۔ پھر فرماتی ہیں۔ مَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُوْنٍ۔ ایک روایت میں ہے۔ فَضَفَرْنَا شَعْرَهَا ثَلَاثَةَ اَثْلَاثٍ قَرِيْنَهَا وَنَاصِيَتَهَا۔ صحیح بخاری اور مسند احمد کی روایت میں بعد ثلاثہ قرون کے وَاَلْقَيْنَا خَلْفَهَا بھی آیا ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ثَلَاثَةُ قُرُوْنٍ اَیْ ثَلَاثُ ضَفَائِرَ۔ یعنی ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے بالوں کو تین گیسو کیا اور ان کی پشت کے پیچھے ڈال دیا۔ حضرت ملا علی قاری مرقات میں لکھے ہیں۔ خَلْفَهَا اَیْ وَرَاءِ ظَهْرِهَا۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ بال لمبے تھے ورنہ تو ضفائر بن سکتے نہ پشت کے پیچھے ڈالے جا سکتے۔ معلوم ہوا کہ بال کٹائے ہوئے نہ تھے۔

روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر ایک مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض

کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ وَاغمِزِیْ قُرُوْنَکِ عِندَ کُلِّ جَفْنَۃٍ۔ یعنی ہر بار دونوں ہاتھوں سے پانی ڈالنے کے وقت اپنے گیسوؤں کو خوب دبا کر ملو۔ (ابوداؤد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے گیسو وضفائر ہوتے تھے کٹوایا نہیں کرتی تھیں۔ قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ المعروف ان نساء العرب انما کن یتخذن القرون والذوائب۔ (نووی) یعنی مشہور یہی ہے کہ عرب کی عورتیں قرون وذوائب (لمبے لمبے گیسو) رکھا کرتی تھیں۔

الحاصل مذکورہ بالا روایت صحیحہ سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ ازواج مطہرات اور صحابیات سر کے بالوں کو ہرگز کٹواتی نہیں تھیں۔ اور جس روایت سے مخالفین استدلال کرتے ہیں وہ سراسر غلط اور محض دھوکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان غلط کار لوگوں کو رُشد وہدایت بخشے تاکہ وہ جہنم کا ایندھن بننے سے بچ جائیں۔

التماس مؤلف:

اہل علم کی خدمت اقدس میں نہایت ادب کے ساتھ میری یہ ناچیز درخواست ہے کہ اگر وہ اس کتاب میں کہیں غلطی یا سہو پائیں تو راقم الحروف یا مشتہر کو مطلع فرمائیں تاکہ طبع ثانی میں اس کی اصلاح کر دی جائے کہ سہو وخطا لازمہ بشریت ہے۔

دعاء بدرگاہِ رب العالمین:

یا اللہ العالمین اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طفیل اس کتاب کے پڑھنے والے، سننے والے، مشتہر کرنے والے، تصحیح کرنے والے، ترمیم کرنے والے اور لکھنے والے کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ ان کے عمل کے صدقے راقم الحروف اور اس کے والدین کی مغفرت فرما اور خاتمہ بالخیر فرما۔ نیز میرے لختِ جگر فرزند ارجمند سعادت مند محمد بشیر ایم-اے کو جمیع حوادثِ روزگار سے محفوظ ومصئون رکھ۔ دین ودنیا میں اس کو سرسبز اور شاداں کر۔ اور سلفِ

صالحین کا متبع اور شریعت شریفہ کا پابند کر۔ گمراہ فرقوں اور بدصحبتوں سے بچائے رکھ اور اس کو اپنا مقبول بندہ بنا لے۔ آمین۔

واٰخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین ○

تمت بالخیر

ابوالبشیر محمد صالح

بن مولوی مست علی رحمۃ اللہ علیہ

(میتر والی ضلع سیالکوٹ)

ترتیب نو

محمد عبدالاحد قادری

گوگراں، تحصیل وضلع لودھراں